برِصغیر میں دینی فتنوں کی یلغار
افتراق بین المسلمین
کے اسباب
قادیانیہ
مرکزی مجلسِ رضا لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب ——— برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب

مصنف ——— مبارک حسین مصباحی۔ ایم۔ اے

دیباچہ ——— علامہ یٰسین اختر مصباحی ایم۔ اے۔ دار القلم دہلی

اول اشاعت ——— رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ

دوم اشاعت ——— محرم الحرام ۱۴۲۵/ مارچ ۲۰۰۴ء

تعداد اشاعت ——— ایک ہزار

عکس کتابت ——— المجمع المصباحی ایڈیشن

صفحات ——— ۲۴۰

ناشر ——— مرکزی مجلس رضا۔ نعمانیہ بلڈنگ ٹیکسالی گیٹ لاہور

تقسیم کار ——— مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ، لاہور

ہدیہ ——— دعائے خیر بحق معاونین

بیرونی حضرات ۲۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

کتاب مفت حاصل کرنے والے فوری رابطہ کر سکتے ہیں ورنہ معذرت!

اعلیٰ حضرت مجدّدِ دین وملّت کے 84 ویں عرس مبارک پر مرکزی مجلس رضا لاہور کی

خصوصی پیش کش

☆☆☆

انتساب

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت محدّث بریلوی

الشاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ

کے نام

جن کے قلم نے برصغیر میں دین کے نام پر ابھرنے والے فتنوں کے طوفانوں کا مقابلہ کیا۔

کلکِ رضا ہے خنجرِ خونخوار و برق بار

اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

مصنف کتاب پر ایک نظر

علامہ مبارک حسین مصباحی' ''ماہنامہ الاشرفیہ'' جامعۃ الاشرفیہ' مبارک پور اعظم گڑھ (انڈیا) کے چیف ایڈیٹر ہیں۔ جن کے اداریئے اہل علم وفضل سے داد تحسین پاتے ہیں اور جن کے مقالات بڑی دلچسپی سے پڑھے جاتے ہیں۔ آپ ان دنوں ''جامعۃ الاشرفیہ'' مبارک پور میں مسند تدریس پر رونق افروز ہیں۔ جامعہ طیبہ شاہ آباد۔ رامپور (یوپی) کے مہتمم ہیں۔ ''المجمع المصباحی'' مبارک پور کے صدر نشین ہیں۔ وہ آل انڈیا ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' بریلی کے صدر ہیں اور جامعۃ الاشرفیہ مبارک پور کی ''مجلس البرکات'' کے رکن ہیں۔

آپ کے والد مکرم خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ رامپور کے اہل علم میں سے تھے۔ حضرت علامہ مصباحی' شاہ آباد' ضلع رامپور میں ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۷ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۳۹۸ھ میں مدرسہ اجمل العلوم سنبل سے قرآن پاک حفظ کیا۔ دینی علوم میں ۱۹۸۹ء میں ''الجامعۃ الاشرفیہ'' سے دستار فضیلت حاصل کی۔ اور الہ آباد بورڈ سے فاضل دینیات' عربی اور فارسی میں سند حاصل کی۔ مگدھ یونیورسٹی گیا (بہار) سے ایم اے کیا۔ اور سلسلہ قادریہ میں مفتی اعظم ہند' بریلی سے بیعت ہوئے۔ ان دنوں وہ ''الجامعۃ الاشرفیہ'' میں استاد ہیں اور ''ماہنامہ الاشرفیہ'' مبارک پور کے مدیر شہیر بھی۔ رابطہ کیلئے ۵۰۱۴۹۔۵۰۰۲۱ فون پر ان کی آواز سنائی دے گی۔

انہوں نے برصغیر میں دینی فتنوں کی تاریخ اور ان فتنوں کے زہریلے اثرات کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور ''افتراق بین المسلمین کے اسباب'' جیسی کتاب کو اس انداز سے مرتب کیا ہے کہ موضوع کی تلخیاں ان کے اعتدالی قلم کی شیرینی سے اس انداز میں صحیفہ قرطاس پر سمٹ گئی ہیں کہ کتاب پڑھنے والا تسلسل کے ساتھ مطالعہ کرتا جاتا۔ اس کتاب کا پہلا ایڈیشن آپ کی نگرانی میں المجمع المصباحی مبارک پور (انڈیا) سے چھپ کر سارے ہندوستان میں پھیلا۔ موضوع کی اہمیت اور انداز تحریر کی خوش قلمی کے پیش نظر ''مرکزی مجلس رضا'' لاہور نے چھپوا کر مفت تقسیم کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب جہاں جہاں گئی۔ اہل علم سے داد وصول کرتی گئی۔

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی۔ ایم۔ اے
مدیر ماہنامہ ''جہان رضا'' لاہور
فون نمبر: ۷۳۵۸۴۶۵
موبائل: ۰۳۰۰۔۴۲۲۳۵۶۵۸

مشمولات

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است

سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
وگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

(ازشاعرمشرق ڈاکٹرمحمداقبال)

سرنوشت

باسمہ تعالیٰ و بکرم حبیبہ الاعلیٰ

زیر نظر کتاب مختلف اوقات میں ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کے لئے لکھی گئیں چند تحریروں کا مجموعہ ہے۔ پہلے دو مضامین بطورِ خاص اسی کتاب کے لئے مرتب کئے ہیں، آخری مضمون مختصر تھا سر دست اس میں بھی تین گنا اضافہ کیا گیا ہے، باقی تحریروں پر بھی نظر ثانی اور قدر ضرورت حذف و اضافہ کیا ہے، ان تمام تحریروں میں جو چیز قدر مشترک ہے وہ ہے حق و باطل کے درمیان خط امتیاز، برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب کی تلاش، امت

مسلمہ میں امن واتحاد کی آرزومندی اور اصلاح فکر واعتقاد کی مضطربانہ خواہش

آج پورے عالم کفر کی دہشت گردی اسلام اور اسلامی علامات وروایات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے درپے ہے، اس دردناک صورت حال میں مسلمانوں کا امتیازی تشخص ووقار ہر پل خطرے کی جانب بڑھ رہا ہے، جس وقت میں یہ سطریں لکھ رہا ہوں دنیا کا سب سے بڑا اسلام دشمن دہشت گرد ملک امریکہ اپنے اتحادیوں کی پشت پناہی کے ساتھ بے قصور نہتے افغانستان پر فضائی بمباری کررہا ہے۔ میڈیا دل ہلا دینے والی خبریں نشر کررہا ہے، پوری دنیا کے مسلمان سانس روک کر افغانی مسلمانوں کے تحفظ وبقا کے لئے دست بدعا ہیں، احتجاجات کی چیخ وپکار بھی سننے میں آرہی ہے۔ مگر افسوس عالم اسلام کے تمام حکمرانوں کی نکیل امریکہ کے ہاتھ میں ہے اسے آپ مصلحت وقت کہیں یا ابن الوقتی، ایمانی غیرت وحمیت کا فقدان ان میں بہر حال یقینی ہے۔ ان حالات میں حال ومستقبل کے خطرات سے مقابلہ کرنے کے لئے اولین اور بنیادی مرحلہ یہ ہے کہ مسلمان باہمی تفرقہ ختم کریں اور امن واتحاد کی خوشگوار فضا میں مستحکم ہوں۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لئے
نیل کے ساحل سے لیکر تابخاک کاشغر

مگر اس مرض افتراق کے علاج کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اسباب افتراق کو تلاش کیا جائے اسباب کے باقی رہتے ہوئے علاج کرنا اندھیرے میں تیر چلانے کی طرح لاحاصل سی جدوجہد ہے، شترمرغ کی طرح ریت میں منہ چھپانے سے وقتی تسکین تو مل سکتی ہے مگر اسے خطرات سے محفوظ رہنے کا حل نہیں کہا جاسکتا۔ خدارا آپ خارجی دباؤ سے بے نیاز اور مسلکی عصبیت سے بالاتر ہوکر ہمارے معروضات کا بغور مطالعہ کریں، اگر ہمارے پیش کردہ تاریخی شواہد اور دینی حقائق سے آپ پورے طور پر مطمئن نہ ہوں تو انھیں خطوط پر مزید مطالعہ اور تحقیق وتلاش کا سفر جاری رکھیں۔ تلاش حق کی مخلصانہ جدوجہد بجائے خود عبادت اور

اصلاح فکر وعمل کی جانب پیش قدمی ہے۔ میں اپنی فکر وتحقیق تھوپنے کا عادی نہیں۔ میں نے تو اتحاد ملت اور اصلاح امت کی غرض سے غور وفکر کی کچھ بنیادیں فراہم کی ہیں، مگر اتنی بات تو میں بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ آپ کا ذہن پہلے سے اگر کسی کا جانب دار نہیں بلکہ حق کا طرفدار ہے تو اس کتاب کے مطالعہ کے بعد ہی آپ پر سواد اعظم اہلسنت و جماعت کی صداقت وحقانیت شمس درکف کی طرح واضح ہو جائے گی اور حق واضح ہو جانے کے بعد بھی آوارہ فکری پر باقی رہنا یا حسب سابق روش پر اڑے رہنا ہٹ دھرمی اور فرقہ وارانہ ذہنیت کو فروغ دینا ہے۔

ان تحریروں کے مطالعہ کے دوران ہوسکتا ہے آپ کو ایک سے زیادہ مقام پر تکرار مباحث کا احساس ہو تو اس کے لئے میں کوئی معذرت بھی نہیں کرتا کیونکہ جب مشترک مسائل پر مختلف نشستوں میں گفتگو کی جاتی ہے تو ایسا ہو جانا ایک فطری امر ہے۔ ہاں چند مقامات پر آپ کو لب ولہجہ کی سختی کا احساس پریشان کرسکتا ہے تو یہ ہم نے قصداً نہیں کیا یہ ایک حقیقت ہے کہ ایک زخمی دل انسان جب اپنی ملت کے اسباب زوال اور احوال غم سناتا ہے تو غیر اختیاری طور پر جذبات کا بھڑکاؤ مجلسی آداب سے بے نیاز کر دیتا ہے لیکن ہوش مند لوگ حالات کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے اسے معیوب نہیں سمجھتے بلکہ فطری تقاضے سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ہماری کوئی بات آپ کی پہلے سے طے شدہ فکری ڈگر کے خلاف ہو اور آپ کو کڑوی لگے تو اسے ''الحق مر'' پر محمول کریں۔

میں اپنی اس تحریر کے سلسلہ میں کسی قسم کی داد وتحسین کا متمنی ہرگز نہیں، یہی کیا مجھے اپنی کسی بھی نگارش کے بارے میں اس کی خواہش نہ رہی ہے نہ ہے اور نہ ہوگی۔ ہاں میرا قلم خدائے وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں اس آرزو کے ساتھ سجدہ ریز ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب مختار کائنات ﷺ کے طفیل ان تحریروں کو گمگشتگان راہ کی ہدایت کا ذریعہ بنادے اور ٹولیوں میں بٹے لوگوں کو عشق رسول کے نقطۂ اتحاد پر متحد فرمادے۔ آمین

اب میں اپنے تمام اساتذہ کی بارگاہ میں سراپا شکر و نیاز بن کر حاضر ہوتا ہوں جن کے علمی دریائے فیض کی بے کراں موجوں نے مجھے سیراب کیا اور بطور خاص استاذنا المکرّم حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صدرالمدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور جن کی پدرانہ شفقتوں نے میرے فکر و قلم کی تربیت فرمائی۔ میں دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں مفکر اسلام حضرت علامہ یٰسٓ اختر مصباحی بانی و مہتمم دارالقلم دہلی کا جنھوں نے زیر نظر کتاب کو ملاحظہ فرمایا اور بطور تقدیم و تقریب گرانقدر تحریر سپرد قلم فرمائی، بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں محب مکرم حضرت مولانا زاہد علی سلامی اور مولانا عبدالصمد مصباحی کا شکریہ ادا نہ کروں جو قدم قدم پر میرا سہارا بنے رہتے ہیں۔ اور درجہ تحقیق کے ان ہونہار طلبہ کا ذکر خیر بھی ضروری سمجھتا ہوں جن کے اصرار پر یہ تحریریں منظر عام پر آئیں یعنی عزیزان گرامی مولانا شکیل الرحمٰن نظامی مصباحی اور مولانا محمد منظر وسیم مصباحی۔

آخر میں ایک التجا ہم اپنے قارئین سے کریں گے کہ اگر انھیں یاد رہے تو میرے والد گرامی جناب خلیل احمد مرحوم و مغفور کے لئے دعائے مغفرت ضرور فرمادیں جو میری کامیابیوں کی تمنا لے کر اس جہان فانی سے چل بسے۔ میں اپنی اس تحریر کا اجر انھیں کی بارگاہ میں نذر کرتا ہوں مولیٰ ان کی قبر کو جنت کا ایک ٹکڑا بنا دے۔ آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین

ازمبارک حسین مصباحی رامپوری

۷رشعبان المعظم ۱۴۲۲ھ/ ۲۵راکتوبر ۲۰۰۱ء

تقریظ جلیل

از: صدرالعلماء حضرت علامہ محمد احمد مصباحی

صدرالمدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور

مبسملا و حامدا و مصلیا

یہ پروپیگنڈے کا دور ہے جس کے بل پر سچ کو چھپانے اور جھوٹ کو باور کرانے کا کاروبار بڑے منظم پیمانے پر ہو رہا ہے۔ امریکہ سے لے کر انڈیا تک اس میدان میں باطل پرستوں کی ٹولیاں اپنے اپنے حلقۂ ابلاغ کے لحاظ سے پیش پیش نظر آئیں گی۔ اور زیادہ تر جھوٹے اور باطل حربوں کی استادی کا سہرا کسی ستم پیشہ یہودی یا فرنگی کے سر ہوتا ہے جس سے روحانی ولادینی تعلق رکھنے والے سیکھ سیکھ کر اسی ڈگر پر چلنے کی پیہم کوشش میں مبتلا رہتے ہیں۔

ان ہی پروپیگنڈوں میں سے اہل باطل کا ایک پروپیگنڈہ یہ بھی ہے کہ مسلمانوں میں تفریق کا کام بریلی کی سرزمین سے مولانا احمد رضا بریلوی کے ہاتھوں شروع ہوا۔ اس جھوٹ کی اشاعت اس قدر کی گئی ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے بہت سے سادہ لوح لوگوں نے اسے سچ مان لیا ہے۔ ان کے پاس نہ اپنی ذاتی تحقیق ہے نہ اس کی فرصت۔ مگر اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو اور ہر انصاف پسند کو یہ معلوم ہوگا کہ حقیقت کیا ہے۔؟

اس میں ناقبل تردید دلائل وشواہد کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمانوں

میں شیعہ و سنی کا اختلاف تو پرانا ہے اور سنیوں میں جو تفریق ہوئی ہے وہ بریلی سے نہیں بلکہ دہلی سے ہوئی ہے۔ یہاں کے اور دیگر ممالک کے اہل سنت ایک تھے۔ نجد میں کتاب التوحید اور ہند میں تقویۃ الایمان کے ذریعہ وہابی پھر اس کی شاخ دیوبندی کے نام سے ایک فرقہ جنم دیا گیا جو اپنے یوم پیدائش سے لے کر آج تک قدیم مسلک اہل سنت کے حامیوں سے برسر پیکار ہے۔ جھوٹ اور فریب کا ایسا دلدادہ اور عادی ہے کہ خدا کو بھی بالامکان جھوٹا اور عیب دار مانتا ہے۔

عزیز گرامی مولانا مبارک حسین مصباحی کو رب تعالیٰ جزائے خیر سے نوازے کہ انھوں نے اس طرح کے مکر و فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے مبسوط مقالات لکھے جن میں سے بعض جستہ جستہ میں نے بھی دیکھے آج جہاد بالسیف تو ناپید ہی ہے جہاد بالقلم بھی کم ہوتا جارہا ہے۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اذا ظهرت الفتن او البدع. ولم يظهر العالم علمه فعليه لعنة الله و الملائكة و الناس اجمعين. اور کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب فتنے اور گمراہیاں ظاہر ہوں اور عالم اپنا علم چھپائے رکھے تو اس پر اللہ اور فرشتوں اور انسانوں سب کی لعنت ہے۔ اور فرمایا: لان يهدى الله بك رجلا خير مما طلعت عليه الشمس، تمہارے ذریعہ کسی ایک شخص کو ہدایت نصیب ہو جائے تو یہ تمہارے لئے روئے زمین کی حکومت سے بہتر ہے۔

مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو دافع فتن اور ہادی راہ سنن بنائے۔ مصنف کے علم و قلم اور ارشاد و عمل میں برکتیں نصیب فرمائے اور صحت و قوت اور عافیت کے ساتھ خدمت دین متین سے ہمیشہ وابستہ و سرفراز رکھے۔

اس کتاب پر برادر گرامی مولانا یٰسین اختر مصباحی نے ایک عالمانہ اور وقیع

مقدمہ تحریر فرمایا ہے جس کے بعد میری خامہ فرسائی کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر مولانا مبارک حسین کے مسلسل اصرار پر یہ چند سطور لکھنی پڑیں۔ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو توفیق خیر سے نوازے۔ اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم کی رضا و خوشنودی کے کاموں میں لگائے اور ہر طرح کے شرور و فتن سے محفوظ و مامون رکھے۔

محمد احمد مصباحی

۱۳؍ رجب ۱۴۲۳ھ

۲۱؍ ستمبر ۲۰۰۲ء

اسلام ترا دین ہے تو مصطفوی ہے

مفکر اسلام حضرت علامہ یٰسٓ اختر مصباحی

بانی و مہتمم دار القلم، دہلی

دین اسلام ہمیشہ ایک رہا ہے جو اللہ کا منتخب اور پسندیدہ دین ہے۔ وجود و توحید باری تعالیٰ، نبوت و رسالت، کتب سماویہ، ملائکہ، تقدیر، جنت و دوزخ وغیرہ اس دین کے بنیادی معتقدات ہیں۔ یہ ہر دور میں یکساں اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ ایام و دُھور اور احوال و ظروف کی تبدیلی کا ان پر کبھی کوئی اثر نہیں ہوا۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰت والتسلیمات انہیں کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے رہے اور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک سارے پیغمبروں کا اعتقادی محور و مرکز یہی دین اسلام رہا ہے۔

پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب بعثت مبارکہ ہوئی تو آپ نے بھی اسی دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت فرمائی۔ اپنی حکیمانہ دعوت اور کریمانہ اخلاق سے لوگوں کے قلوب و اذہان کو اسی کی طرف مائل کر کے انہیں اس کا حامل اور پھر اس کا داعی و ترجمان بنایا۔ اسی وحدتِ دین کا اعلان کرتے ہوئے رب کائنات ارشاد فرماتا ہے۔ و رضیت لکم الاسلام دینا۔ (سورۃ المائدۃ: آیت ۳)

شریعتیں البتہ منسوخ ہوتی رہی ہیں، انکے احکام و مسائل بدلتے رہے ہیں۔

لیکن پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت اتنی جامع و مکمل ہے کہ شرائع سابقہ کی طرح وہ کبھی منسوخ نہیں ہوگی۔ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا یہ امتیاز و اختصاص ہے جس پر گردش ایام کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ یہی شریعت نافذ و باقی ہے اور اسلامیان عالم کی ہدایت و رہنمائی کیلئے تا قیامت کافی ہے۔

اسی دین اور اسی شریعت کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر متحد و منظم رہنے کا اہل ایمان و اسلام کو بار بار حکم دیا گیا ہے۔ اور اس سے انحراف کے نقصان و خسارہ کی جا بجا وعید سنائی گئی ہے۔ قرآن حکیم کے فرامین وارشادات پر عمل اور جماعتِ مسلمین کی موافقت و رفاقت کو ہر مسلمان کے اوپر لازم کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

و اعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا۔

(سورہ آل عمران: ۱۰۳)

اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں پھٹ نہ جانا

و اطیعو االلہ و رسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا و تذھب ریحکم

(سورۃ الانفال: ۴۶)

اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کرو گے اور تمہاری بندھی ہوئی ہوا جاتی رہے گی۔

امم سابقہ کے سلسلہ میں قرآن حکیم میں جو کچھ آیا ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مدت تک دین کے ساتھ شریعت بھی ایک ہی تھی۔ لیکن اختلاف فطرت و طبیعت نے جب زور پکڑا تو اس کے ناخوشگوار اثرات ظاہر ہوئے۔ اور لوگ باہم دست بگریباں ہوئے۔ اس موضوع کی آیات سے اس کا بھی علم ہوتا ہے کہ مشیتِ ربانی ہی ایسی نہیں ہے کہ سب لوگ امۃ واحدۃ بنے رہیں۔ یہ اس کی حکمت اور مصلحت ہے جس کا راز اور اس کی حقیقت وہی جانتا ہے۔ ذیل میں چند

آیات ملاحظہ فرمائیں۔

وما كان الناس الا امة واحدة فا ختلفو ا

(سورہ یونس:۱۹)

اور لوگ ایک ہی امت تھے پھر مختلف ہوئے۔

كان الناس امة واحدة فبعث الله النبين مبشرين و منذرين

(سورۃ البقرۃ:۲۱۳)

لوگ ایک دین پر تھے پھر اللہ نے انبیاء بھیجے خوشخبری دیتے اور ڈرسناتے۔

لكل جعلنا منكم شرعة و منها جا و لو شاء الله لجعلكم امة واحدة و لكن ليبلوكم فى ما اتكم

(سورۃ المائدۃ:۴۸)

ہم نے تم سب کے لئے ایک ایک شریعت اور راستہ رکھا اور اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی امت کردیتا مگر منظور یہ ہے کہ جو کچھ تمھیں دیا اس میں تمھیں آزمائے۔

ولو شاء ربك لجعل الناس امة و احدة و لا يزالون مختلفين الا من رحم ربك .

(سورۂ هود:۱۱۸)

اور اگر تمھارا رب چاہتا تو سب آدمیوں کو ایک ہی امت کردیتا۔ وہ آدمی تو ہمیشہ اختلاف میں رہیں گے مگر جن پر تمہارے رب نے رحم کیا۔

ایمان و کفر، حق و باطل، خیر و شر، نور و ظلمت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ واضح کیا۔ اور ہر انسان کے اندر یہ صلاحیت ودیعت فرمادی کہ وہ ہدایت و ضلالت میں سے جس کا چاہے از خود انتخاب کرلے۔ اور پھر جزاء و سزا اور ثواب و عذاب کا خود ہی ذمہ دار بھی ہو۔ اگر اللہ چاہتا تو ایمان و ہدایت پر سب کو جمع فرمادیتا مگر

اس نے ایسا نہیں کیا۔ تا کہ وہ اس کا امتحان لے اور اسے آزمائے کہ وہ اپنے لئے سعادت چاہتا ہے یا شقاوت! چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل فلله الحجة البالغة فلو شاء لهذكم اجمعين۔

(سورۃ الانعام:۱۴۹)

تم فرماؤ اللہ ہی کی حجت پوری ہے، وہ چاہتا تو تم سب کی ہدایت فرماتا۔

ولو شاء ربك لأمن من في الارض كلهم جميعاً۔

(سورۂ یونس:۹۹)

اور اگر تمہارا رب چاہتا تو زمین میں جتنے ہیں سب ایمان لاتے۔

وقل الحق من ربكم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر۔

(سورۃ الکھف:۲۹)

اور فرمادو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

ان هذه تذكرة فمن شاء اتخذ الى ربه سبيلاً۔

(سورۃ المزمل:۱۹۔سورۃ الدھر:۲۹)

بیشک یہ نصیحت ہے، تو جو چاہے اپنے رب کی طرف راہ لے۔

فيضل الله من يشاء ويهدى من يشاء وهو العزيز الحكيم

(سورۃ ابراہیم:۴)

پھر اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور وہی عزت حکمت والا ہے۔

قل ان الله يُضل من يشاء ويهدى اليه من اناب (سورۃ الرعد:۲۷)

تم فرماؤ! بیشک اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور اس کی طرف جو رجوع کرے

اسے ہدایت دیتا ہے۔

يضل به كثيراً ويهدى به كثيراً وما يُضل به الا الفسقين ۔

(سورۃ البقرۃ:۲٦)

اس سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو ہدایت دیتا ہے۔اور گمراہ انہیں ہی کرتا ہے جونافرمان ہیں۔

ويضل الله الظلمين ويفعل الله مايشاء ۔ (سورۃ ابرہیم:۲۷)

اوراللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔اوراللہ جو چاہے کرے۔

من اهتدىٰ فانماً يهتدى لنفسهٖ ومن ضل فانما يضل عليها۔

(سورۃ الاسراء:۱۵)

جوراہ پر آیا تو اپنے ہی بھلے کے لئے راہ پر آیا اور جو گمراہ ہوا وہ اپنے ہی برے کے لئے گمراہ ہوا۔

اپنے فطری رجحان اور طبعی میلان کے لحاظ سے قرونِ ماضیہ اور ازمنہ سابقہ کی اقوام وقبائل نے توحید وایمان اور نبوت ورسالت کی تصدیق یا تکذیب کی پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ کی بعثت مبارکہ کے بعد بھی قبائل عرب کی یہی تاریخ اور ان کا یہی کردار رہا۔ ہر دور میں ہر پیغمبر وھادی نے صرف دعوت وتبلیغ کی ہے۔راستہ بتانا اور دکھانا ان کی مسئولیت و ذمہ داری رہی ہے۔جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وما على الرسول الا البلا غ المبين۔

(سورۃ النور:۵۴۔سورۃ العنکبوت:۱۸)

اور واضح تبلیغ ہی رسول کی ذمہ داری ہے۔

منزل تک کسی کو پہنچا دینا یہ اللہ کے ذمہ کرم پر ہے۔اس کی توفیق پر منحصر ہے وہ

اپنے بندوں پر رحیم و کریم ہے۔ وہ قادر و مقتدر ہے۔ جسے جب چاہے ہدایت دے دے۔ جب چاہے کسی کو اپنا قرب عطا فرمادے اور جسے جب چاہے اپنے محبوبین کے زمرہ میں شامل فرمالے۔

ہدایت اراءۃ الطریق بھی ہے اور ایصال الی المطلوب بھی ہے۔ اراءۃ الطریق راستہ بتانا اور دکھانا ہے۔ ایصال الی المطلوب منزل مقصود تک پہنچا دینا ہے ابلاغ و تبلیغ اور اراءۃ الطریق منصب نبوت و رسالت ہے۔ اور اسی ہدایت کا ذکر کرتے ہوئے رب کائنات پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے۔

انك لتهدى الى صراط مستقيم۔

(سورۃ الشوریٰ:۵۲)

اور بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

اور دوسری ہدایت یعنی ایصال الی المطلوب کے سلسلہ میں اس کا فرمان ہے۔

انك لا تهدى من احببت ولكن الله يهدى من يشاء وهو اعلم بالمهتدين۔

(سورۃ القصص:۵٦)

بے شک یہ نہیں کہ تم اپنی طرف سے جسے چاہو ہدایت دے دو۔ لیکن اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔ اور ہدایت والوں کو وہ خوب جانتا ہے۔

عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور ادوارِ خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین میں لاکھوں سعید روحوں اور خوش بخت انسانوں نے ہدایت کی نعمت پائی اور لاکھوں کم سواد و بدنصیب انسان اس دولت سے محروم رہے۔ ایسے انسانوں کی بھی ایک بڑی تعداد ہے جنہوں نے یہ نعمت و دولت پانے کے بعد اسے کھو دیا اور اس سے

انحراف وارتداد کا سنگین جرم کر کے ابدی لعنت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مانعینِ زکوٰۃ اور مرتدین کا فتنہ اس کی ایک نمایاں مثال ہے۔

اموی وعباسی دور حکومت میں جہاں ہدایت کا دائرہ وسیع ہوا۔ اسلام کی روشنی دور دور تک پھیلی، تابعین وتبع تابعین علیہم الرحمۃ والرضوان کا فیضانِ عام ہوا۔ وہیں بہت سے فرق واحزاب بھی عالمِ وجود میں آئے۔ کئی ایک گمراہیوں نے بھی جنم لیا۔ اور اسلام کا روشن چہرہ غبار آلود کرنے کی مذموم کوششیں بھی ہوئیں۔

یہ سب اسی تکوینی نظامِ قدرت کے تحت ہوا جس کا مذکورہ آیاتِ قرآنی میں اجمالاً بیان آچکا ہے۔ اور خود پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اور افتراقِ امت کی نشاندہی فرمائی۔

تفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقة كلهم فی النار الاملّة واحدة. قالوا من هی یا رسول الله! قال ما انا علیه واصحابی.

(ترمذی شریف)

میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ کے سوا تمام فرقے جہنمی ہوں گے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ وہ گروہ کون ہوگا؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ جو میری اور میرے صحابہ کی سنت پر عمل پیرا ہوگا۔

اسی لئے سنتِ رسول وسنتِ صحابہ پر عمل کرنے والے سواد اعظم کی اتباع کی آپ نے ہدایت اور تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذ شذ فی النار.

(مشکوٰۃ شریف)

تم سواد اعظم (بڑی جماعت) کی اتباع کرو۔ اس سے جو الگ ہوا وہ تنہا جہنم

میں بھیجا جائے گا۔

یہ سواد اعظم وہی اہل سنت و جماعت ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔

ان اللہ لا یجمع امتی علی الضلالۃ۔ وید اللہ علی الجماعۃ۔ ومن شذ شذ فی النار۔

(ترمذی شریف)

اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ جماعت کے لئے اللہ کی مدد ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

جماعت اہلِ سنت سے الگ ہونے والے فرقے مثلاً خوارج، روافض، معتزلہ وغیرہ نے اسلام کو بے حد نقصان پہنچایا۔ اہل اسلام کو سخت فتنوں اور آزمائشوں میں ڈالا۔ مسلم حکومتوں کے درپئے آزار ہوئے۔ اباطیل وخرافات اور مزخرفات کا ایسا ڈھیر لگا دیا جس نے بے شمار مسلمانوں کو شک وارتیاب اور بہت سی گمراہیوں میں مبتلا کر دیا۔ ان کے جراثیم اور سازشیں آج بھی مختلف شکلوں میں کارفرما ہیں اور اپنے شذوذ ونکارت اور عصیان وطغیان کی بادِ سموم سے اسلام واہلِ اسلام کے جسم وروح کو متاثر کر رہی ہیں۔

اختلاف اگر قیود وشرائط کے ساتھ ہو۔ حدود کے اندر ہو تو معیوب نہیں۔ اور اسی اختلافِ امت کو رحمت فرمایا گیا ہے۔ جیسا کہ ماتریدیہ واشاعرہ کا اختلاف ہے۔ اور فقہِ اسلامی میں حنفیہ وشوافع ومالکیہ وحنابلہ کا اختلاف ہے۔ کہ یہ سب اہل سنت کے داخلی اختلافات ہیں۔ اور ایسا ہونا ایک حد تک فطری بھی ہے۔ خیال، ذوق، شعور، طبیعت، اور احوال وظروف کے اختلاف سے فہم وادراکِ معانی ومفاہیم میں اختلاف کا پیدا ہو جانا ایک فطری امر ہے۔ جس کا مظاہرہ اہل سنت کے مختلف طبقات میں

ہے۔اور یہ سلسلہ آئندہ بھی جزوی فروعی مسائل میں جاری رہے گا۔

بفضلہٖ تبارک وتعالیٰ متحدہ ہندوستان میں مسلمانوں کی غالب اکثریت سنی حنفی رہی ہے۔جس کے بے شمار تاریخی شواہد ہیں۔محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رضی اللہ عنہ اپنے مرشدِ طریقت حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر رضی اللہ عنہ کے ملفوظات میں تحریر فرماتے ہیں۔

ساتویں ذوالحجہ ۶۵۵ھ کو آپ کی خدمت میں حاضری وقدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ مذہب کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ زبان مبارک سے آپ نے ارشاد فرمایا:

پہلا مذہب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا، دوسرا مذہب امام شافعی رضی اللہ عنہ کا، تیسرا مذہب امام مالک رضی اللہ عنہ کا، چوتھا مذہب امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا۔ پس مسلمانوں کو چاہئے کہ ان مذاہب میں شک نہ کریں۔تا کہ سنی مسلمان ہوں اور اس بات کا یقین کریں کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب باقی تین سے افضل ہے۔

(راحت القلوب مشمولہ ہشت بہشت مطبوعہ دہلی)

مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ اپنے مکتوبات میں لکھتے ہیں۔

چاہئے کہ اہلِ سنت کے معتقدات پر مدارِ اعتقاد رکھیں۔اور زید وعمرو کی باتوں پر توجہ نہ دیں۔ بدمذہبوں کے خود ساختہ خیالات وتوہمات پر مدارِ کار رکھنا خود کو ضائع کرنا ہے۔فرقۂ ناجیہ کی اتباع ضروری ہے تا کہ امید نجات پیدا ہو۔

(مکتوب امام ربانی دفتر اوّل مکتوب نمبر ۲۵۱)

دوسرے مقام پر ہندوستان کی سنیت وحنفیت کے بارے میں مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رقمطراز ہیں:

81983

یہاں کے تمام مسلم باشندے اہل سنت و جماعت کے عقیدۂ حق پر ہیں۔ اہل بدعت وضلالت کی کوئی نشانی یہاں ظاہر نہیں ہوئی ہے۔ اور وہ حنفی پسندیدہ مذہب رکھتے ہیں۔

(رسالہ رد روافض)

اسلام کی ہندوستان میں آمد کے بعد پانچ چھ صدی تک یہاں صرف اہل سنت و جماعت تھے۔ فرقِ باطلہ کا یہاں کوئی وجود نہیں تھا۔ سنیت وحنفیت کا دور دورہ تھا۔ سارے علماء ومشائخ سنی حنفی تھے۔ خراسانی شیعوں کے ذریعہ شیعیت نے سب سے پہلے قدم رکھا۔ پھر مغل سلاطین کی فوج میں کچھ شیعہ یہاں آئے اور رفتہ رفتہ انہوں نے قدم جمانا شروع کیا۔ اور ایک عرصہ کے بعد اپنے بال و پر نکالے۔ لیکن علماے اہلسنت نے ان کی مزاحمت کی اور انہیں زیادہ کامیاب نہ ہونے دیا۔

مجدد الف ثانی نے ان کے خلاف رد روافض کے نام سے رسالہ لکھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اسی رسالہ کا عربی میں ترجمہ کیا۔ جس کا نام "المقدمة السنية لانتصار الفرقة السنية" ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے بھی بڑی شرح وبسط کے ساتھ ردشیعیت میں ایک کتاب لکھی جو ''تحفۂ اثناعشریہ'' کے نام سے مشہور ومعروف ہے۔

شیعیت کے بعد نجد کا فتنۂ وہابیت اٹھارہویں صدی عیسوی کے آغاز میں ہندوستان کے اندر نمودار ہوا۔ وہابیت شیخ ابن تیمیہ حرانی اور شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے افکار ونظریات کا مجموعہ ہے۔ شاہ محمد اسماعیل دہلوی کی رسوائے زمانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' کے ذریعہ فتنۂ وہابیت کا فروغ ہوا۔ علماے اہلسنت نے اس فتنہ کا بھی جم کر مقابلہ کیا۔ تحریر وتقریر کے ذریعہ اس کی پُر زور مخالفت کی۔ جگہ جگہ مناظرے کئے، بہت سی کتابیں اور رسائل اس کے خلاف منظر عام پر آئے۔ شر وفتنہ اور بددینی

کے خلاف محاذ آرائی ان کا فرض منصبی تھا اس لئے انہیں ایسا کرنا ضروری بھی تھا۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اذا ظهرت البدع ولعن آخر هذه الامة اولها فمن كان عنده علم فلينشره. فان كاتم العلم يومئذ ككاتم ما انزل الله على محمد.

(ابن عساکر)

جب بددینی ظاہر ہو اور اس امت کے بعد والے لوگ اپنے پہلوں پر لعن طعن کریں تو جس کے پاس بھی علم ہو اسے ظاہر کر دینا چاہئے۔ کیونکہ ایسے حالات میں علم کا چھپانا اس طرح ہے کہ جیسے کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والے احکام و تعلیمات کو چھپائے۔

شاہ محمد اسماعیل دہلوی کے ایک معاصر سنی عالم قطب بنارس حضرت مولانا مفتی رضا علی بنارسی علیہ الرحمۃ والرضوان سے اس وقت کے مسلمانوں نے اس فتنۂ وہابیت اور تقویۃ الایمان کے بارے میں استفتاء کیا۔ جس کا آپ نے تحقیقی جواب دیا جو اسی زمانہ میں بشکل اشتہار شائع ہوا تھا۔ جس کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:

مولوی مخصوص اللہ پسر مولوی رفیع الدین صاحب دہلوی برادر شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے رد تقویۃ الایمان مولوی اسماعیل دہلوی لکھی ہے۔ نام اس کا معید الایمان ہے۔

مجھ سے مولوی مخصوص اللہ صاحب کی دہلی میں ملاقات ہوئی۔ میں نے پوچھا کہ درباب مولوی اسماعیل دہلوی آپ کیا فرماتے ہیں؟ کہا کہ اس کو ہم لوگوں نے بہت سمجھایا۔ نہیں مانا۔ اور ہندوستان میں جتنا فتنہ پھیلا ہے۔ اس کی ذات سے پھیلا ہے۔

اور درباب اسمٰعیل دہلوی میرے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے بھی رد تقویۃ الایمان لکھی ہے۔ اور مولوی صدر الدین صاحب نے بھی لکھا ہے۔

منتھی المقال۔

اور مولوی مملوک علی نانوتوی نے ردتقویۃ الایمان لکھا ہے۔اور نام اس کا تفویت الایمان ساتھ ف کے یعنی فوت کرنے والا ایمان کا لکھا ہے۔

حضرت پیرومرشد صاحب سے میں نے مدینہ شریف میں درباب مولوی اسمٰعیل دہلوی پوچھا۔فرمایا کہ اس کو میں نے اور تمام علماء دہلی نے جامع مسجد دہلی میں قائل کیا۔اس نے اقرار کیا کہ میں تقویۃ الایمان میں اصلاح کردوں گا۔

اور مقام ٹونک میں حضرت فرماتے تھے کہ میرے حضرت پیرومرشد کہا کرتے تھے کہ جس قدر بے دینی اور بداعتقادی اور فساد دین محمدی ہندوستان میں ہوا۔مولوی اسماعیل کی ذات سے ہوا۔

اور فقیر کاتب الحروف کا تجربہ ہے کہ جہاں تقویۃ الایمان کا چرچا پھیلا جوتی پیزار چلی۔خدا جانے کس وقت منحوس میں تالیف ہوئی ہے۔

(اشتہار کے اقتباسات ختم)

حیرت انگیز بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان ہنگامہ اور فتنہ وفساد پھیلانے والی کتاب تقویۃ الایمان کی پہلی اشاعت ۱۲۵۴ھ/۱۸۳۸ء میں رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سے ہوئی اور ہزاروں کی تعداد میں اس کی مفت تقسیم بھی ہوئی۔واضح رہے کہ دہلی پر قبضہ سے پہلے انگریزوں کا سیاسی وفوجی مستقر کلکتہ ہی تھا۔تقویۃ الایمان کا انگریزی ترجمہ بھی اس سے پہلے رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لندن) کے رسالہ جلد ۱۲ ۱۸۲۵ء میں چھپا تھا۔

(مقالاتِ سرسید جلد نہم)

شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی کے پیر سید احمد رائے بریلوی کا بھی سیاسی کردار کچھ ایسا ہی تھا کہ منشی محمد جعفر تھانیسری ان کے بارے میں لکھتے ہیں۔

سید صاحب کا سرکار انگریز سے جہاد کرنے کا ارادہ ہرگز نہ تھا۔ بلکہ انگریز کی یاری پر ایسا ناز تھا کہ وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے۔

(تواریخ عجیبہ مطبوعہ دہلی)

جب کہ علماء اہل سنت ان کے اور انگریزوں کے شدید مخالف تھے۔ چنانچہ محمد اسمٰعیل پانی پتی بیان کرتے ہیں:

ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے میں وہ سب کے سب علماء کرام شامل تھے۔ جو عقیدۃً حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے اور جنہوں نے حضرت شاہ اسمٰعیل کے رد میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں اور اپنے شاگردوں کو لکھنے کی وصیت کی ہے۔

(حاشیہ مقالات سرسید حصہ شانزدہم)

تقویۃ الایمان کے بطن سے پیدا ہونے والی ہندوستانی وہابیت اور اس کی شاخوں کے بارے میں خواجہ حسن نظامی لکھتے ہیں:

نجدی وہابیوں اور ہندستانی وہابیوں میں ایک فرق ہے۔ نجدی وہابی اپنے آپ کو حضرت امام احمد بن حنبل کا مقلد کہتے ہیں۔ مگر ہندوستانی وہابی کسی امام کو نہیں مانتے۔ اور پوری غیر مقلدی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو اہل حدیث کے نام سے پیش کرتے ہیں۔

ہندوستان کے اہل حدیث تو وہابیت کے کوٹھے پر چڑھے ہوئے ہیں۔ مگر کچھ وہابی ایسے بھی ہیں جو ابھی وہابیت کے زینے تک پہنچے ہیں اور تقلید کے قائل ہیں اور ان میں سے بعض چشتیہ خاندان میں پیری مریدی بھی کرتے ہیں ان کو عرف عام میں دیوبندی کہا جاتا ہے۔

(نادان وہابی مطبوعہ دہلی)

متحدہ ہندوستان کی نظریاتی مسلم تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو شیعیت اور اکبری الحاد کے خلاف جو علماء حق سینہ سپر ہوئے ان میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی کا نام سرفہرست نظر آتا ہے۔ اسمٰعیلی وتقویۃ الایمانی سیلاب کے سامنے علامہ فضل حق خیر آبادی اور علامہ فضل رسول عثمانی بدایونی نے بند باندھا۔ اور وہابیت ودیو بندیت کے طوفان کا مردانہ وار مقابلہ محب الرسول علامہ عبدالقادر برکاتی بدایونی اور امام اہل سنت مولانا احمد رضا حنفی قادری برکاتی نے کیا۔ دیگر علماء مشائخِ اہل سنت کی طرف سے حمایت حق اور دفاع سنیت وحنفیت کا ان مقتدر شخصیات نے اپنے اپنے عہد میں پورا حق ادا کر دیا۔

فتنۂ وہابیت نے ملتِ اسلامیہ ہند کے عظیم سرمایہ محبت والفتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے تہی دست کرنا چاہا۔ عقیدتِ اولیاء ومشائخ کا جذبہ اس کے سینوں سے نکال دینا چاہا لیکن وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔ آج بھی مسلمانانِ ہند رقتِ قلب اور سوزشِ عشق سے اپنی ہر محفل کو فروزاں کئے ہوئے ہیں۔ اور محبوبان ومقربانِ بارگاہِ ایزدمتعال کی ہر بارگاہ کے ادب شناس اور وفا شعار ہیں۔

نجدی وہابیت کے اصل نمائندہ فرقۂ غیر مقلدین کا دل تو ادب واحترام سے یکسر خالی معلوم ہوتا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ وہ محبت وعقیدت کے جذبات سے بالکل ہی نا آشنا ہے۔ برصغیر ہند وپاک کے سارے غیر مقلدین اس خطہ کے اسلاف واولیاء کرام کا بھول کر بھی کبھی نام نہیں لیتے۔ ان کی قساوت وشقاوت قلبی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی ہے۔ ان بزرگوں کی احسان فراموشی ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ ان کا سارا مذہبی لٹریچر پڑھ جایئے۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری لاہوری، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر، محبوب الٰہی حضرت نظام الدین اولیاء، جیسے

اکابر اولیاء کرام کا نام مشکل ہی سے اس میں کہیں ملے گا۔

حالانکہ یہی نفوسِ قدسیہ متحدہ ہندوستان میں اسلام کے داعی و مبلغ ہیں۔ انہیں کے ذریعہ ہندستان میں اسلام پھیلا۔ ہمارے محسن و مربی بھی یہی حضرات ہیں۔ انہوں نے ہی ہمیں دامن اسلام سے وابستہ کیا۔ انہوں نے ہی ہمیں اسلام کی اعلیٰ مذہبی و روحانی تعلیمات سے آشنا کیا، انہوں نے ہی ہماری سیرت و کردار اور اخلاق کو اسلامی سانچہ میں ڈھالنے کے لئے اپنے آپ کو نمونہ اخلاق و کردار بنایا۔ اور انہیں کے دم سے اس خطۂ ارض میں وہ شمع اسلام روشن ہوئی جس کے اجالے میں آج بھی ہم اپنا سفر حیات طے کر رہے ہیں۔

ہم میں سے جو لوگ بھی منحرف اور برگشتہ ہوئے ہیں۔ ان سب کو پلٹ کر پھر انہیں کے دامنِ کرم سے وابستہ ہونا ہے۔ انہیں کے صراط مستقیم پہ گامزن ہونا ہے، یہی وہ حضرات ہیں جن پر اللہ کا انعام و احسان ہے، یہی وہ شخصیات ہیں جن کا سلسلہ ذکر و فکر اپنے آقا و مولیٰ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ بہ سلسلہ اور درجہ بدرجہ تابعین و صحابہ اور پیغمبر اسلام روحی فداہ کی بارگاہ تک انہیں کی رسائی ہے۔ کتاب و سنت پر صحیح معنوں میں انہوں نے ہی عمل کیا ہے۔ اپنے اسلاف کے وارث و امین یہی لوگ ہیں، یہی سنی ہیں، یہی محمدی ہیں، یہی مصطفوی ہیں، یہی اسلام کے سچے خادم ہیں، اور ملتِ اسلامیہ ہند کو اب بھی یہ اس کا بھولا ہوا سبق صبح و شام یاد دلا رہے ہیں کہ۔ ع

اسلام ترا دین ہے تو مصطفوی ہے

محبت و الفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس امتِ محمدیہ کی جان ہے، یہی اس کا حاصلِ ایمان ہے، اس متاعِ گرانمایہ کی حفاظت سب سے اہم دینی فریضہ ہے، فرقِ باطلہ اور ان کے افکارِ فاسدہ کے حملوں سے اپنے جوہر ایمان کو بچائے رکھنا ہی اصل کامیابی ہے۔ اور ایک بڑی خدمت یہ بھی ہے کہ جو لوگ راہ سے بھٹک گئے ہیں۔

جو لوگ کسی فتنہ وگمراہی کا شکار ہو چکے ہیں۔ ان کے سامنے اصل حقائق رکھے جائیں۔ ان کی غلطیوں کی نشاندہی کی جائے، انہیں خسرانِ آخرت سے ڈرایا جائے، ان کے دلوں میں از سرِ نو محبت وعقیدت کا فانوس روشن کیا جائے، ایمان کی لو تیز کی جائے، بھٹکے ہوئے آہوؤں کا قافلہ سوئے حرم لے چلا جائے، اور رسولِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے حظیرۃ القدس کی امان میں انہیں سونپ دیا جائے ؏

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل

عزیز مکرم حضرت مولانا مبارک حسین مصباحی نے انہیں صالح جذبات واحساسات کے تحت زیر نظر کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ اپنے متفرق مضامین کو یکجا کیا ہے، کچھ نئی تحریر بھی شامل کی ہے۔ اور پھر اسے سجا سنوار کر قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔

اس کتاب میں انہوں نے افتراق بین المسلمین کے تاریخی جائزہ لیا ہے۔ جادۂ حق وصداقت کی نشاندہی کی ہے۔ برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے آغاز وارتقاء پر روشنی ڈالی ہے۔ بگڑتے حالات اور بدلتے چہرے کا عکس پیش کیا ہے۔ پُر اسرار اور انتہا پسند عالم وحیدالدین خاں سے دو دو باتیں کی ہیں۔ نظریاتی اختلاف سے قتل وغارت گری تک کے بھیانک کردار اور انجام سے اپنے قارئین کو آگاہ کیا ہے۔ جن کتب ورسائل سے بالواسطہ یا بلا واسطہ استفادہ کر کے یہ مضامین لکھے گئے ہیں آخر کتاب میں ان کی ایک مکمل فہرست بھی درج کر دی ہے۔

لگ بھگ ڈھائی سو صفحہ کی یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک کامیاب پیشکش ہے۔ تاریخی حوالوں کے ساتھ سنجیدہ اسلوب میں اسے لکھا گیا ہے۔ واضح انداز میں حقائق پیش کیے گئے ہیں۔ اہل سنت سے دور ہو جانے والی جماعتوں اور باطل فرقوں پر مختصر مواد شامل کتاب ہے۔ قدیم وجدید دونوں طرح کے گمراہ فرقوں کی اجمالی تاریخ اس کتاب کے مطالعہ سے سامنے آجاتی ہے۔ ہر طبقہ اور ہر مسلک کے باذوق قارئین

کیلئے یہ کتاب قابلِ مطالعہ ہے۔ ان کے علم میں ایسی بہت سی باتیں یقینی طور پر آجائیں گی جن سے وہ ابھی تک بے خبر اور ناواقف ہیں۔

مولانا مبارک حسین مصباحی ہماری جماعتِ اہلِ سنت کے متحرک وفعال نوجوان عالمِ دین ہیں۔ متانتِ فکر اور لطافتِ ذوق سے آراستہ ہیں۔ ان کے جذبات صالح اور خیالات تعمیری ہیں۔ تحریر وخطابت دونوں سے یکساں دلچسپی ہے۔ اور دونوں شعبوں میں تیزی کے ساتھ ان کی ایک شناخت بنتی جارہی ہے۔ اہل سنت کی قابل افتخار درسگاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور کے فارغ التحصیل ہیں۔ اس وقت اس کے مدرس ہونے کے ساتھ مشہور دینی وعلمی مجلہ اشرفیہ مبارکپور کے مدیر اعلیٰ بھی ہیں۔ کئی ایک کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ مستقبل میں ان سے اچھی توقعات وابستہ ہیں۔ اور امید ہے کہ ان شاء اللہ یہ توقعات پوری بھی ہوں گی۔

دعاء ہے کہ رب کائنات اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں اس کتاب کو گم گشتگانِ راہ کے لئے شمعِ ہدایت بنائے، ہدایت یافتگان کیلئے باعثِ ازدیاد ہدایت بنائے۔ محبت والفت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر مسلمان کا سینہ معمور فرمائے۔ سب کو صراط مستقیم پہ گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس کتاب کو قبول عام نصیب فرمائے۔ اور مؤلف کتاب کے علم وفضل میں اضافہ فرمائے۔ اور انہیں تحریر وخطابت کا مزید شعور اور اس کی برکتیں عطا فرمائے۔ آمین

یٰسٓ اختر مصباحی
بانی ومہتمم دارالقلم، قادری مسجد روڈ، ذاکر نگر، نئی دہلی۔ ۲۵
فون: 011-6326772,3264524

۲۶ر رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ
مطابق ۱۲ر دسمبر ۲۰۰۱ء

افتراق بین المسلمین

کا تاریخی جائزہ

تحریر اکتوبر ۲۰۰۱ء

اسلام کاروبارِ ہستی کا واحد مذہب ہے جو پوری دنیا میں امن کا داعی اور انسانی حقوق کا پاسبان ہے۔ وہ رنگ و نسل، قوم و وطن اور معیشت و معاشرت کے تمام اختلافات و امتیازات مٹا کر اپنے ماننے والوں کو امن و اتحاد کے خوشگوار ماحول میں زندگی گزارنے کی دعوت دیتا ہے، قرآن عظیم نے انسانی دنیا کے بلندترین معاشرہ کی تشکیل کے لئے غارحرا کی پہاڑیوں سے یہ پیغام اخوت نشر کیا تھا ''انما المومنون اخوۃ'' (۱) کہ مسلمان مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں، پیغمبر انقلاب محسن انسانیت نے بھائی چارگی کے اس فلسفہ ربانی کی دل آویز تشریح حسب ذیل الفاظ میں فرمائی تھی۔

ترى المؤمنين فى تراحمهم و توادهم و تعاطفهم كمثل الجسد، اذااشتكىٰ عضواً تداعىٰ له سائر جسده بالسّهر والحمىٰ (۲)

قوم مسلم باہم رحم، محبت اور مہربانی میں ایک بدن کی طرح ہیں، کسی ایک عضو میں درد اٹھتا ہے تو پورا بدن بے خوابی اور تپ کا شکار ہو جاتا ہے۔

حدیث رسول کے یہ الفاظ ''المؤمن للمؤمن كالبُنيانِ يشده بعضه بعضاً'' (۳) قوم مسلم کے باہمی اتحاد و ارتباط کی اہمیت اور ملی اتحاد کے بلندترین نتائج کی جانب کتنے واضح اشارے کر رہے ہیں۔ یعنی تمام مسلمان باہم ایک دیوار کی طرح ہیں جس کا ایک حصہ دوسرے حصے سے مل کر مستحکم ہوتا ہے۔ اسلام نے اس کی بھی اجازت نہیں دی کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی طرف نظر بد اٹھائے اور ان سے کھلواڑ کرے۔ کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ (۴)۔ ایک بار مسلم

---

(۱) قرآن عظیم، سورہ حجرات آیت نمبر ۱۰ (۲) صحیح بخاری شریف کتاب الادب (باب رحمۃ الناس والبھائم) (۳) بخاری شریف، کتاب الادب (باب تعاون المومنین بعضھم بعضاً)

(۴) بخاری شریف، کتاب المظالم، باب لایظلم المسلم المسلم

معاشرے کی باہم معاونت اور ہمدردی وغم گساری کے جذبات ابھارنے کے لئے ارشاد رسول ہوا ''انصر اخاک ظالماً کان او مظلوماً''(۵)۔اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، بزم صحابہ میں سے کسی نے عرض کیا ظالم ہونے کی صورت میں مدد کا انداز کیا ہوگا، تو آقائے کائنات نے ارشاد فرمایا اس کی مدد یہ ہے کہ اسے ظلم سے باز رکھو۔

ختمی مرتبت، مصطفیٰ جان رحمت کے جمال جہاں آرا سے سیر چشمی حاصل کرنے والے انصار و مہاجرین کے درمیان باہمی اخوت و محبت، ایثار و اعتماد اور مساوات وغم گساری کے جو حیرت انگیز جذبات پیدا ہوئے تھے انھوں نے وحدت اسلامی کے اولین اور کامل ترین معاشرہ کو وجود بخشا، کلمۃ اللہ اور ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے مر مٹنے کی بے تابانہ آرزو ان کے فکر و عمل کی قدر مشترک تھی جسے حاصل کرنے کے لئے وہ کوئی بھی قربانی دینے کے لئے ہمہ دم تازہ دم رہتے تھے۔ انصار مدینہ نے مہاجرین مکہ کی میزبانی کے جو فرائض انجام دیئے کیا دنیا کی کوئی قوم اس کی مثال پیش کر سکتی ہے۔ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ہجرت کر کے مدینہ پہونچے تو سرور عالم نے سعد بن الربیع انصاری کو ان کا بھائی بنایا۔ زبان رسالت مآب سے اس مژدہ جانفزا کو سنتے ہی حضرت سعد نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا: آپ میرے بھائی ہیں میں سب اہل مدینہ سے مالدار ہوں، آپ میری ہر چیز نصف نصف کر دیں ایک نصف خود لے لیں اور دوسرا نصف مجھے دیدیں۔ نیز میری دو بیویاں ہیں ان میں سے جو آپ کو پسند ہو بتائیں تا کہ میں اسے طلاق دیدوں اور عدت گزارنے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔

کیا انسانی مواخات اور بے پایاں جذبۂ ایثار کی ایسی مثال کہیں مل سکتی ہے۔

---

(۵) مسند احمد، جلد ۳، ص:۹۹

یہ صرف امن واتحاد کے داعی پیغمبر کی انقلاب آفریں تعلیمات اوران کے فیضان صحبت کی برکات تھیں۔مگر اشرف المخلوقات کی اس مقدر زبوں حالی کو کیا کہئے کہ عہد رسالت کے اس فیروز بخت معاشرہ میں کچھ ایسے نام نہاد مسلمان بھی داخل ہو گئے جنھیں قرآنی پیرایۂ بیان میں منافقین سے تعبیر کیا جاتا ہے، یہ بدبخت گروہ اپنی ظاہری بود و باش اور زندگی و بندگی کی کارگزاری میں بالکل مسلمانوں کی طرح نظر آتا تھا، کلمہ پڑھتا، نمازیں پڑھتا، تبلیغ کرتا اور خود کو غلامان مصطفےٰ میں شمار کرتا، لیکن یہ فریب تھا، نفاق تھا، ان کے دل و دماغ کفر و شرک اور یھودیت و مسیحیت کو توانائی بہم پہنچا رہے تھے اور کلمہ گو ہونے کے باوجود اسلام کے بدترین دشمن تھے۔

قرآن عظیم منافقین کے چہرے بے نقاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

اِذَاجَاءَ کَ الْمُنٰفِقُوْنَ قالوا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُه' وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ (۲)	جب منافق تمھارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تفریق بین المسلمین کا آغاز عہد رسالت ہی سے ہو چکا تھا، غیب داں پیغمبر نے آنے والے ادوار کے لئے واضح اشارات فرمائے تھے اختصار کے پیش نظر ذیل میں صرف ایک پیشین گوئی ملاحظہ فرمائیے:

سیکون فی امتی اختلاف و فرقة قوم یحسنون القیل ویسیئون	عنقریب میری امت میں اختلاف اور تفریق ہوگی ایک قوم ہوگی جن کی باتیں اچھی اور کام برے ہوں گے، قرآن پڑھیں گے، ایمان ان

(۲) قرآن عظیم، سورہ منافقون، آیت نمبر ۱

الفعل، يَقْرَؤُنَ القرآن لايجاوز ايمانهم تراقيهم يمرقون من الدين مروق السهم من الرمية، لايرجعون حتى يعودالسهم الى فوقه، وهم شرالخلق والخليقه طوبىٰ لمن قتلهم اوقتلوه يدعون الى كتاب الله وليس منه في شئ من قتلهم كان اولىٰ بالله منهم، سيماهم التحليق(۷)

کے حلق سے نہ اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر کمان سے پھر وہ لوٹینگے نہیں یہاں تک کہ تیر اپنے چلے کی طرف لوٹے، خوش خبری اس کے لئے جوانھیں قتل کرے یا وہ جسے قتل کریں، وہ کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے اور اس سے ان کو کچھ تعلق نہیں ہوگا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا قتل ان سے بہتر ہوگا۔ ان کی مخصوص علامت سر منڈانا ہے۔

ابوداؤد کی مشہور حدیث ہے۔ سرکار علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے، بہتر جہنم میں اور ایک جنت میں" وھی الجماعۃ یعنی ناجی جماعت ہوگی۔"(۸)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا" یہود اکہتر فرقون میں بٹ گئے اور نصاریٰ بہتر فرقوں میں اور میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے"۔ اس حدیث کے ذیل میں شیخ ابراہیم عزیزی جامع صغیر کی شرح میں فرماتے ہیں کہ یہ پیشین گوئی ہمارے نبی کا عظیم معجزہ ہے کہ آپ نے جس غیب کی خبر دی زمانے نے اسے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ بعض غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ ان فرقوں سے فقہائے اسلام کے مسلک مراد ہیں یہ بالکل باطل ہے، امام ابومنصور عبدا قاہر بن طاہر تمیمی نے اس حدیث کی شرح میں مستقل ایک کتاب لکھی ہے اس میں انھوں نے پوری وضاحت سے لکھا ہے کہ اس حدیث میں مذموم فرقوں سے مراد ائمہ اسلام کے فقہی اختلافات ہرگز نہیں بلکہ اس سے بنام اسلام وہ فرقے مراد ہیں جنھوں نے اہل حق وصداقت اہل سنت و جماعت سے اصول توحید،

(۷) بخاری و مسلم وغیرہ کتب حدیث میں اس مفہوم کی متعدد حدیثیں مروی ہیں (۸) ابوداؤد، کتاب السنۃ

خیر و شر کی تقدیر، نبوت و رسالت کے شرائط اور صحابہ کرام کے موالات میں اختلاف کیا، ان تہتر فرقوں میں بہتر گمراہ ہوئے اور ایک جادۂ حق پر قائم رہا اور وہ فرقہ ناجیہ "اہلسنت و جماعت" ہے۔ گمراہ فرقوں کی بنیادی قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اصول هذه الفرق الحروية والقدرية والجهمية والمرجئة والرافضة والجبرية وقد انقسمت كل فرقةٍ منها اثنتى عشرة فرقة فصارت الى اثنين و سبعين۔ (۹)

ان بہتر کے بنیادی فرقے چھے ہیں (۱) حرویہ (۲) قدریہ (۳) جہمیہ (۴) مرجیۂ (۵) رافضیہ (۶) جبریہ۔ پھر ان میں سے ہر فرقہ بارہ فرقوں میں منقسم ہوگیا اس طرح بہتر ہوگئے۔

اور بقول ابن رسلان یہ بھی کہا گیا ہے کہ بیس ان میں روافض ہیں، بیس خوارج، بیس قدریہ، چھ مرجئۃ، ایک نجاریہ، ایک ضراریہ، ایک جہمیہ اور تین کرامیہ، اس طرح بہتر گمراہ فرقوں کی تعداد مکمل ہوگئی۔

قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اصل الثلاث والسبعين فرقة عشرة اهل السنة والخوارج والشيعه والمعتزلة والمرجئة والمشبهة والجهمية والضرارية والنجارية والكلامية

تہتر فرقوں کی بنیادی قسمیں دس ہیں (۱) اہلسنت و جماعت (۲) خوارج (۳) شیعہ (۴) معتزلہ (۵) مرجئۃ (۶) مشبہہ (۷) جہمیہ (۸) ضراریہ (۹) نجاریہ (۱۰) کلامیہ۔

(۹) ابومنصور تمیمی بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین ص: ۳۹۷

فاهل السنة طائفة واحدة، والخوارج خمس عشرة فرقة والمعتزلة ست فرق والمرجئة اثنتا عشرة والشيعة اثنتان و ثلاثون فرقة والجهمية والنجارية والضرارية والكلامية كل واحدة فرقة واحدة والمشبهة ثلاث فرق فجميع ذالک ثلاث وسبعون فرقة۔ كما اخبربه النبى صلى الله عليه وسلم واما الفرقة الناجية فهى اهل السنة والجماعة۔ (۱۰)

اہل سنت ایک گروہ ہے، خوارج پندرہ فرقے ہوئے معتزلہ چھ فرقے ہوئے، مرجئہ بارہ فرقے ہوئے، شیعہ بتیس فرقے ہوئے۔ جہمیہ، نجاریہ، ضراریۃ، کلامیہ میں سے سب ایک ایک ہی رہے۔ مشبہ تین فرقے ہوئے تو یہ سب تہتر فرقے ہوگئے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

ان میں سے نجات پانے والا فرقہ ''اہلسنت و جماعت'' ہے۔

مواقف اور شرح مواقف (۱۱) میں اصولی فرقے آٹھ لکھے ہیں: (۱) معتزلہ (۲) شیعہ (۳) خوارج (۴) مرجئہ (۵) نجاریہ (۶) جبریہ (۷) مشبہہ (۸) ناجیہ 'اہلسنت و جماعت'

اب ہم شرح مواقف، تاریخ المذاہب الاسلامیہ، مذاہب اسلام، حدوث الفتن و جہاد اعیان السنن، اور الملل والنحل وغیرہ کے حوالے سے بہتر فرقے اور ان کے بانیوں کا ذکر کرتے ہیں۔

معتزلہ کا بانی واصل بن عطا ہے اور فرقہ معتزلہ سے بیس فرقے نکلے، یہ تمام فرقے باہم ایک دوسرے کی تکفیر کرتے تھے۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱۰) شیخ عبدالقادر جیلانی، غنیۃ الطالبین بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین ص: ۳۹۷

(۱۱) شیخ ابوالعلیٰ، شرح مواقف، مطبع نولکشور ص: ۶۴۷ تا ۶۲۷

۱۔ واصلیہ اس کا بانی ابو حذیفہ واصل بن عطا تھا (۸۰ھ/۱۳۱ھ)

۲۔ عمرویّہ اس کا بانی عمر بن عبید تھا (۸۰ھ/۱۴۴ھ)

۳۔ ہزیلیّہ اس کا بانی ابوالہزیل العلاف حمدان تھا (۱۳۵ھ/۲۳۵ھ)

۴۔ نظّامیہ اس کا بانی ابراہیم بن سیار نظّام تھا (م ۲۳۱ھ)

۵۔ اسواریہ اس کا بانی ابو علیٰ عمرو بن قائد اسواری تھا

۶۔ اسکافیہ اس کا بانی ابو جعفر محمد بن عبداللہ اسکاف تھا (م ۲۴۰ھ)

۷۔ جعفریہ اس کا بانی جعفر بن ہمدانی تھا (۱۷۷ھ/۲۳۶ھ)

۸۔ بشریہ اس کا بانی بشر بن معتمر تھا (م ۲۱۰ھ)

۹۔ مزداریہ اس کا بانی ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح مزدار تھا۔

۱۰۔ ہشامیہ اس کا بانی ہشام بن عمر فوتی تھا

۱۱۔ صالحیہ اس کا بانی صالح تھا

۱۲۔ حابطیہ اس کا بانی احمد بن حابط تھا

۱۳۔ حدبیہ اس کا بانی فضل حدبی تھا

۱۴۔ معمریہ اس کا بانی مَعمر بن عباد سلمی تھا

۱۵۔ ثمامیہ اس کا بانی ثمامہ بن اشرس نمیری تھا (م ۲۱۳ھ)

۱۶۔ خیاطیہ اس کا بانی ابوالحسن بن ابی عمرو خیاط تھا

۱۷۔ جاحظیّہ اس کا بانی عمرو بن بحر جاحظ تھا (۱۶۳ھ/۲۵۵ھ)

۱۸۔ کعبیہ اس کا بانی ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن محمود بلخی کعبی تھا (م ۳۱۹ھ)

۱۹۔ جبّائیہ اس کا بانی ابو علی محمد بن عبدالوہاب جُبّائی تھا (۲۳۵ھ/۳۰۳ھ)

۲۰۔ بہشمیہ اس کا بانی ابو ہاشم عبدالسلام بن ابی علی جبائی تھا (۲۴۷ھ/۳۲۱ھ)

اصولی فرقوں میں دوسرا فرقہ "شیعہ" ہے اس سے بائیس فرقے نکلے یہ بھی باہم ایک دوسرے کی تکفیر کرتے ہیں۔ اہل تشیع کے بنیادی فرقے تین ہیں (۱) غلاۃ (۲) زیدیہ (۳) امامیہ۔ فرقہ غلاۃ سے اٹھارہ فرقوں کا ظہور ہوا تفصیل ذیل میں دیکھیے۔

۱۔ سبائیہ	اس کا بانی عبداللہ بن وھب بن سبا معروف بہ ابن سوادتھا (م ۴۰ھ)
۲۔ کاملیہ	اس کا بانی ابوکامل تھا
۳۔ مغیریہ	اس کا بانی مغیرہ بن سعید عجلی تھا (م ۱۱۹ھ)
۴۔ بنانیہ	اس کا بانی بنان بن سمعان تمیمی ہندی یمنی تھا
۵۔ جناحیہ	اس کا بانی عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین بن ابوطالب تھا (م ۱۲۹ھ)
۶۔ منصوریہ	اس کا بانی ابومنصور عجلی تھا
۷۔ خطابیہ	اس کا بانی ابوالخطاب محمد بن وہب تھا
۸۔ غرابیہ	ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی سرکار علیہ السلام سے بہت مشابہ تھے جیسے ایک کوے کو دوسرے کوے سے مشابہت ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت جبرئیل چوک گئے۔ اور بجائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضور ﷺ کے پاس وحی لے کر پہنچ گئے (معاذ اللہ)
۹۔ ذمیہ	یہ فرقہ نبی کریم ﷺ کی مذمت کرتا تھا اس لئے اسے ذمیہ کہا گیا
۱۰۔ ہشامیہ	اس کا بانی ہشام بن حکم تھا (م نحو ۱۹۰ھ)
۱۱۔ زراریہ	اس کا بانی زرارہ بن الیمین کوفی تھا (م ۱۵۰ھ)
۱۲۔ یونسیہ	اس کا بانی یونس بن عبدالرحمٰن قمی تھا (م ۲۰۸ھ)
۱۳۔ شیطانیہ	اس کا بانی محمد بن نعمان صیرفی معروف بہ شیطان الطاق تھا

۱۴۔رزامیہ اس کا بانی رزام بن سابق تھا

۱۵۔مفوضہ اس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا فرمایا اور پھر تخلیق عالم کا اختیار ان کو سونپ دیا، اس فرقہ کے کچھ لوگ یہی عقیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں رکھتے ہیں۔

۱۶۔بدئیہ اس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب وہ اس کا ارادہ کرتا ہے۔

۱۷۔نصیریہ اس کا بانی نصیر ہے یا محمد بن نصیر فہری

۱۸۔اسماعیلیہ اس کے سات نام ہیں۔ باطنیہ، قرامطہ، حرمیہ، سبعیہ، بابکیہ، محمرہ، اسماعیلیہ پھر ان سے یہ فرقے نکلے مبارکیہ، میمونیہ، شمیطیہ، برقصیہ، جنابیہ، مہدویہ، مستعلیہ، نزریہ، بوہرہ، آغا خانیہ۔

اہل تشیع کا دوسرا اصولی فرقہ زیدیہ ہے اس کی حسب ذیل تین شاخیں ہوئیں:

۱۔جارودیہ اس کا بانی ابوالجارود تھا باقر نے اس کا نام مرحوب رکھا تھا

۲۔سلیمانیہ اس کا بانی سلیمان بن جرید تھا

۳۔نبیریہ اس کا بانی نبیر ثومی تھا

اہل تشیع کا تیسرا اصولی فرقہ امامیہ ہے اس کی آٹھ شاخیں ہوئیں۔

اعظمیہ، مفضلیہ، ممطوریہ، مرسویہ، رجعیہ، احمدیہ، اثنا عشریہ، جعفریہ

تیسرا اصولی فرقہ خوارج ہے اس کے سات فرقے ہیں:

۱۔محکمہ

۲۔بیہسیہ اس کا بانی بیہس بن ہصیم بن جابر ضبعی ہے (م ۹۴ھ)

۳۔ازارقہ اس کا بانی نافع بن ازرق ہے (م ۶۵ھ)

۴۔نجدات اس کا بانی نجدہ بن عامر نخعی ہے (۳۶ھ/۶۹ھ)

۵۔صفریہ اس کا بانی زیاد بن اصفر ہے

۶۔اباضیہ اس کا بانی عبداللہ بن اباض ہے(م ۸۶ھ)اس فرقے کی چار شاخیں ہوئیں حنفیہ، یزیدیہ، حارثیہ، عبادیہ

۷۔عجاردہ اس کا بانی عبدالرحمٰن بن عجرد ہے۔عجاردہ سے دس فرقے بنے۔سمونیہ، حمزیہ، شعبیہ، حازمیہ، خلفیہ، اطرافیہ، معلومیہ، مجہولیہ، صلتیہ، ثعالبہ، پھر ثعالبہ سے چار فرقے نکلے، اخنسیہ، معبدیہ، شیبانیہ، مکرمیہ اور رشیدیہ یا عشریہ بھی ایک فرقہ ہے جو ثعالبہ سے نکلا۔

خوارج کے یہ فرقے اور ہیں: ضحاکیہ، شبیبیہ، کوزیہ، کنزیہ، ثمراخیہ، بدعیہ، اصومیہ، یعقوبیہ، فضلیہ۔

چوتھا اصولی فرقہ ''مرجئہ'' ہے اس سے پانچ فرقے نکلے۔

۱۔یونسیہ اس کا بانی یونس بن عمر نمیری ہے

۲۔عبیدیہ اس کا بانی عبید المکذب ہے

۳۔غسانیہ اس کا بانی غسان بن ابان کوفی ہے

۴۔ثوبانیہ اس کا بانی ثوبان مرجی ہے

۵۔ثومنیہ اس کا بانی ابو معاذ ثومنی ہے

پانچواں اصولی فرقہ ''نجاریہ'' ہے اس کا بانی محمد بن حسین (یا حسین بن محمد) ہے (م نحو ۲۲۰ھ) اس کے تین فرقے ہیں:

۱۔برغوثیہ اس کا بانی یاران محمد بن عیسیٰ معروف بہ برغوث ہے

۲۔زعفرانیہ اس کا عقیدہ ہے کہ کلام الٰہی مخلوق ہے اور غیر مخلوق کہنے والا کافر ہے

۳۔مستدرکیہ اس کا عقیدہ ہے کہ ان کے مخالف کے تمام عقائد باطل ہیں یہاں تک کہ ان کا ''لا الٰہ الا اللہ'' کہنا بھی جھوٹ ہے

چھٹا اصولی فرقہ "جبریہ" ہے اس کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ متوسطہ اس کا عقیدہ ہے کہ بندہ کے لئے قدرت غیر مؤثرہ ثابت ہے

۲۔ خالصہ اس کا عقیدہ ہے کہ بندے کے لئے فعل کی قدرت بالکل ثابت نہیں

تذکرۃ المذاہب، مذاہب اسلام وغیرہ کتب میں اُن کی اور بھی بہت سی قسمیں لکھی ہیں جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ قدریہ، جبریہ کی ضد ہے اس کا بانی معبد بن عبداللہ بن عویم جہنی تھا (م ۸۰ھ)

ساتواں اصولی فرقہ "مشبہ" ہے اس کا بانی شیبان خارجی ہے (م ۱۳۰ھ)

اس فرقے سے بھی متعدد فرقوں کا خروج ہوا عقائد اور تاریخ مذاھب کی کتابوں میں ان کی تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔

اب ذیل میں ہم انھیں فرقوں سے نکلے ہوئے برصغیر کے کچھ نئے اور مشہور فرقوں کی تفصیل لکھتے ہیں جن کی وجہ سے برصغیر کا مذہبی سکون غارت ہوا اور گھر گھر اختلاف وافتراق کا دور دورہ شروع ہوا۔

فرقہ بہائیہ۔ بہائی فرقے کا بانی مرزا علی محمد شیرازی ۱۲۵۲ھ مطابق ۱۸۲۰ء ایران میں پیدا ہوا، یہ اثنا عشری شیعہ سے تعلق رکھتا تھا مگر اثنا عشریوں کی حدود سے تجاوز کر گیا۔ اس نے اسمٰعیلیہ فرقہ کے عقائد باطلہ اور فرقہ مسبئیہ کے عقیدۂ حلول کا ایک ایسا معجون مرکب تیار کیا جسے اسلامی عقائد سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ اس فرقہ کے بنیادی عقائد حسب ذیل ہیں۔ جو اس کے بانی نے اپنی کتاب "البیان" میں جمع کئے ہیں۔

۱۔ مرزا علی محمد روز آخرت اور بعد از حساب دخول جنت وجہنم پر ایمان نہیں رکھتا تھا اس کا دعویٰ تھا کہ قیامت سے ایک جدید روحانی زندگی کی جانب اشارہ کرنا مقصود ہے۔

۲۔ وہ اپنے وجود میں بالفعل ذات خداوندی کے حلول کرنے کا اعتقاد رکھتا تھا۔

۳۔ رسالت محمدی اس کے نزدیک آخری رسالت نہ تھی، وہ کہتا تھا کہ ذات باری مجھ میں حلول کر گئی ہے اور میرے بعد آنے والوں میں بھی حلول کرتی رہے گی۔

۴۔ وہ کچھ مرکب حروف ذکر کر کے ہر حرف کے عدد نکالتا اور اعداد کے مجموعہ سے عجیب و غریب نتائج نکالتا تھا۔

۵۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ تمام انبیاء سابقین کی نمائندگی کرتا ہے وہ اپنے آپ کو مجموعہ رسالت اور مجموعہ ادیان کہتا تھا۔

۶۔ اس نے اسلامی احکام میں تبدیلی پیدا کر کے عجیب وغریب قسم کے عملی امور مرتب کئے۔ مثلاً عورت میراث اور دیگر امور میں مرد کے برابر ہے۔

بہائی مذہب برصغیر میں بھی پایا جاتا ہے ہند و پاک کے بڑے بڑے شہروں میں تبلیغی مراکز قائم کر رکھے ہیں جہاں سے لٹریچر شائع کر کے عوام میں بلا قیمت تقسیم کیا جاتا ہے۔ اس کے مبلغین ہر وقت مراکز میں موجود رہتے ہیں، گمراہ گری کے منصوبے بناتے ہیں اور بطور خاص تعلیم یافتہ طبقے میں اپنا لٹریچر فراہم کرتے ہیں۔ بمبئی، دہلی، لائل پور اور لاہور ان کی سرگرمیوں کے خاص اڈے ہیں۔

فرقہ نیچریہ۔ اس کے بانی سر سید احمد خاں بن محمد تقی خاں ۱۲۳۲ھ/ ۱۳۱۵ھ ہیں۔ یہ ۷/اکتوبر ۱۸۱۷ء میں دہلی میں پیدا ہوئے، ابتدائی صرف ونحو کی تعلیم شاہ مخصوص اللہ دہلوی سے حاصل کی اور تعویذ گنڈے بھی سیکھے جب اس میں کامیابی نہیں ملی تو برٹش گورنمنٹ کی طرف رجوع کیا۔ ۲۰/برس کی عمر میں انگریز ملازمت حاصل کی، پہلے عدالت صدر امین کے سررشتہ دار ہوئے، تین سال کے اندر نائب سررشتہ دار کمشنری کی پوسٹ پر آگرہ بھیج دیئے گئے، ایک سال کے بعد فتحپور سیکری کے صدر الصدور ہوئے۔ پانچ سال کے بعد اسی عہدے پر دہلی بھیج دیئے گئے اور اس عرصہ میں بقول مولانا نجم الغنی رامپوری "سید صاحب پکے وہابی متبع مولوی اسمٰعیل دہلوی ہو گئے" اور پھر گمراہیت میں

ترقی کر کے فرقہ نیچریہ کے بانی ہو گئے۔

نیچر ایک انگریزی لفظ ہے جو فطرۃ اللہ اور قانون قدرت کے ہم معنیٰ ہے یہ فرقہ کائنات کے تمام احوال و وقائع کا رشتہ ''نیچر'' یعنی فطرت سے جوڑتا ہے۔ سید احمد کے ذریعہ جو نیچری عقائد ہندوستان میں پھیلے اس قسم کے عقائد قدیم دور کے کچھ گمراہ فرقوں میں بھی پائے جاتے تھے جیسا کہ شہرستانی نے اپنی کتاب ''الملل والنحل'' میں ذکر کیا ہے۔ قدیم فرقے کا نام ''طبعیہ دہریہ'' ملتا ہے لیکن چونکہ برصغیر میں اس قسم کے عقائد کی ابتدا اور اشاعت سید احمد کے ذریعہ ہوئی اس لئے یہ فرقہ انھیں کی جانب منسوب ہوا۔ سید احمد نے علی گڈھ میں مدرسۃ العلوم کی بنا ڈالی جو بعد میں ترقی کر کے ''مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ'' کے نام سے شہرۂ آفاق ہوئی، اور یہی یونیورسٹی ان کی شہرت کا باعث بنی۔ ان کے نیچری عقائد و نظریات کو اہل ہند نے ٹھکرا دیا یہاں تک کہ یونیورسٹی کے اساتذہ وطلبہ بھی اس کے عقائد سے بیزار رہتے ہیں سوائے چند آزاد خیال، مذھب بیزار اور مغربی فکر و تہذیب کے دلدادہ افراد کے۔ سید احمد نے ملائکہ، جن، جنت، دوزخ، نبوت، معجزہ وغیرہ اسلامی مسلمات کا صاف انکار کیا اور ان چیزوں کے اثبات میں جو آیات قرآنی ہیں ان کی مضحکہ خیز تاویلات پیش کیں۔

اہل قرآن۔ اس فرقہ کا بانی عبداللہ چکڑالوی (م ۱۳۴۴ھ) ہے۔ یہ فرقہ حدیث کا سخت منکر ہے اور ایمان وعمل کے تمام مسائل کے استنباط کے لئے صرف قرآن عظیم کو کافی تصور کرتا ہے، حدیث وسنت کے خلاف آیات قرآنی کی اختراعی تفسیریں کرتا ہے، یہ فرقہ اپنے مذہب کی تبلیغ واشاعت میں بڑا چاق و چوبند نظر آتا ہے۔ بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں اس کا آغاز ہوا مقام افسوس ہے کہ برصغیر میں اس فرقہ کے متبعین بھی پیدا ہو گئے ہیں اور بانی فرقہ کی طرف نسبت کر کے اپنے آپ کو چکڑالوی بھی کہتے ہیں عبداللہ

چکڑالوی کی چند کتابوں کے نام یہ ہیں: رسالہ ترتیب الوضو والصلوٰۃ، برہان الفرقان علی صلوٰۃ القرآن، صلوٰۃ القرآن بآیات الفرقان، رسائل اشاعت القرآن، رسالۃ الزکوٰۃ والصدقات کما جاء فی آیات بنیات، رسالہ مناظرہ مابین مولوی عبداللہ چکڑالوی اہل قرآن و مولوی ابراہیم سیالکوٹی اہل حدیث۔ ان کتابوں سے ماخوذ فرقہ اہل قرآن کے چند عقائد حسب ذیل ہیں؛

۱۔ اس کے نزدیک مسلمانوں میں رائج طریقہ نماز اور اس کے کلمات و تسبیحات کفر ہیں۔ اس لئے اس نے نماز پڑھنے کا جدید طریقہ ایجاد کیا ہے۔

۲۔ احکام و معلومات اور مسائل و معمولات جو قرآن عظیم میں واضح طور پر موجود نہیں یا اس کی فہم سے بالاتر ہیں اس کے نزدیک لغو اور ناقابل عمل ہیں اگرچہ ان کا ثبوت احادیث صحیحہ، اور تاریخ و تواتر میں پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہو۔

۳۔ جس ذبیحہ پر بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا جائے حلال نہیں کیونکہ یہ الفاظ بعینہ قرآن عظیم میں موجود نہیں ان کے نزدیک ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وقت ذبح قرآن عظیم کی کوئی آیت پڑھی جائے۔

۴۔ اس کا عقیدہ ہے کہ جس طرح محمد ﷺ کو رسول کہا گیا ہے اسی طرح قرآن کو بھی لفظ رسول سے یاد کیا گیا ہے لھٰذا ارشاد قرآن "اطیعوا اللہ و اطیعوا لرسول" میں قرآن ہی مراد ہے اسی طرح "اذا دعوا الی اللہ ورسولہ" اور "ماحرم اللہ ورسولہ" وغیرہ آیات میں بھی رسول سے مراد قرآن عظیم ہے نہ کہ محمد رسول اللہ ﷺ۔ نیز قرآن عظیم میں ایک مقام پر بھی رسول اللہ کی اطاعت و فرماں برداری کا حکم نہیں، ہر جگہ قرآن ہی مراد ہے کیونکہ وہ صرف اپنے زمانے کے لوگوں کے پاس آئے تھے جبکہ قرآن عظیم ہر دور میں موجود رہے گا۔

۵۔ اس کا عقیدہ ہے کہ قرآن عظیم کو سب سے زیادہ نقصان حدیث وفقہ نے پہنچایا۔

۶۔ان کے نزدیک قیامت میں کسی نبی یا رسول کو شفاعت کا اختیار نہیں دیا جائے گا۔

۷۔اس کا عقیدہ ہے کہ مردے کو کسی بدنی عبادت یا مالی صدقہ کا ثواب نہیں پہنچ سکتا۔

قادیانیت۔ اس کا بانی غلام احمد قادیانی ہے اس کی پیدائش ۱۸۳۹ یا ۱۸۴۰ء میں ہوئی اور ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء میں فوت ہوا۔ امرتسر سے شمال مشرق ریلوے لائن پر ایک قصبہ بٹالہ ضلع گورداسپور ہے، بٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی جائے پیدائش ہے، ابتدا میں مشرقی علوم مولوی گل علی شاہ سے بٹالہ میں حاصل کئے، اردو، عربی اور فارسی سے واقف تھا انگریزی سے بالکل واقف نہیں تھا، تلاش معاش میں نکلا سیال کوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار کا محرر رہا، ترقی کی نیت سے قانونی مختار کاری کا امتحان دیا اور فیل ہو گیا، اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتا ہے:

”ہماری معاش کا دارومدار والد کی ایک مختصر آمدنی پر تھا، اور بیرونی لوگوں میں ہمیں ایک شخص بھی نہیں جانتا تھا، میں ایک گمنام انسان تھا جو قادیان جیسے ویران گاؤں کے زاویہ گمنامی میں پڑا ہوا تھا۔(۱۲)

انگریزوں کو افتراق بین المسلمین کے لئے اس علاقہ میں کسی آلہ کار کی ضرورت تھی، انگریزوں کے بنائے ہوئے پروگرام کے مطابق پہلے مناظر کے روپ میں سامنے آیا، پھر مجدد ہونے کا دعویٰ کیا، اور پھر مسیح موعود بن بیٹھا اور نوبت بانیجا رسید کہ تاج نبوت سر پر سجانے کی ناکام کوشش کی، جہاد کے خلاف متعدد کتابیں لکھیں، انگریز کو ”اولی الامر“ کے منصب پر بٹھایا اور اس کی اطاعت کو واجب قرار دیا، خود کو نبی بنایا، بیویوں کو امہات المومنین اور رفقا کو صحابہ کہتا تھا۔ اب ذیل میں اس کے چند مزعومات ملاحظہ فرمایئے: مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھتا ہے

---

(۱۲) مرزا غلام قادیانی، حقیقۃ الوحی، ص:۲۱۱

"نبی اکرم کے خاتم الانبیاء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ہی صاحب الختم ہیں اور کوئی شخص آپ کی انگوٹھی (خاتم) سے کسب فیض کیئے بغیر نعمت وحی سے" مستفیض نہیں ہوسکتا، امت محمدی مکالمہ، ومخاطبہ ربانی کے شرف سے کبھی محروم نہ ہوگی کیونکہ ختم کرنے والے صرف آپ ہیں، آپ کی انگوٹھی ہی سے حصول نبوت ممکن ہے، اس لئے ہونے والے نبی کا امت محمدی میں سے ہونا ضروری ہے۔ (۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہے کہ اس کے معجزات اس کے دعوؤں کا اثبات کرتے ہیں۔ ماہ رمضان ۱۳۱۲ھ/ ۱۸۹۴ء سورج اور چاند کو گرہن لگا تھا، قادیانی نے دعویٰ کیا کہ یہ کسوف وخسوف اس کے معجزے ہیں ان سے اس کے دعویٰ نبوت کی تصدیق ہوتی ہے مزید یہ بھی اپنی کتاب میں لکھا کہ" آنحضرت کے لئے چاند کو گرہن لگا تھا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کو"

غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

"میں نے بارہا اس عقیدہ کا اظہار کیا کہ اسلام دو اصولوں پر قائم ہے۔ پہلا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوم یہ کہ اس حکومت کے خلاف بغاوت پر آمادہ نہ ہوں جس کے عہد حکومت میں ہر طرف امن وامان کا دور دورہ ہو اور ہماری جانیں ظالموں سے محفوظ ہوں اور یہ برطانوی حکومت ہے۔

انگریزوں کی ناشکری حرام ہے جب تک وہ مذہب میں بنیادی تبدیلی نہ کریں، کسی مومن مرد وعورت کے لئے کسی اچھے کام میں ایسے بادشاہ کی نافرمانی درست نہیں جو اس کے اہل وعیال کی حفاظت کرتا اور اسکی ناموس ومال کو بچاتا ہو، احسان پیشہ ہو، غم کو دور کرتا ہو اور حسن سلوک سے پیش آتا ہو۔ (۱۴)

کیا یہ شواہد چیخ چیخ کر اعلان نہیں کر رہے ہیں کہ قادیانیت انگریزوں کی

(۱۳) غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی ص:۲۷

(۱۴) غلام احمد قادیانی، التبلیغ ص:۴۲

پیداوار ہے اور اس کا بانی انگریزوں کا وظیفہ خور اور مطیع و فرماں بردار تھا۔ برصغیر میں قادیانیت، دیوبندیت اور غیر مقلدیت فرقہ وہابیہ کی شاخیں ہیں اور سب کا اصل محرک و محسن انگریز سامراج ہے، شواہد و دلائل آپ اسی کتاب میں آگے ملاحظہ فرمائیں گے۔

غیب داں رسول نے تفریق بین المسلمین کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے جو نشاندہی فرمائی تھی تاریخ اسلام نے وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور آج ہم بھی مشاہدہ کررہے ہیں۔ دیوبندی مکتب فکر کے ایک قلم کار سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

''مسلمانوں میں ہر دور میں سیکڑوں فرقے ہوئے، لیکن وہ نقش برآب تھے ابھرے اور مٹ گئے، لیکن جو فرقہ عموم اور کثرت کے ساتھ باقی ہے، اور آج مسلمانوں کا کثیر حصہ بن کر اکناف عالم میں پھیلا ہے وہ اپنے آپ کو فرقہ اہلسنت و جماعت میں شمار کرتا ہے۔

اهل السنت و الجماعة تین لفظوں سے مرکب ہے، اہل کے معنیٰ اشخاص، مقلدین، اتباع اور پیرو کے ہیں، سنت عربی میں راستے کو کہتے ہیں اور مجازاً روش زندگی اور طرز عمل کے معنیٰ میں یہ لفظ آتا ہے، سنت سے مقصود عام سنت نہیں بلکہ اصطلاح دینی میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی طرز زندگی اور طریق عمل کو سنت کہتے ہیں۔ جماعت کے لغوی معنیٰ گروہ کے ہیں لیکن یہاں جماعت سے مراد جماعت صحابہ ہے، اس لفظی تحقیق سے ''اهل السنة و الجماعة'' کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے یعنی یہ کہ اس فرقہ کا اطلاق ان اشخاص پر ہوتا ہے جن کے اعتقادات، اعمال اور مسائل کا محور پیغمبر علیہ السلام کی سنت صحیح اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا اثر مبارک ہے''۔(۱۵)

اس وضاحت سے ہمارا مدعا پورے طور پر واضح ہو گیا کہ حق ہر دور میں

(۱۵) مولوی سلیمان ندوی، رسالۂ اهل السنت و الجماعة، دارالمصنفین اعظم گڈھ ص:۸

اہلسنت و جماعت کے ساتھ رہا ہے اور آج بھی یہ جماعت عالم اسلام کے جمہور علما پر مشتمل ہے اور مسلمانوں کی عام اکثریت بھی اس روش پر قائم ہے، چودھویں صدی ہجری میں اس کی حفاظت اور ترجمانی کا کارنامہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز (ولادت ۱۰ ر شوال ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء وصال ۲۵ ر صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء) نے انجام دیا۔ اہلسنت و جماعت کی حقانیت کا واضح اشارہ مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ملتا ہے:

ان اللہ لا یجمع امتی علی الضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ و من شذ شذ فی النار۔ (۱۶)	اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر مجتمع نہ فرمائے گا، جماعت کو اللہ کی مدد حاصل ہے جو جماعت سے کٹا جہنم میں گیا۔

غیب داں پیغمبر محمد عربی ﷺ نے اپنی متعدد احادیث میں جس فتنۂ نجد کی نشاندہی فرمائی تھی، اس کا آغاز محمد بن عبدالوہاب نجدی کے ذریعہ ۱۱۴۳ھ میں ہوا اور ۱۱۵۰ھ میں یہ فتنہ اہل سنت و جماعت کے خلاف پورے طور پر اٹھ کھڑا ہوا، یہ فرقہ خوارج کی ایک شاخ ہے جو آج پوری دنیا میں وہابیت کے نام سے متعارف ہے۔ اس کی تائید عالم اسلام کے مسلم الثبوت فقیہ اور مستند عالم شریعت حضرت علامہ سید محمد امین ابن عمر عابدین شامی (م ۱۲۵۲ھ/۱۸۳۶ء) نے بھی کی ہے وہ اپنی مقبول ترین کتاب ”ردالمحتار“ معروف بہ ”فتاویٰ شامی“ میں فرماتے ہیں:

کما وقع فی زماننافی اتباع عبدالوھاب الذین۔قد خرجوامن نجد و تغلبوا علیٰ الحرمین و کانوا	جیسا کہ ہمارے زمانے میں ابن عبدالوہاب کے تبعین میں ہوا، وہ نجد سے نکلے اور حرمین شریفین پر مسلط ہو گئے، وہ حنبلی ہونے کا حیلہ کرتے تھے،

(۱۶) ترمذی شریف، ابواب الفتن باب لزوم الجماعۃ

ينتحلون مذهب الحنابلة لكنهم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقاد هم مشركون واستحابوا بذالك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كثّرالله تعالىٰ شوكتهم و حرّب بلادهم و ظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلاث وثلثين ومأتين والف۔ (۱۷)

ان کا عقیدہ تھا کہ وہی مسلمان ہیں اور جو لوگ ان کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں وہ سب مشرک ہیں اس عقیدہ کی وجہ سے وہابیوں نے اہل سنت اور ان کے علما کا قتل مباح قرار دیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دہشت گردی کا خاتمہ کر دیا اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا، اور ان پر اسلامی فوجوں کو فتح دی۔ یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔

اگر چہ بعد میں تفریق بین المسلمین کے لئے انگریز سامراج نے اس کو بھرپور حمایت دی اور دینی وسیاسی محاذوں پر سعودیت ووہابیت مستحکم ہوگئیں۔ دونوں تحریکوں کا پیکٹ ہوا اور حرمین طیبین پر مسلط ہوگئیں، سعودی عہد حکومت میں وہابیوں نے حجاز مقدس میں جو قیامت آشوب قتل وخونریزی اور آثار متبرکہ کی بے حرمتی کی، عہد رسالت سے آج تک تاریخ حرمین میں ایسی کوئی بدترین مثال نظر نہیں آتی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ مایہ ناز مفسر قرآن حضرت علامہ شیخ احمد صاوی علیہ الرحمہ نے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر حاشیہ جلالین میں ایک آیت کے ذیل میں وہابیہ کو خوارج کی ایک شاخ قرار دیا اور ان کے نیست ونابود ہونے کی دعا فرمائی ہے۔ (۱۸)

ہندوستان کے مشہور علمی مرکز فرنگی محل لکھنؤ کے بلند پایہ عالم دین مولانا قطب الدین محمد عبدالولی فرنگی محلی نے فتنۂ نجد کے بانی اور اس کے عقائد ونظریات کے حوالے سے بنام ''آشوب نجد'' ایک کتاب لکھی جسکی تاریخ تصنیف ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۴ء ہے۔ حضرت مصنف ''آشوب نجد'' میں لکھتے ہیں:

(۱۷) علامہ ابن عابدین شامی، ردالمحتار جلد ۳ ص:۲۲۸

(۱۸) شیخ احمد صاوی، حاشیہ جلالین، مطبوعہ بیروت/ بمبئی

"ابن عبدالوہاب نے اپنے زبردست پیرو وحامی ابن سعود کے لئے ایک رسالہ تصنیف کیا تھا جس کا نام "کشف الشبہات عن خالق الارض والسمٰوات" ہے۔ اس رسالے میں اس نے تمام روئے زمین کے مسلمانوں کو کافر بتاتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ چھ سو برس سے بلا استثنا پوری دنیا کافر ہے۔" (۱۹)

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے اس اعتقاد کی روشنی میں مجھے یہ بتانے کی قطعاً حاجت نہیں کہ وہابیت اہلسنت و جماعت سے بالکل الگ تھلگ نو پید خارجی فرقہ ہے، جبکہ اہلسنت و جماعت بقول مولوی سلیمان ندوی ہر دور میں اکثریت وحقانیت پر قائم رہے اور ان کے نزدیک بھی یہی فرقہ ناجیہ ہے۔ فیا للعجب

برصغیر میں فتنہ وہابیت مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی (م ۱۲۴۶ھ/ ۱۸۳۱ء) کے ذریعہ پھیلا، یہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بھتیجے تھے، ان کی طبیعت میں مسلک اسلاف سے بیزاری تھی، اس لئے ان کے بزرگ ابتدا ہی سے ان سے ناراض رہتے تھے، شاہ عبدالعزیز نے آخر عمر میں اپنی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائداد اپنے حرم اور دیگر نواسوں کو دیدی اور مولوی محمد اسمٰعیل کو کچھ نہیں دیا، جب شاہ صاحب کا وصال ہو گیا اور بزرگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا تو مولوی محمد اسمٰعیل نے مسلک اہلسنت و جماعت کے خلاف مہم شروع کر دی، تقلید ائمہ اربعہ کو حرام بتایا، انبیا کرام اور اولیا عظام کی بارگاہوں میں گستاخیاں شروع کیں اور ابن عبدالوہاب نجدی کی کتاب "التوحید" کے طرز پر بنام "تقویۃ الایمان" کتاب لکھی۔ اس دور کے سیکڑوں علما نے تحریر وتقریر میں ان کا رد کیا بہت سے علماء نے تکفیر بھی کی مگر یہ اپنے انگریز آقاؤں کی سرپرستی میں تفریق بین المسلمین کا کارنامہ انجام دیتے رہے۔ فرقہ وہابیت سے ملک بھر میں عام بیزاری تھی۔ جناب محمد فاضل صاحب رقم طراز ہیں:

---

(۱۹) مولانا قطب الدین عبدالولی فرنگی محلی، آشوب نجد، مطبوعہ نیر پریس پاٹا نالہ لکھنؤ ص:۱۱

''علامہ اقبال مرحوم نے اپنی بیکراں محبت اور شفقت کے باعث مجھے بھی ان لوگوں کے زمرے میں شامل کر لیا تھا، جنھیں ان کی خدمت میں ہروقت حاضر ہونے کی اجازت تھی، ایک روز میں علامہ مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس روز میرے ایک ''اہل حدیث'' دوست حفیظ صوفی میرے ساتھ تھے، حفیظ صوفی نے کچھ ایسی باتیں کیں جن سے ان کے زاہد خشک ہونے کی نشاندہی ہوتی تھی، چونکہ پہلی دفعہ علامہ مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس لئے علامہ مرحوم نے ان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن مجھ سے فرمایا کہ تم وہابی تو نہیں؟

میں نے گذارش کی نہیں، لیکن ساتھ ہی یہ بھی پوچھا کہ اگر میں وہابی ہوتا تو آپ کیا کرتے؟ علامہ صاحب نے ذرا خفگی کے انداز میں فرمایا اگر آپ وہابی ہوتے تو میں آپ کو گھر سے نکال دیتا۔ یہ جواب کافی تلخ اور علامہ جیسی شخصیت سے غیر متوقع تھا، لیکن اس میں حب رسول کی جو خوشبو تھی اس نے تلخی کو بھی شیریں میں بدل دیا تھا۔''(۲۰)

تقویۃ الایمان کے رد میں اب تک سیکڑوں کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، لیکن برصغیر کی وہ تحریکیں جو انگریز سامراج کی دولت وحکومت کے زیر سایہ پروان چڑھیں وہ آج بھی مختلف انداز میں وہابیت کی نشر واشاعت میں لگی ہوئی ہیں، برصغیر میں وہابیت کی اشاعت کے لئے سعودی حکمرانوں نے بھی دولت کا خوب استعمال کیا اور آج تک کر رہے ہیں۔ اس کے ایمان سوز مناظر آج بھی خاک ہند میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ بے شمار دلائل وشواہد کی روشنی میں اب اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ قادیانیت، دیوبندیت، غیر مقلدیت، مودودیت اور نیچیریت وغیرہ تمام فرقے وہابیت ہی کی شاخیں ہیں۔ قدرے فروعی اختلافات کے ساتھ سب کے فکر ونظر کا سرچشمہ وہابیت ہی

(۲۰) محمد فاضل، ماہنامہ عارف لاہور، جنوری ۱۹۶۸ء ص: ۲۵/ ماہنامہ الفرید ساہیوال جون ۱۹۷۹ء

ہے۔یہی وجہ ہے کہ یہ تمام فرقے ایک جٹ ہوکر ہمیشہ مسلک جمہور سواد اعظم اہلسنت و جماعت سے برسرِ پیکار رہتے ہیں، اور امت مسلمہ کے لئے درپیش نازک حالات میں بھی تفریق بین المسلمین سے باز نہیں آتے۔شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے بڑے پتے کی بات کہی ہے:

"قادیان اور دیو بند اگرچہ ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن دونوں کا سرچشمہ ایک ہے اور دونوں اس تحریک کی پیداوار جسے عرف عام میں "وہابیت" کہا جاتا ہے"(۲۱)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اپنے وہابی ترجمان اخبار "اہل حدیث" امرتسر کے اداریہ میں لکھا ہے:

"تحریک اہل حدیث کے ابتدائی زمانے میں ڈاکٹر ہنٹر (انگریز) نے ایک کتاب لکھی تھی جو تحریک اہل حدیث کے حق میں گویا زہر ہلاہل تھی، اس کے جواب میں سرسید احمد خاں علی گڑھی مرحوم نے ایک کتاب لکھ کر انگلستان میں شائع کرائی، اس میں مرحوم اہل حدیث کی طرف سے سینہ سپر ہوکر کھڑے ہوگئے اور یہاں تک کہہ گئے کہ میں وہابی اور میرا باپ وہابی، اس کا دوسرا جواب مولانا محمد حسین بٹالوی نے لکھا تھا، تیسرا جواب مرزا سلطان احمد (ولد اکبر) مرزا غلام احمد قادیانی نے اہل حدیث کی حمایت میں لکھا تھا۔(۲۲)

مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اس بیان سے یہ تو واضح ہوگیا کہ فرقہ نیچیریت کے فرد فرید سرسید علی گڈھی بھی وہابی تھے اور فتنہ نیچیریت وہابیت ہی کی ترقی یافتہ شکل ہے۔لیکن سرسید کے باپ بھی وہابی تھے یہ چیز ابھی تحقیق طلب ہے۔نیز یہ بھی روز روشن کی طرح عیاں ہوگیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے وہابیت کی حمایت میں اپنے بیٹے کو کھڑا

(۲۱) نذیر نیازی، اقبال کے حضور ص: ۲۶۲

(۲۲) مولوی ثناء اللہ امرتسری، اخبار اہل حدیث امرتسر، ۱۸ر جون ۱۹۴۳ء ص: ۴

کر کے اپنی وہابیت نوازی کا ثبوت دیا۔ لیکن اب سوال یہ ہے کہ ہندوستانی وہابی بھی اسے اپنا سپوت تسلیم کرتے ہیں یا نہیں اس سلسلہ میں ہم ایک ناقابل شکست شہادت نقل کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' لکھی، جس میں اس نے اپنے عقائد و نظریات کا اظہار بڑی تفصیل سے کیا اور اپنے انگریزی الہامات کا تذکرہ بھی درج کیا، وہ کتاب وہابیوں کے مشہور مجتہد اور محدث محمد حسین بٹالوی نے بہت پسند کی اور اپنے اخبار ''اشاعۃ السنۃ'' میں اس پر یادگار تبصرہ سپرد قلم کیا جسے بعد میں مرزا غلام احمد قادیانی نے ''براہین احمدیہ'' کی ابتدا میں بعنوان ''براہین احمدیہ کا اثر'' شامل کر لیا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے کتاب کا خلاصۂ مطالب لکھنے کے بعد اپنے خیالات کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

> ''اب ہم اپنی رائے نہایت واضح اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں، ہماری رائے میں یہ کتاب (براہین احمدیہ) اس زمانے اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی اور آئندہ کی خبر نہیں۔ ''لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا'' اور اس کا مؤلف مرزا غلام احمد قادیانی بھی اسلام کی مالی و جانی و قلبی و لسانی و حالی و قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت کم پائی گئی ہے۔'' (۲۳)

قادیانیت وہابیت ہی کی ایک شاخ ہے اور دونوں کا مقصد ایک ہے۔ اس کے ثبوت کے لئے اب بھی کسی مزید شہادت کی ضرورت باقی ہے، غیر مقلدین کے مستند پیشوا بٹالوی نے بالکل صحیح لکھا ہے کہ نہ ''براہین احمدیہ'' کی کوئی نظیر تیرہ صدیون میں ملتی ہے اور نہ خود مرزا غلام احمد قادیانی کی لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا جائے کہ وہابیت و نجدیت کی بھی کوئی نظیر عہد رسالت سے آج تک نہیں ملتی تو غزل مکمل ہو جائے گی اور

(۲۳) مولوی محمد حسین بٹالوی، اشاعۃ السنۃ، جلد ۷ ص: ۱۴۹ / براہین احمدیہ ص: ۲

اپنی بے لاگ حمایت اور بھرپور تائید سے انھوں نے یہ ثابت بھی کر دیا۔ مگر یہی بات جب علمائے اہلسنت نے کہنا شروع کی تو ان کے متبعین سلفی بن بیٹھے اور اپنی نوخیزی کی عار مٹانے کے لئے محدثین اہلسنت سے اپنا رشتہ جوڑنے لگے۔ لیکن فریب بہرکیف فریب ہے تاریخی حقائق کو منھ چڑھایا جا سکتا ہے انھیں کھرچ کر پھینکا نہیں جا سکتا۔ اب لیجئے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ وہابی ازم کے حقیقی وارث دیوبندی مکتب فکر کے مشہور ترجمان ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور کے سابق مدیر سعید الرحمٰن علوی اعتماد و یقین کی بلند چوٹی سے تاریخی حقائق کو واشگاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "دعویٰ اہل حدیث ہونے کا ہے، لیکن حالت یہ ہے کہ نیچیریت، انکار حدیث، قادیانیت سمیت اکثر و بیشتر فرقوں کے بانی غیر مقلدیت کے بطن سے پیدا ہوئے۔" (۲۴)

ہم پورے دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتے ہیں کہ برصغیر میں اس وقت (اہل تشیع کے علاوہ جن کا وجود برصغیر میں وہابیت سے پہلے تھا) بنام اسلام جتنے فرقے پائے جاتے ہیں اس تفریق بین المسلمین کی ساری ذمہ داری اہل توھب کی گردن پر ہے، آج ہر گھر آنگن میں جو نظریاتی جنگ چھڑی ہوئی ہے اور ہر مسلم معاشرہ میں جو تکفیر اور نظریاتی دہشت گردی کا ماحول بنا ہوا ہے یہ سارے کرتوت وہابی علما کے کئے کرائے ہیں اور اہلسنت کے علاوہ سارے فرقوں کے بنیادی نظریات مشترک ہیں اور کسی نہ کسی طرح ایک دوسرے کے لئے ممد و معاون بھی ہیں۔ اب رہ گیا سوال مودودیت کا جو برصغیر میں "جماعت اسلامی" کے نام سے متعارف ہے یہ بھی وہابیت و قادیانیت ہی کا موڈرن ایڈیشن ہے۔ اس کی شہادت بھی ہم نے ان ہی کے گھر سے حاصل کی ہے۔ دیوبندی

---

(۲۴) سعید الرحمٰن علوی، ہفت روزہ خدام الدین، لاہور

مکتب فکر کے مولوی ابوسفیان محمد طفیل رشیدی "جماعت اسلامی" کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"بہر حال یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ جماعت احمدیہ اور جماعت اسلامی کے درمیان کس قدر تعاون کی فضا ہے اور جماعت اسلامی کس طرح سے جماعت احمدیہ کے لئے سپلائی لائن کا کام کرتی ہے، ان تمام تفصیلات کو سامنے رکھ کر غور کیا جاسکتا ہے کہ انبیا کی عصمت اور صحابہ کی تنقید سے بالاتر حیثیت سے انکار اور مسلمہ اسلامی نظریات کے مسخ کرنے سے اس کے سوا اور کیا مقصود ہوسکتا ہے کہ اسلام کا سارا نظریاتی اور عملی سرمایہ مشکوک بنا کر رکھ دیا جائے اور مسلمان قرآن و حدیث سے منشائے خداوندی کے مطابق رہنمائی حاصل کرنے کے بجائے عقل کی بنیاد پر اسے سمجھنے کے عادی بن جائیں، یہی روش مرزا غلام احمد قادیانی کی ہے اور یہی انداز جماعت اسلامی کے ترجمان مودودی کا ہے اور دونوں نے مشترکہ پروگرام کے تحت مسلمانوں کے عقائد برباد کرنے کا بیڑا اٹھایا اور فرنگی اور مسیحی سازش کو اپنے کاندھوں پر پروان چڑھایا۔"(۲۵)

اب رہ گیا سوال دیوبندیت اور قادیانیت کے باہمی نظریاتی اتحاد اور ایک دوسرے کے ممکنہ تعاون کا تو یہ حقیقت کسی اہل دانش پر مخفی نہیں کہ قادیانیت کے لئے سب سے پہلی بنیاد جو انتہائی مشکل تھی دیوبندی علما نے ہی فراہم کی، سردست قاسم نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" کا نام لیا جاسکتا ہے جس میں انھوں نے بڑے طمطراق سے لکھا ہے کہ اگر زمانہ نبوت کے بعد کوئی فرد اپنی نبوت کا دعوی کرے تو خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا جبکہ عہد رسالت سے آج تک تمام علمائے اسلام کا یہ اجماعی عقیدہ رہا ہے کہ خاتم النبیین کے بعد اب کسی نبی کا آنا محال ہے، اس سلسلہ میں یہ بھی مشہور ہے کہ قاسم نانوتوی نے اپنے دعوئے نبوت کے لئے راہ ہموار کی تھی، یہ ابھی فضا

---

(۲۵) محمد طفیل رشیدی، تحفظ ختم نبوت اور جماعت اسلامی ص:۱۹

ہی ہموار کر رہے تھے اور مرزا غلام احمد قادیانی نے دیوبند کی فراہم کردہ بنیاد پر دعوے نبوت کر دیا اور قاسم نانوتوی کف افسوس ملتے رہ گئے۔ خیر یہ ان کا گھریلو تنازع ہے ہمیں اس سے کیا لینا دینا۔ اہلسنت و جماعت کے نزدیک تو نہ دعوئے نبوت کے امکان کی گنجائش ہے اور نہ عملاً دعوئے نبوت کی، دونوں کا حکم یکساں ہے۔ بانی دارالعلوم دیوبند قاسم نانوتوی کے الفاظ یہ ہیں: ''اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوا تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا'' (۲۶)۔ علما دیوبند کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار اہل کتاب کے حکم میں ہیں اور ان کے ہاتھ کا ذبیحہ بھی جائز ہے۔ مشہور دیوبندی مفتی مولوی محمد کفایت اللہ دہلوی مرزائیوں کے ذبیحہ کے تعلق سے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''اگر اس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک مرزائی تھا تو یہ اہل کتاب کے حکم میں ہے اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے۔'' (۲۷)

اب یہ ثابت ہو جانے کے بعد کہ دیوبندیت، قادیانیت ہی کی رضاعی بہن ہے اور دونوں کا سرچشمہ وہابیت ہے اور دیوبندی مکتب فکر کے علما کو خود بھی اپنے وہابی ہونے کا اعتراف ہے۔ اب ہم آپ کو یہ بتانا چاہیں گے کہ دیوبندی علما نے اپنی کتابوں میں جو اپنے عقائد و نظریات سپرد قلم کئے ہیں اور ان میں جو توہین رسول کی ہے، اس نے برصغیر کے مسلم ماحول میں جلتے پر پٹرول کا کام کیا اور رہا سہا امن بھی غارت ہو کر رہ گیا، علمائے اہلسنت نے اپنی منصبی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے ان کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی مگر انگریزی اور سعودی پٹرو ڈالر کے سامنے انھوں نے ایک نہ سنی اور تفریق بین المسلمین کی ذمہ داری نبھانے کے لئے انھوں نے اپنی جانب سے کوئی کوتاہی

---

(۲۶) مولوی قاسم نانوتوی، تحذیر الناس ص: ۲۳

(۲۷) مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی، کفایت المفتی جلد ا ص: ۳۱۴ مطبوعہ کراچی۔

نہیں کی، علمائے اہلسنت نے ان کے عقائد کو جب علمائے حرمین کے سامنے پیش کیا تو انھوں نے ایسے عقائد رکھنے والے مولویوں پر لعنت کی اور متفقہ طور پر سب نے انھیں خارج از اسلام قرار دیا، نیز علمائے برصغیر نے بھی متفقہ طور پر ان کی تکفیر کی، عرب وعجم کے جمہور علمائے اہلسنت نے متفقہ طور پر جن کی تکفیر کے فتوے صادر کیے وہ چار اکابر دیوبندیہ ہیں قاسم نانوتوی، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اب ظاہر ہے ان جیسے اعتقاد رکھنے والوں کا بھی وہی حکم ہوگا۔ علمائے حرمین کے اصل عربی فتاوے اور علمائے عجم کے فتاوے ''حسام الحرمین''، ''الصوارم الھندیہ'' اور ''فتاویٰ علمائے دنیا'' میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ دیوبندی مکتب فکر کے علما کی کتابوں میں ایک چیز اور بہت مضحکہ خیز نظر آتی ہے کہ وہ اختیارات وتصرفات، زندگی بعد موت اور علم غیب وغیرہ اوصاف وکمالات انبیا اور اولیا کے لئے تسلیم کرنے کو شرک کہتے ہیں جب کہ انھیں تمام چیزوں کو عملاً اپنے اکابر دیوبند کے لئے ثابت کرتے ہیں جماعت اہلسنت کے مشہور بزرگ قلم کار حضرت علامہ ارشد القادری نے اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''زلزلہ'' میں فکر وعمل کے ان تضادات کی بڑی حیرت انگیز مثالیں جمع کی ہیں اور فکر انگیز تبصرہ کرتے ہوئے بار بار اس گتھی کو سلجھانے کے لئے ان سے تقاضا کیا ہے۔ متعدد لوگوں نے جواب دینے کی کوشش بھی کی مگر انھیں جواب نہیں کہا جا سکتا ہے، ''مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ'' والا معاملہ ہے ان کے لئے جواب کے بجائے ''منھ چڑھانے'' کی تعبیر موزوں ہے۔

ہاں دیوبندی مکتب فکر کے مشہور عالم وصحافی جناب عامر عثمانی فاضل دیوبندی کی تجویز حق لگتی معلوم ہوتی ہے۔ اگر علمائے دیوبند ان کے مشورہ پر عمل کر لیتے تو برصغیر کا پچاس فیصد افتراق بین المسلمین تو ضرور کم ہو سکتا تھا، ہم ایک بار پھر علمائے دیوبند کو دعوت دیں گے کہ وہ عامر عثمانی کی تجویز پر عمل کر کے امت مسلمہ میں بڑھتے ہوئے افتراق و

انتشار کو ختم کرنے میں ہمارا تعاون کریں اور ساتھ ہی اپنے عقائد سے توبہ ورجوع بھی۔

فاضل دیوبند عامر عثمانی کی تجویز کے الفاظ من وعن یہ ہیں:

> "ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے یہ کہ یا تو تقویۃ الایمان اور فتاوی رشیدیہ، فتاوی امدادیہ اور بہشتی زیور اور حفظ الایمان جیسی کتابوں کو چوراہے پر رکھ کر آگ لگادی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد ارواح ثلثہ اور سوانح قاسمی اور اشرف السوانح جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہئیں، یا پھر مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرما دیا جائے کہ یہ تو محض قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری ہوئی ہیں اور ہمارے صحیح عقائد وہی ہیں جو اول الذکر کتابوں میں مندرج ہیں۔"(۲۸)

اے کاش عامر عثمانی بقید حیات ہوتے تو ہم ان سے اس تجویز میں تھوڑی سی ترمیم کرنے کی اپیل کرتے کہ آپ علمائے دیوبند کو یہ مشورہ دیں کہ دونوں طرح کی کتابوں کو چوراہے پہ رکھ کر آگ لگا دیں اور پھر کہیں کہ ہمارے عقائد وہی ہیں جو قرآن وسنت سے ماخوذ اور چودہ سو برس سے متوارث چلے آرہے ہیں چودھویں صدی ہجری میں جن کی ترجمانی امام احمد رضا اور جمہور علما اہلسنت نے کی ہے۔ خیر آج بھی دارالعلوم دیوبند کے احاطے میں عامر عثمانی کا کوئی جانشین ہو تو وہ اس کا بیڑا اٹھائے اور مسلمانوں میں اختلاف و افتراق کے بھڑکتے ہوئے شعلوں کو بجھا کر عالم اسلام کی جانب سے شکریہ کا مستحق ہو۔

اب میں آپ کے ذہن وفکر کو ایک اور حساس مسئلہ کی جانب موڑنا چاہتا ہوں۔ اس حقیقت سے کون مسلمان واقف نہیں کہ اسلام ایک پاکیزہ اور ہمہ گیر مذہب

(۲۸) عامر عثمانی، ماہنامہ تجلی، دیوبند مئی ۱۹۷۳ء

ہے اس میں شہری دیہاتی، امیری غریبی، ذات پات کی کوئی چھوت چھات نہیں اسلامی فکر وعمل کا ہر رخ ہمیں مساوات ہی کا درس دیتا ہے۔ اسلام میں بزرگی کی بنیاد فقط علم دین اور تقویٰ و پرہیزگاری ہے۔ اسلامی دنیا میں قرآن عظیم کے یہ مقدس الفاظ ہر شام وسحر دہرائے جاتے ہیں ''اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِندَاللّٰہِ اَتقَاکُم'' یعنی تم میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک بزرگ وہ ہے جو تم میں زیادہ تقویٰ شعار ہے'' پیغمبر اسلام نے درس مساوات دیتے ہوئے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

الناس کلھم بنو آدم وآدم خلق من التراب ولا فضل لعربی علی عجمی (الی) الا بالتقویٰ (۲۹)

تمام انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں اور حضرت آدم کی تخلیق مٹی سے ہوئی، اور کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں۔ مگر بلحاظ تقویٰ۔

ایک دوسرے موقع پر محسن انسانیت نے فرمایا:

المسلمون اخوۃ لافضل لاحد علی احد الا بالتقویٰ (۳۰)

تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہیں مگر بلحاظ تقویٰ

مگر اس کو کیا کہئے کہ دیوبندی مکتب فکر نے بھی وہابیوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے افتراق بین المسلمین کے لئے ہر قسم کی جدوجہد کی۔ نظریاتی اختلافات کے بعد اس مکتب فکر نے ذات پات اور اونچ نیچ کا انتشار شروع کیا اور اس باب میں بھی وہ کر دکھایا جس کی نظیر تاریخ اسلام میں نظر نہیں آتی۔ اسلامی تقاضوں ہی کو پامال نہیں کیا بلکہ عام انسانی سماجی اور اخلاقی تقاضوں کی بھی دھجیاں بکھیر دیں بلکہ اس ہندو قوم سے بھی آگے بڑھ گئے جو ذات پات کے بھید بھاؤ کے لئے خاصی مشہور ہے۔ ہم اس سلسلہ میں اختصار کے پیش نظر صرف ایک شہادت پر اکتفا کریں گے۔

مولوی تقی عثمانی کے والد مفتی شفیع عثمانی حلقہ دیوبند میں خاصے مشہور ہیں، وہ

(۲۹) درمنثور بحوالہ ابن مردویہ (۳۰) درمنثور بحوالہ طبرانی

عرصہ دراز تک دارالعلوم دیوبند میں اِستاذ و مفتی بھی رہے ہیں۔ انھوں نے بنام ''نہایات الارب فی غایات النسب'' ایک کتاب لکھی جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس کتاب کے پہلے ایڈیشن میں مفتی شفیع صاحب نے احمد عثمانی کا ضمیمہ شامل کیا تھا جس کی تائید و تصدیق مفتی شفیع اور مولوی اشرف علی تھانوی نے کی تھی وہ ضمیمہ ہم اپنے مدعا کے ثبوت کے لئے بطور استشہاد نقل کرتے ہیں پڑھتے پڑھتے اگر غم و غصے پر یارائے ضبط نہ رہے تو ہمیں معاف فرمائیں ہماری حیثیت فقط ناقل کی ہے:

''اس زمانہ پرفتن میں ہر چہار طرف سے آوازیں بلند ہو رہی ہیں۔ کہیں سے آواز آتی ہے کہ زلزلہ سے فلاں آبادی تباہ ہوگئی، کہیں سے صدا بلند ہو رہی ہے کہ مشرکین و کفار کی جانب سے فلاں ظلم و تشدد ہو رہا ہے۔ واقعی یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو کچھ کہا جا رہا ہے، وہ درست و راست ہے، مگر اس کی طرف بالکل توجہ نہیں کہ اصل سبب ان تمام واقعات کا امور شرعیہ کو ترک کر دینا ہے۔ ہم جملہ اقوام سے اس کی استدعا نہیں کر سکتے کہ وہ کیا کریں۔ مگر اپنی قوم، حضرات شیوخ سے ضرور درخواست کریں گے کہ تاوقتیکہ آپ حضرات امور شرعیہ پر عامل نہ ہوں گے، ان مصائب سے نجات نہ ہوگی۔ امور شرعیہ (من جملہ) دیگر امور کے یہ بھی ہیں کہ رذیل اقوام سے خلط ملط بالکل نہ رکھیں، کیونکہ ان کی رذالت کا اثر ضرور واقع ہوگا، ''تخم تاثیر، صحبت کا اثر'' مشہور مقولہ ہے، و نیز ان دیگر اقوام رذیلہ سے معاملات خرید و فروخت و امور دینیہ، تحقیق مسائل وغیرہ مطلقاً تعلق نہ رکھیں، کیونکہ یہ جملہ امور علامت قیامت میں سے ہیں کہ اخیر زمانہ میں اقوام شریفہ پستی میں ہوں گی اور اقوام رذیلہ کو ترقی ہوگی۔ آج دیکھا جاتا ہے کہ جولاہوں، تیلیوں، قصائیوں، نائیوں، دھوبیوں، بھٹیاروں، لوہاروں، درزیوں، سناروں، بساطیوں، کلالوں، راجپوتوں وغیرہ وغیرہ کو ترقی ہو رہی ہے۔ بلحاظ دنیا، (وہ) بڑے بڑے عہدوں پر قائم ہیں، محلات کھڑے ہیں۔ مولوی، مفتی، قاری، صوفی، شاہ صاحب، بابو منسٹر وغیرہ کہلاتے ہیں۔ مگر یہ خیال نہیں کرتے ہیں کہ یہ باتیں ہمارے اندر کیوں آ رہی ہیں! بس، وہی قرب قیامت کی نشانی ہے! لیکن یہ

جاہل لوگ خوش ہو رہے ہیں، جہنم کو بھول رہے ہیں۔

صاحبو! جب تک علم دین حضرات شیوخ میں رہا، اور اقوام دیگر تابع رہیں، کوئی آفت نہیں آئی، مگر جب سے قصائی، نائی، تیلی، لوہار، بساطی، کلال، جولاہا وغیرہ مولوی مدرس، قاری، صوفی، حافظ وغیرہ ہونے لگے، مصائب کا دور دورہ بھی آنے لگا۔ کیوں کہ یہ لوگ مطلقاً عقل سے کورے ہوتے ہیں اور بوجہ نادانی، عقل کے اندھے ہوتے ہیں۔ چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ دجال پر ایمان لانے والے اکثر جولاہے ہوں گے۔ وجہ یہ ہے کہ چونکہ یہ لوگ ہر وقت اسی خیال میں رہتے ہیں کہ جیسے بھی ہو، خیانت کی جاوے۔ چونکہ یہ خیانت ایک زہریلی بلا ہے۔ اسی وجہ سے دجال پر ایمان لانے کی علت ہوئی۔ اور یہ خیانت جملہ دیگر اقوام میں موجود ہے، شاذ و نادر کالمعدوم۔ تو ثابت ہوا کہ یہ اقوام ہمراہ دجال ہوں گی۔ البتہ اگر یہ اقوام تابعداری شیوخ میں مصروف رہیں تو ان کی برکت سے اتباع دجال سے نجات ہو سکتی ہے۔ غور کی ضرورت ہے کہ اس سے پہلے دیگر اقوام بوجہ اتباع شیوخ، راحت سے زندگی بسر کر رہی تھیں۔ ان میں خود بینی آتے ہی مصیبت کی آمد شروع ہو گئی۔ مثلاً ہمارے سہارنپور میں مولوی حبیب احمد قصائی، مولوی منظور حسین قصائی، قاری عبدالخالق نائی، مولوی سعید جولاہا پان فروش، منشی عبدالکریم سہراب جولاہا، مولوی مقبول احمد بساطی، مولوی نور محمد بھٹیارہ، مولوی عبدالحمید گاڑا وغیرہ افراد رذیل موجود ہیں کہ اپنی نادانی اور خبط عقل کی وجہ سے کوئی مہتمم ہونے پر ناز کر رہا ہے، کوئی مدرس یا مناظر ہونے پر فخار ہے، کوئی قاری ہونے پر کود رہا ہے، کوئی اپنی ولایت پر مغرور ہے، کوئی مؤلف بن کر علماء حق پر اعتراض کر رہا ہے۔ ہم کو یہ سن کر کہ ہمارے بھائی حاجی عزیز احمد صاحب، ایک جاہل گھڑی ساز، بازار نخاسہ محمد صادق لوہار سے مرید ہو گئے ہیں، افسوس ہوا کہ بھلا ولایت سے دیگر اقوام کا کیا تعلق؟ کیا مرید ہونے کے لیے مظاہر العلوم سہارن پور، دارالعلوم دیوبند، تھانہ بھون کے مشائخ نہ تھے؟ ہم اپنی قوم شیوخ سے درخواست کرتے ہیں کہ دیگر اقوام سے اجتناب کلی رکھیں۔ الحمدللہ، شیوخ میں علماء فضلاء قراء، مشائخ، محدثین و مفسرین، مناظرین وغیرہ بکثرت موجود

ہیں، دنیاوی لحاظ سے تجار بھی موجود ہیں۔ کل معاملات اپنی قوم شیوخ سے وابستہ رکھیں، تاکہ ہر قسم کی ترقی قوم کی ہو۔ دیگر اقوام سے جدا رہیں، چونکہ ان کی حالت ایمانیہ بہت خراب ہوتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا فرمان ''عقل الحائک فی الدبر'' روشن موجود ہے، اب غور کر لیجئے کہ مرزا قادیان پر ایمان کون لاتا ہے، بجز جولاہوں، تیلیوں، لوہاروں وغیرہ کے؟ شیوخ میں سے بھی کوئی سنا ہے؟ سو، جب کہ ہمارے سامنے دجال اصغر پر (یہ) ایمان لا رہے ہیں تو ضرور دجال اکبر پر یہ لوگ ایمان لاویں گے۔ اس سے قبل کچھ مضمون اخبار محقق سہارنپور، مورخہ ۱۶ ر مئی ۱۹۳۵ء میں شائع ہو چکا ہے۔ وہ بھی قابل ملاحظہ ہے، باقی آئندہ بھی ہم ایسے مضامین کا سلسلہ جاری رکھیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ دیگر اقوام سے انقطاع کلی کریں اور جو امور شرعیہ ہوں، ان کی پابندی کریں۔ اس میں اپنی قوم سے ہمدردی بھی ہے اور ہر قسم کی فلاح دارین بھی۔ فقط والسلام

خادم قوم شیوخ

احمد عثمانی، سہارنپور (۳۱)

یہ ہے مولانا اشرف علی تھانوی اور مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی کا مصدقہ ضمیمہ جو ان کی نگرانی اور سرپرستی میں شائع ہوا، کیا یہ ضمیمہ علمائے دیوبند کی فکری کج روی اور ان کے ذات پات کے بھید بھاؤ کو ہوا دینے کی شہادت نہیں دے رہا ہے، کیا اس سے مسلمانوں کی اکثریت کو تکلیف نہیں پہنچی ہوگی، کیا اس سے مسلمانوں کے درمیان دوریاں نہیں پیدا ہوئی ہوں گی، کیا باہم نفرت و دل شکنی کی فضا پیدا نہیں ہوئی ہوگی۔ کیا ان حرکات سے ہمارا مدعا ثابت نہیں ہوتا کہ دیوبندیت بھی قادیانیت و وہابیت کی طرح تفریق بین المسلمین کے لئے معرض وجود میں آئی تھی۔ اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ یہ دیوبندی مکتب فکر کا نظریہ نہیں بلکہ چند لوگوں کی رائے ہے کیونکہ انھوں نے یہ کام

(۳۱) ضمیمہ نہایات الارب فی غایات النسب: پہلا ایڈیشن بحوالہ کفایت المفتی۔ ج اول، صفحہ ۲۶۶ تا ۲۶۸، کتاب العقائد، گیارہواں باب۔

درارلعلوم دیو بند کے منصب افتا سے انجام دیا تھا۔ مزید براں جب ہندوستان کے طول و عرض سے احتجاجی تحریریں آئیں اور ہر طرف غم و نفرت کا اظہار کیا گیا تو مفتیان دیو بند نے اپنے خیالات سے رجوع اور شرمندگی کے اظہار کے بجائے حمایت ہی میں کتابچے لکھے۔ اور نسب و خاندان، ذات پات، اور سماجی اونچ نیچ کو خوب ہوا دی، مسعود عالم فلاحی لکھتے ہیں:

> ”مفتی صاحب کی اس کتاب کے خلاف بہت زیادہ شور شرابہ ہوا۔ کئی ایک رسالے اس کے خلاف شائع ہوئے، علمائے دارالعلوم کو چاہئے تھا کہ وہ بھی دوسرے علماء کے ساتھ اس کتاب کی مخالفت کرتے، لیکن وہاں کے مفتی صاحبان اور علمائے کرام نے اس کتاب کی مخالفت کرنے کے بجائے موافقت میں متعدد کتابچے شائع کئے۔“ (۴۲)

کہئے کیا اپنے ہی گھر کی شہادت کے بعد کسی عذر کی گنجائش رہ جاتی ہے۔ یہ تھا تفریق بین المسلمین کے اسباب کا ایک مختصر جائزہ۔ اس تحریر پر سنجیدگی سے غور کریں، ان فتنہ پرور موانع کے ہوتے ہوئے امت مسلمہ کیسے متحد ہوسکتی ہے اس کی بس ایک ہی صورت ہے کہ جو لوگ ناواقفی میں تحریک وہابیت کی ظاہری دلکشی سے متاثر ہوکر اس میں شامل ہوگئے ہیں یا اس کی کسی شاخ کے دام تزویر میں پھنس گئے ہیں وہ اپنے افکار و معمولات پر نظر ثانی کریں اور اپنے سابقہ عقائد سے توبہ کرکے اہلسنت و جماعت میں شمولیت اختیار کریں۔ اہل سنت و جماعت ہی حقیقی اسلام ہے۔ یہی راہ مستقیم ہے، اس کے عقائد و معمولات عہد رسالت سے آج تک متوارث و متواتر چلے آرہے ہیں اور اس کے ماننے والے ہر دور میں سواد اعظم رہے ہیں اور یہی جماعت ارشاد رسول ”لا تجمع امتی علی الضلالۃ“ کی حقیقی مصداق ہے۔

---

(۴۲) مسعود عالم فلاحی، ماہنامہ زندگی نو، نئی دہلی اگست ۲۰۰۰ء ص: ۴۴

جادۂ حق و صداقت

اہل سنت و جماعت

تحریر اکتوبر ۲۰۰۱ء

ماقبل کی بحثوں سے آپ اب اس نتیجہ تک پہنچ چکے ہوں گے کہ اتحاد ملت کی بس ایک ہی صورت ہے کہ تمام کلمہ گو جو بنام اسلام مختلف فرقوں اور جماعتوں میں بٹے ہوئے ہیں اپنے گمراہ اور غیر اسلامی عقائد ونظریات سے توبہ ورجوع کر کے عالم اسلام کی سب سے بڑی اکثریت میں ضم ہو جائیں، جس کے عقائد قرآن وسنت اور آثار صحابہ کے عین مطابق اور چودہ سو برس سے متوارث ومتواتر چلے آرہے ہیں۔ لیکن اس مقام تک پہنچتے پہنچتے ممکن ہے ذہن کے کسی گوشے میں یہ اشکال باقی رہ گیا ہو کہ اہل سنت و جماعت کی صداقت وحقانیت کے سلسلہ میں علمائے متقدمین اور مشائخ اسلام کے ارشادات اور عقائد اہلسنت ابھی ہمارے سامنے نہیں آسکے اور وہ اکابر اہلسنت کون ہیں جنھوں نے فکر وعمل کے توارث اور تسلسل کے ساتھ اپنے اپنے عہد میں جماعت اہل سنت کی حفاظت واشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ اب ہم بڑے اختصار کے ساتھ ان تمام چیزوں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ مگر پہلے افتراق امت کے حوالے سے مشہور حدیث رسول نقل کرتے ہیں کیونکہ اہل سنت و جماعت کی حقانیت پر بہت سے اقوال اسی حدیث کے ضمن میں وارد ہوئے ہیں:

تفترق امتی علیٰ ثلاثٍ و سبعین فرقةً کلھم فی النار الاملة واحدة، قالوا ما ھی یارسول اللہ ﷺ قال ما اناعلیه و اصحابی (۱)

میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی، تمام فرقے جہنم میں جائیں گے سوائے ایک گروہ کے، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ نجات پانے والا گروہ کون سا ہوگا؟ ارشاد فرمایا جو میری سنت اور میرے صحابہ کی جماعت کا پیروکار ہوگا۔

دوسری روایت میں ہے کہ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! نجات پانے

(۱) الجامع السنن للترمذی، ابواب الایمان، باب افتراق ھذہ الامة ۲ / ۹۳

والا گروہ کون سا ہوگا تو نبی کریم ﷺ نے بڑی صراحت سے ارشاد فرمایا ''اھل السنۃ والجماعۃ'' (۲)۔ اس حدیث کی روایات پر گفتگو فرماتے ہوئے امام زین الدین العراقی نے فرمایا ''اسانیدھا جیاد'' (۳)۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل حق اور اہل صدق و وفا کے لئے ''اہل سنت و جماعت'' کا مبارک نام بھی مختار کائنات ﷺ کا دیا ہوا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث کو امام احمد اور امام ابوداؤد نے بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس روایت میں ''ما انا علیہ واصحابی'' کے بعد ''وواحد فی الجنۃ وھی الجماعۃ'' (۴)۔ بھی ہے یعنی اور ایک گروہ جنتی ہے اور وہ جماعت ہے۔

ارباب حق کے لئے لفظ ''اہل سنت و جماعت'' کا استعمال صدر اول میں ہی شروع ہوگیا تھا، حضرت امام مسلم اپنی صحیح کے مقدمہ میں امام محمد بن سیرین تابعی سے باسناد خود روایت فرماتے ہیں۔

لم یکونوا یسئلون عن الاسناد فلما وقعت الفتنۃ قالوا سموا لنا رجالکم فینظر الی اھل السنۃ فیوخذ حدیثھم وینظر الیٰ اھل البدع فلا یوخذ حدیثھم۔ (۵)	پہلے اسناد کے تعلق سے تفتیش نہیں ہوتی تھی، لیکن جب فتنہ برپا ہوگیا تو روایت کرتے وقت کہتے ہمیں اپنے راویوں کے بارے میں بتاؤ، تو اگر اہل سنت و جماعت دیکھتے تو قبول کر لیتے اور بدمذہب دیکھتے تو اس کی روایت قبول نہیں کرتے۔

اب اس ابتدائی اور بنیادی گفتگو کے بعد مشائخ اسلام اور علما کبار کے نظریات ملاحظہ فرمایئے:

حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی تہتر فرقوں والی حدیث نقل فرمانے

(۲) امام غزالی، احیاء علوم الدین، جلد ۳ ص: ۲۲۵ طبع دار احیاء الکتب العربیۃ، القاھرہ

(۳) زین الدین عراقی، المغنی عن حمل الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الآثار، کتاب ذم الدنیا

(۴) المسند امام احمد، ۴/ ۱۰۲ طبع المکتب الاسلامی للطباعۃ والنشر بیروت/ السنن ابوداؤد، باب شرح السنۃ، ۲/ ۶۳۱ مطبوعہ اصح المطابع کراچی۔ (۵) مقدمہ صحیح مسلم، مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص: ۱۱

کے بعد فرقہ ناجیہ کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فاما الفرقة الناجية فهي اهل السنة و الجماعة۔ (٦)

رہا نجات پانے والا فرقہ تو وہ اہل سنت و جماعت ہے

حجۃ الاسلام امام محمد الغزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"ہر شخص کو چاہئے کہ اعتقاد اہل سنت کو اپنے دل میں جمائے کہ یہی اس کی سعادت کا تخم ہوگا۔(۷)

حضرت علامہ سید طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فعليكم يا معاشر المومنين باتباع الفرقة الناجية المسماة باهل السنة والجماعة فان نصرة الله و حفظه و توفيقه في موافقتهم و خذلانه و سخطه و مقته في مخالفتهم۔ (٨)

اے اسلامی بھائیو! تمھارے لئے یہ ضروری ہے کہ تم اس جنتی گروہ کے نقش قدم پر چلو جسے اہل سنت و جماعت کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ کی مدد اور اس کی حفاظت وتوفیق اہل سنت کی موافقت میں ہے اور ان کی مخالفت میں ذلت، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور پھٹکار ہے۔

امام ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر التیمی نے افتراق امت والی حدیث کی تشریح میں مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی، وہ اپنی کتاب میں بہتر فرقوں کی تفصیل اور ان کے باطل عقائد رقم کرتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں لکھتے ہیں:

ثم حدث الخلاف بعد ذالک شيئاً فشيئاً الى ان تكا ملت

پھر اس کے بعد افتراق امت کا ظہور ہوا اور ہوتے ہوتے بہتر گمراہ فرقوں کی تعداد مکمل ہوگئی

(٦) شیخ عبدالقادر جیلانی، غنیۃ الطالبین/ حجۃ اللہ علی العالمین ص:۲۹۷ مطبوعہ برکات رضا پور بندر

(۷) امام غزالی، کیمیائے سعادت، مطبوعہ لکھنؤ، ص:۵۸

(۸) علامہ طحطاوی، المنحۃ الوھبیۃ

الفرق الضالة اثنين و سبعين فرقة، والثالثة والسبعون هم اهل السنة والجماعة وهى الفرقة الناجية۔ (۹)	اور تہتروان گروہ اہلسنت و جماعت ہے اور یہی جنتی فرقہ ہے۔

قطب ربانی امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ اولیا کرام کی علامات کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

"اللہ کے ولی کی دوسری علامت یہ ہے کہ وہ طریق میں داخل ہونے سے پہلے عقائد اہل سنت سے واقف ہو۔(۱۰)

شیخ الاسلام خواجہ بہاؤالحق زکریا ملتانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"جو میرے سلسلہ میں شامل ہوں گے وہ سب کے سب میری ضمانت میں ہیں، اور سلسلہ سے مراد قرآن وسنت کی پیروی، اقوال مجتہدین، اجماع صحابہ کرام اور اہل سنت وجماعت کی پیروی ہے۔(۱۱)

حضرت خواجہ عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

انه لا يفتح على العبدالا اذاكان علىٰ عقيدة اهل السنة والجماعة وليس لله ولى على غيرهم ولوكان عليها قبل الفتح لوجب عليه ان يتوب بعد الفتح و يرجع الى عقيدة اهل السنة۔ (۱۲)	اس بندے پر ولایت ومعرفت کا دروازہ نہیں کھل سکتا جو مسلک "اہل سنت و جماعت" پر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی عقائد اہل سنت کے خلاف نہیں اور اگر ولایت کے فتح باب سے پہلے کوئی بدعقیدہ ہو تو اس راہ پر آنے سے پہلے اس پر واجب ہے کہ پہلے توبہ کرے اور عقائد اہل سنت اختیار کرے۔

(۹) امام ابومنصور، بحوالہ حجۃ اللہ علی العالمین، از شیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی ص: ۲۹۷،

(۱۰) امام عبدالوہاب شعرانی، انوار قدسیہ، مترجم، ص: ۹۲

(۱۱) خواجہ بہاؤالحق، خلاصۃ العارفین (۱۲) خواجہ عبدالعزیز دباغ، الابریز، ص: ۲۴

حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"ہمارے سلسلہ طریقت کی بنیاد تین امور پر ہے۔(۱) اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا، (۲) دوام آگاہی، (۳) عبادت۔لھٰذا اگر کسی مرد درویش میں ان تین چیزوں میں سے ایک میں بھی خلل آ جائے تو وہ ہمارے طریقے سے خارج ہو جاتا ہے۔"(۱۳)

امام عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

المراد بالسواد الاعظم هم من کان اهل السنة والجماعة۔ (۱۴) سواد اعظم سے مراد اہلسنت و جماعت ہیں۔

حضرت داتا گنج بخش لاہوری علیہ الرحمہ شریعت میں سنی حنفی المذھب تھے، جہاں جہاں وہ حضرت امام اعظم کا نام لیتے ہیں وہ وہاں کمال احترام کو ملحوظ رکھتے ہیں، کشف المحجوب میں ایک جگہ امام اعظم کا ذکر بہ صد ادب و احترام کرتے ہوئے انھیں اہل سنت و جماعت کا مقتدا لکھا ہے، اس سے ان کے مسلک اہل سنت و جماعت پر کاربند ہونے کا قطعی ثبوت ملتا ہے۔ان کے الفاظ یہ ہیں:

"امام اماماں، مقتدائے سنیاں، اشرف فقھا، اعز علما ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الخراز رضی اللہ عنہ۔"(۱۵)

رسول کریم ﷺ نے فرمایا "اتبعوا السواد الاعظم فَاِنَّہ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار "(۱۶)۔یعنی تم سواد اعظم کی پیروی کرو جو اس سے جدا ہوا اسے تنہا جھنم رسید کیا جائے گا۔حضرت ملا علی قاری "مرقات شرح مشکوۃ" میں لفظ سواد اعظم کی تشریح

---

(۱۳) خواجہ باقی باللہ، حالات مشائخ نقشبندیہ۔ (۱۴) امام عبدالوھاب شعرانی، میزان شریعت کبریٰ جلد اول ص:۵۸ (۱۵) حضرت داتا گنج بخش لاہوری، کشف المحجوب ص:۵۰

(۱۶) الخطیب التبریزی، مشکوۃ المصابیح جلد ا ص:۳۰

کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

السواد الاعظم یعبربه عن الجماعة الکثیره والمراد ما علیه اکثر المسلمین۔ (۱۷)	سواداعظم بڑی جماعت سے عبارت ہے اس سے مراد اکثر مسلمانوں کا مسلک ہے۔

حضرت علامہ شیخ ابوالعلیٰ شرح مواقف میں فرماتے ہیں:

اماالفرقة الناجیة الذین قال النبی ﷺ فیهم هم الذین ماانا علیه واصحابی فهم الاشاعرة والسلف من المحدثین وهم اهل السنة والجماعة ومذهبهم خال عن بدع۔ (۱۸)	نبی کریم ﷺ کے ارشاد "ماانا علیه واصحابی" کے مطابق جنتی فرقہ میں اشاعرہ، محدثین کرام اور اہل سنت و جماعت ہیں ان کا مذہب بدعت و گمراہی سے خالی ہے۔

عارف باللہ حضرت شیخ اسمٰعیل حقی فرماتے ہیں:

"ہمارے شیخ مکرم پیر و مرشد نوراللہ مرقدہ نے اپنے وصال سے ایک دن قبل اپنے مریدین و متوسلین کو بلا کر فرمایا، میرے پاس کوئی مال و دولت نہیں کہ اس سلسلہ میں تمہیں کوئی وصیت کروں۔ ولکنی علیٰ مذهب اهل السنة والجماعة شریعةً وطریقةً و معرفةً و حقیقة فاعرفونی هکذا واشهدوا لی بهذا فی الدنیا و الآخرة فهذه وصیتی" (۱۹) یعنی میں شریعت، طریقت، معرفت اور حقیقت میں مذہب اہل سنت و جماعت پر قائم ہوں تم اس حیثیت سے مجھے پہچان لو، اور دنیا و آخرت میں میرے اس عقیدے پر گواہ رہنا تو یہی میری وصیت ہے۔

صاحب دلائل الخیرات شریف شیخ الشیوخ حضرت خواجہ محمد بن سلیمان بارگاہ الٰہی میں اس طرح دعا کناں ہیں:

---

(۱۷) ملا علی قاری، مرقات المفاتیح، جلد ۱ ص: ۲۴۹ طبع ملتان (۱۸) شیخ ابوالعلیٰ شرح مواقف ص: ۶۲۷ طبع نولکشور لکھنؤ (۱۹) شیخ اسمٰعیل حقی، تفسیر روح البیان جلد ۵ ص: ۱۰۱

وامتناعلی السنة والجماعة والشوق الی لقائک یا ذاالجلال والاکرام۔ (۲۰)

اے اللہ! مجھے مسلک اہل سنت و جماعت اور اپنی لقا کے شوق پر موت عطا فرمانا۔

امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز اپنی کتاب ''مبداُو معاذ'' میں فرماتے ہیں:

ودرمتابعت کتاب و سنت و آثار سلف صالحین ترغیب فرماید و حصول مطلوب رابے این متابعت محال داند، واعلام کشوف وقائع نماید که سرموئے مخالفت کتاب و سنت داشته باشد اعتبار نکند بلکه مستنفر باشد وبتصحیح عقائد بمقتضائے آرائے فرقه ناجیه اهل سنت و جماعت نصیحة نماید۔ (۲۱)

شیخ اپنے مرید کو قرآن وسنت اور سلف صالحین کی پیروی کی ترغیب دیں اور ان کی اتباع کے بغیر مطلوب کے حصول کو محال جانیں اور جن احوال و انکشافات میں قرآن وسنت کی مخالفت ہو ان کا قطعاً اعتبار نہ کریں بلکہ قابل نفرت جانیں اور فرقہ ناجیہ اہلسنت و جماعت کے عقائد ونظریات کے عین مطابق اصلاح عقائد کی نصیحت کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی مکتوبات امام ربانی دفتر اول کے مکتوب نمبر ۲۵۱ میں اہل سنت و جماعت کی پیروی کو مدار نجات بتاتے ہوئے لکھتے ہیں:

پس باید که مدار اعتقاد رابر آنچه معتقد اهلسنت دارند۔ وسخنان زید و عمر را درگوش نیارند، مدار کار را برافسانهائے دروغ ساختن خودرا ضائع کردن است،

عقائد ونظریات مسلک اہل سنت و جماعت کے مطابق رکھیں اور زید وعمر کی باتوں پر دھیان نہ دیں بدمذہبوں کے خود تراشیدہ عقائد پر اعتماد کرنا خود کو تباہی میں ڈالنا ہے۔ فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت کی اتباع و پیروی ضروری ہے تاکہ راہ

(۲۰) خواجہ محمد بن سلیمان، دلائل الخیرات شریف۔

(۲۱) مجدد الف ثانی، مبداُو معاد مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی اشاعت ۱۳۱۱ھ ص:۹

تقلید فرقہ ناجیہ ضرور ایست تاامید نجات پیداشود۔ (۲۲)
نجات نصیب ہو۔

حضرت مجدد الف ثانی نے اپنی کتاب ''رسالہ ردروافض'' میں تحریر فرمایا ہے کہ ہندوستان میں اسلام کی آمد کے بعد سے قریب پانچ سو برس تک اہل سنت و جماعت کے سوا کوئی دوسرا فرقہ پیدا نہیں ہوا تھا۔ اور سب کے سب مسلک حنفی کے پابند تھے، اس رسالہ کا عربی ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنے قلم سے بنام ''المقدمة السنية شقار الفرقة السنية'' فرمایا ہے۔ حضرت شاہ صاحب ترجمہ کے ذیل میں افادہ فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ثم عاش کذالک ذریتھم من بعدھم قرناً بعد قرنٍ لیس فیھم اختلاف ولاتنازع ولاتصیبھم مصیبة فی دینھم ولایختلط بھم من دوبھم، کانھم لایعرفون ان فی الارض عقیدةً غیرِ عقیدة الماتریدیة او فقھاً غیر فقه الحنفیة۔ (۲۳).

پھر مسلمانانِ ہند اسی طرح فکر و عمل کی یگانگت کے ساتھ صدیوں تک زندگی گزارتے رہے، نہ ان میں کوئی اختلاف و تنازع تھا نہ ان کے دین میں کوئی مشکل درپیش تھی اور نہ دوسرے عقیدے کے لوگوں کا ان سے کوئی اختلاط تھا گویا کہ وہ یہ جانتے ہی نہ تھے کہ روئے زمین پر عقیدہ ماتریدیہ (اہل سنت و جماعت) کے علاوہ بھی کوئی عقیدہ ہے یا فقہ حنفی کے علاوہ کوئی فقہی مسلک بھی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضرت شیخ مجدد الف ثانی کے نظریات کی تائید کرتے ہوئے اپنے ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

فقیر دراکثر معارف کہ شیخ بہ زبان فتح دوہ آوردہ مصدق اوست،
فقیر شیخ احمد سرہندی کی زبان فیض ترجمان کے اکثر معارف کی تصدیق کرتا ہے جیسے اشارہ توحید

(۲۲) شیخ احمد فاروقی سرہندی، مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۱ مطبع ایجوکیشنل کراچی
(۲۳) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، المقدمة السنیة ص: ۴۸، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور۔

مثل اشارہ بہ توحید شہودی، اگرچہ شیخ از رمز و ایما درآں تجاوز نہ کردہ وسخن بے پردہ ادا نہ فرمودہ و مثل قول بہ حقانیت علمائے اہل سنت۔ (۲۴)	شہودی اگرچہ شیخ نے اس مسئلہ میں اشارہ کنایہ سے تجاوز نہیں کیا ہے اور کوئی واضح گفتگو نہیں کی ہے اور ان کے اس قول کی بھی تصدیق کرتا ہوں کہ علمائے اہل سنت حق ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی شرح الصدور میں رقم طراز ہیں:

"علامہ اسمٰعیل بن ابراہیم نے حاکم ابو احمد حاکم رحمۃ اللہ علیہ کو بعد وصال خواب میں دیکھا اور دریافت کیا "ای الفرق اکثر نجاۃً عندکم فقال اہل السنۃ والجماعۃ" یعنی تمھارے نزدیک کس فرقہ کے لوگ نجات پانے والے ہیں جواب دیا اہل سنت و جماعت۔ (۲۵)

حضرت داتا گنج بخش لاہوری کے معاصر بزرگ حضرت شیخ ابوشکور سالمی قدس سرہ العزیز افتراق امت والی حدیث بیان کرنے کے بعد فرقہ ناجیہ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "وھی اہل السنۃ والجماعۃ" (۲۶)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "اشعۃ اللمعات" میں فرماتے ہیں:

سواداعظم دردین "مذہب اہلسنت و جماعت" است عرف ذالک من النصف بالانصاف و تجنب عن التعصب والاعتساف۔	دین اسلام میں سواد اعظم "اہل سنت و جماعت" ہیں منصف اور تعصب سے اجتناب کرنے والا اسے جانتا ہے۔ اور صحاح ستہ و دیگر حدیث کی مشہور و معتمد کتب (کہ جن پر اسلامی احکام کا

(۲۴) شاہ ولی اللہ، مکتوب بنام خواجہ محمد امین، مشمولہ در المجموعۃ السنیۃ ص: ۹۶، ادارہ معارف نعمانیہ لاہور۔
(۲۵) علامہ جلال الدین سیوطی، شرح الصدور ص: ۱۱۹ (۲۶) ابوشکور سالمی، تمہید ص: ۷۳

ومحدثین، اصحاب کتب ستہ وغیرھا از کتب مشہورہ معتمدہ، کہ بناء ومدار احکام اسلام برآنہاں افتادہ، وائمہ فقہائے ارباب مذاہب اربعہ، وغیرھم از آنہاں کہ درطبقہ ایشاں بودہ اند، ہمہ بریں مذہب بودہ اند۔واشاعرہ و ماتریدیہ کہ ائمہ اصول کلام اند، تائید مذہب سلف نمودہ، و بدلائل عقلیہ آں را اثبات کردہ، وآنچہ سنت رسول اللہ ﷺ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم واجماع سلف برآں رفتہ بود مؤکد ساختہ اند۔ ولہٰذا نام ایشاں"اہل سنت و جماعت افتادہ"

ومشائخ صوفیہ از متقدمین و محققین ایشاں، کہ استادان طریقت و زھّاد و عبّاد و مرتاض و متورع و متقی، ومتوجہ بجناب حق ومبتری از حول و قوّت نفس بودہ اند ہمہ بریں مذہب بودہ اند۔ چنانکہ از کتب معتمدۂ ایشاں معلوم گردد۔ ودر"تعرّف" کہ معتمد ترین کتابہائے ایں قوم است عقائد صوفیہ کہ اجماع دارند برآں،

دارومدار اور بنیاد ہے) کی تصنیف کرنے والے محدثین، مذاہب اربعہ کے ائمہ فقہا وغیرھم جوان کے ہم عصر تھے، تمام اسی مذہب پر ہوئے۔اشاعرہ اور ماتریدیہ جو اصول کلام (علم عقائد) کے امام ہیں انھوں نے بھی مذہب سلف کی تائید کی، اور دلائل عقلیہ سے اسے ثابت کیا اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت کو مستحکم کیا اسی لئے ان کا نام اہل سنت و جماعت واقع ہوا ہے۔

اور مشائخ صوفیہ اولیاے کرام میں سے متقدمین، محققین، جو کہ طریقت کے استاد، زاہد و عابد، دینی امور میں احتیاط کرنے والے، صاحب ورع، پرہیزگار اور بارگاہ خداوندی میں متوجہ رہنے والے اور اپنے نفسانی حول وقوت سے علحدگی اختیار کئے ہوئے تھے، سب کے سب اسی مذہب "اہل سنت و جماعت" پر ہوئے ہیں۔

جیسا کہ ان کی معتمد کتب سے معلوم ہوتا ہے اور ائمہ صوفیہ کی معتمد ترین کتب میں سے"تعرف"میں ہے کہ عقائد صوفیہ وعقائد اولیاے کرام کہ جن پر ان برگزیدان اسلام کا اجماع و اتفاق ہے۔ وہ

آوردہ کہ ہمہ عقائد "اھل سنت و جماعت" است بے زیادت و نقصان۔ (۲۷)

بلا کم وکاست یہی "اہل سنت و جماعت" کے عقائد ہیں۔

تاریخ اسلام کے دامن پر اہل سنت و جماعت کی عزیمت و استقامت اور حقانیت وصداقت کے نقوش چاند وتاروں کی طرح جگمگا رہے ہیں۔ اختصار کے پیش نظر ہم ان چند مشائخ اسلام اور علمائے اہلسنت کے اقوال وارشادات پر قلم روکتے ہیں۔ یہ حقیقت ایک لمحے کے لئے بھی ذہنوں سے اوجھل نہیں ہونی چاہئے کہ صحابہ کرام، ائمہ عظام اور ارباب عزیمت واستقامت نے اپنے اپنے عہد میں زبان وقلم اور فکر وعمل سے باطل نظریات کی بھرپور تردید فرمائی ہے اور آج بھی احقاق حق اور ابطال باطل اسلام کا داعیہ اور فرزندان اسلام کی ایمانی ذمہ داری ہے، یہ عجیب مضحکہ خیز بات ہے کہ آج کچھ لوگ بڑی سادگی سے کہہ گزرتے ہیں کہ کسی کو برا نہیں کہنا چاہئے جبکہ اسلام چاہتا ہے کہ ہر ممکن جدوجہد کرکے باطل کا قلع قمع کردینا چاہئے تاکہ ایک صالح اور امن پسند خوش عقیدہ معاشرہ کی تشکیل ہوسکے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الَّذِینَ یُؤْذُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالآخِرَۃِ۔(۲۸)

بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں ان پر دنیا وآخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی نے مکتوبات ربانی میں یہ حدیث رسول نقل فرمائی ہے:

قال علیہ وعلیٰ آلہ الصلوۃ والسلام اذاظھرت الفتن او قال البدع

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب فتنوں کا ظہور ہو یا فرمایا کہ جب بدعقیدگیوں کا ظہور ہو اور میرے

(۲۷) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ، جلد اول ص:۷۶ مطبع مصطفائی کلکتہ

(۲۸) قرآن عظیم سورہ احزاب آیت نمبر ۱۲

وسبت اصحابی فلیظهر العالم علمه فمن لم یفعل ذالک فعلیه لعنة اللّٰه والملائکة والناس اجمعین لایقبل اللّٰه له صرفاً ولا عدلاً۔ (۲۹)

اصحاب کو طعن و تشنیع کی جائے تو اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اس کا نہ فرض قبول ہوگا نہ نفل

ایک اور مقام پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذاظهرت البدع لعن آخر هذه الامة اولها فمن کان عنده علم فلینشره فان کاتم العلم یومئذٍ ککاتم ماانزل اللّٰه علی محمد۔ (۳۰)

فتنوں کا ظہور ہو اور اس امت کے بعد والے اگلے لوگوں پر لعنت کریں تو اس وقت جس کے پاس علم ہو وہ اسے عام کرے کیونکہ ایسے حالات میں علم کا چھپانا اس کے چھپانے کی طرح ہے جو اللہ نے نبی پاک پر نازل کیا۔

ابن ماجہ اور ترمذی کی روایت ہے:

ان الناس اذارأوا منکراً فلم یغیروه یوشک ان یعمهم اللّٰه بعقابه (عن ابی بکر الصدیق رضی اللّٰه عنه)

جب لوگ کسی بری چیز کو دیکھیں تو اس کو نہ بدلیں تو خطرہ ہے کہ کہیں عتاب الٰہی میں گرفتار نہ ہو جائیں۔

یہی وجہ ہے کہ وہ خلفاے راشدین جن کی پیروی رسول اللہ نے اپنے قول ”علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین“ سے لازم قرار دی اسلام کی اس بلند عزیمت صف اول نے بھی اسلامی عقائد و معمولات میں دراندازی کرنے والوں کے خلاف سختی سے نوٹس لیا۔ کیا تاریخ کی اس حقیقت سے کوئی انکار کرسکتا ہے کہ امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کو قتل کیا، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی

(۲۹) بحوالہ مکتوبات امام ربانی، دفتر اول مکتوب نمبر ۲۵۱ ص: ۲۱۷، کراچی/ الخطیب فی الجامع۔

(۳۰) روی ابن عساکر عن جابر، ابن عدی فی الکامل والخطیب فی التاریخ

ایک مسافر سے ملاقات ہوگئی، اور وہ اسے مہمان بنا کر اپنے گھر لے آئے، لیکن جب ان پر یہ ظاہر ہوا کہ یہ بدعقیدہ ہے تو اسی وقت اسے اپنے دسترخوان سے اٹھادیا اور گھر سے نکال دیا (۳۱)۔ حضرت خلیفہ ثالث عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس یہ خبر پہنچی کہ ایک شخص نے اسلام قبول کر کے کفر کیا ہے تو آپ نے اسے تین بار دعوت اسلام دی لیکن وہ منکر ہی رہا تو آپ نے اسے قتل کر دیا (۳۲) اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی خوارج سے قتل وقتال کیا۔ اسی طرح تمام صحابہ کرام، تابعین عظام اور ائمہ مجتہدین نے بھی باطل افکار ونظریات کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کے لئے اپنی فکری و عملی قوتوں کو صرف کیا اور اہل سنت و جماعت کے ایمان افروز گلشن کو سدا بہار بنائے رکھا، یوں تو ہر دور میں عالم اسلام کے سیکڑوں علما، مشائخ سلاسل طریقت اور ارباب عزیمت و استقامت نے بھر پور علمی مردانگی اور ثبات قدمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسلک اہل سنت و جماعت کی حفاظت و پاسبانی کا گراں قدر کارنامہ انجام دیا، اور مخالف طوفان میں بھی اسلام کا چراغ بجھنے نہیں دیا، اور خود انگاروں پر چلنا گوارا کیا مگر اسلام وسنیت کا چہرہ کمھلانے نہیں دیا۔ ہم اس مقام پر ان تمام علمبرداران حق وصداقت کے اسمائے گرامی سپرد قلم نہیں کر سکتے اس لئے خلفائے اسلام اور صحابۂ کرام کے بعد سے کاروان عزیمت و استقامت کی ایک مختصر فہرست سپرد قلم کرتے ہیں۔ اس فہرست کا اکثر حصہ "حدوث الفتن و جہاد اعیان السنن" سے ماخوذ و مقتبس ہے۔

پہلی صدی ہجری میں

(۱) خلیفہ راشد سیدنا عمر بن عبدالعزیز۔ ۶۱ھ/۱۰۱ھ

دوسری صدی ہجری میں

(۲) امام محمد بن ادریس شافعی ۱۵۰ھ/۲۰۴ھ

(۳۱) علاء الدین علی۔ کنز العمال ۱۰/ ۱۶۰ (۳۲) السنن للبیھقی، ابوبکر احمد البیھقی

(۳) امام حسن بن زیاد لؤلؤی کوفی /۲۰۴ھ

(۴) سیدنا معروف بن فیروز کرخی /۲۰۰ھ

(۵) امام اشہب بن عبدالعزیز مصری مالکی ۱۴۵ھ/۲۰۴ھ

(۶) امام علی رضا بن موسیٰ کاظم۔ ۱۵۳ھ/۲۰۳ھ

(۷) امام یحییٰ بن معین بغدادی ۱۰۷ھ/۲۳۳ھ

<u>تیسری صدی ہجری میں</u>

(۸) امام احمد بن حنبل ۱۶۴ھ/۲۴۱ھ

(۹) امام احمد بن شعیب نسائی ۲۱۵ھ/۳۰۳ھ

(۱۰) امام ابوالعباس احمد بن عمر بن سریج الشافعی ۲۴۹ھ/۳۰۶ھ

(۱۱) المجتہد المطلق محمد بن جریر طبری ۲۲۴ھ/۳۱۰ھ

(۱۲) امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ الازدی الطحاوی ۲۳۹ھ/۳۲۱ھ

(۱۳) امام ابوالحسن علی بن اسمٰعیل الاشعری ۲۶۰ھ/۳۲۴ھ

(۱۴) امام ابومنصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی /۳۳۳ھ

<u>چوتھی صدی ہجری میں</u>

(۱۵) امام ابوحامد احمد بن محمد اسفرائنی ۳۴۴ھ/۴۰۶ھ

(۱۶) امام ابوبکر محمد بن موسیٰ بن محمد خوارزمی /۴۰۳ھ

(۱۷) امام قاضی ابوبکر محمد بن طیب باقلانی ۳۳۸ھ/۴۰۳ھ

(۱۸) امام ابوالطیب سہل بن ابی سہل محمد العجلی السعلوکی /۴۰۴ھ

(۱۹) امام ابواسحٰق ابراہیم بن محمد اسفرائنی /۴۱۷ھ

<u>پانچویں صدی ہجری میں</u>

(۲۰) حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد بن محمد الغزالی ۴۵۰ھ/۵۰۵ھ

(۲۱) حضرت داتا گنج بخش ہجویری ۴۰۰ھ/۴۶۵ھ

چھٹی صدی ہجری میں

(۲۲) محی الدین شیخ الشیوخ سیدنا عبدالقادر بن موسیٰ جیلانی ۴۷۱ھ/۵۶۱

(۲۳) امام فخرالدین محمد بن عمر رازی ۵۴۴ھ/۶۰۶ھ

ساتویں صدی ہجری میں

(۲۴) تقی الدین محمد بن علی المعروف بہ ابن دقیق العید قشیری ۶۲۵ھ/۷۰۲ھ

(۲۵) عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام دمشقی ۵۷۷ھ/۶۶۰ھ

(۲۶) سلطان الھند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ۵۳۷ھ/۶۳۳ھ

(۲۷) حضرت شیخ بہاؤالدین زکریا ملتانی ۵۶۶ھ/۶۶۶ھ

(۲۸) حضرت فریدالدین گنج شکر ۵۷۵ھ/۶۶۴ھ

(۲۹) حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ۵۸۱ھ/۶۳۴ھ

(۳۰) حضرت مخدوم علاءالدین صابر کلیری ۵۹۲ھ/۶۹۰ھ

آٹھویں صدی ہجری میں

(۳۱) تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی ۶۷۳ھ/۷۵۶ھ

(۳۲) زین الدین عبدالرحیم بن الحسین العراقی ۷۲۵ھ/۸۰۴ھ

(۳۳) سراج الدین عمر بن ارسلان البلقینی ۷۲۴ھ/۷۰۵ھ

(۳۴) حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیا ۶۳۶ھ/۷۲۵ھ

(۳۵) حضرت شرف الدین احمد یحییٰ منیری ۶۶۱ھ/۷۸۲ھ

(۳۶) حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت ۷۰۷ھ/۷۸۵ھ

(۳۷) حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی ۷۱۴ھ/۷۸۶ھ

(۳۸) حضرت مخدوم جہانگیر اشرف سمنانی ۷۰۷ھ/۸۰۸ھ

نویں صدی ہجری میں

(۳۹) جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی ۸۴۹ھ/۹۱۱ھ

(۴۰) شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی ۸۳۱ھ/۹۰۲ھ

دسویں صدی ہجری میں

(۴۱) شمس الدین محمد بن احمد بن حمزہ رملی ۹۱۹ھ/۱۰۰۴ھ

(۴۲) امام علی بن سلطان محمد القاری الھروی /۱۰۱۴ھ

(۴۳) حضرت شیخ سلیم چشتی ۸۸۴ھ/۹۷۹ھ

(۴۴) سید امام عبدالواحد بلگرامی ۹۱۵ھ/۱۰۱۷ھ

گیارھویں صدی ہجری میں

(۴۵) امام ربانی شیخ احمد فاروقی سرہندی ۹۷۱ھ/۱۰۳۴ھ

(۴۶) شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی ۹۵۷ھ/۱۰۵۲ھ

(۴۷) سلطان اورنگ زیب عالم گیر ۱۰۲۵ھ/۱۱۱۷ھ

بارھویں صدی ہجری میں

(۴۸) شیخ کلیم اللہ چشتی /۱۱۴۳ھ

(۴۹) شیخ محب اللہ بہاری /۱۱۱۹ھ

(۵۰) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ۱۱۱۴ھ/۱۱۷۶ھ

ان اساطین اہلسنت کے بعد ہندوستان میں جس کاروان اہلسنت نے اسلامیان ہند کی رہنمائی فرمائی اور سواد اعظم اہلسنت و جماعت کو راہ مستقیم پر گامزن رکھا تیرھویں صدی ہجری کے حوالے سے ان ارباب عزیمت و استقامت کی ایک مختصر فہرست ذیل میں ملاحظہ فرمائیے۔

(۵۱) حضرت علامہ عبدالعلی فرنگی محلی ۱۱۴۴ھ/۱۲۳۵ھ

(۵۲) حضرت شاہ محمد اجمل الہ آبادی ۱۱۶۰ھ/۱۲۳۶ھ

(۵۳) حضرت شاہ انوار الحق فرنگی محلی ۱۱۶۷ھ/۱۲۳۶ھ

(۵۴) حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ۱۱۵۹ھ/۱۲۳۹ھ

(۵۵) حضرت شاہ غلام علی دہلوی ۱۱۵۸ھ/۱۲۴۰ھ

(۵۶) حضرت شاہ ابوسعید مجددی رامپوری ۱۱۹۶ھ/۱۲۳۶ھ

(۵۷) حضرت شاہ آل احمد اچھے میاں مارہروی ۱۱۶۰ھ/۱۲۶۲ھ

(۵۸) حضرت شاہ ابوالحسن فرد پھلواروی ۱۱۹۱ھ/۱۲۶۵ھ

(۵۹) حضرت شاہ احمد سعید مجددی رامپوری ۱۲۱۷ھ/۱۲۷۷ھ

(۶۰) حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی ۱۲۱۲ھ/۱۲۷۸ھ

(۶۱) حضرت علامہ عبدالعلیم فرنگی محلی ۱۲۰۹ھ/۱۲۸۵ھ

(۶۲) حضرت علامہ فضل رسول بدایونی ۱۲۱۳ھ/۱۲۸۹ھ

(۶۳) حضرت علامہ شاہ آل رسول مارہروی ۱۲۰۹ھ/۱۲۹۶ھ

چودھویں صدی ہجری ہندوستان میں مذہبی کش مکش کی صدی تھی، انتہائی گمراہ کن اور ایمان سوز تحریکیں جنم لے رہی تھیں اور صدیوں کے متواتر اور متوارث عقائد و نظریات تہ و بالا کر رہی تھیں۔ ان حالات میں مسلک جمہور اہلسنت و جماعت کی حفاظت و پاسبانی کے لئے جو علماے حق اور مردان فکر و فن میدان میں تھے اس کاروان اہل سنت میں سے چند نام ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

(۶۴) حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی ۱۲۶۴ھ/۱۳۰۴ھ

(۶۵) حضرت مفتی ارشاد حسین رامپوری ۱۲۴۸ھ/۱۳۱۱ھ

(۶۶) حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی ۱۲۰۸ھ/۱۳۱۳ھ

(۶۷) حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری لاہوری ۱۳۱۵ھ

(۶۸) حضرت مولانا غلام قادر بھیروی ۱۳۲۷ھ

(۶۹) حضرت مولانا عبدالقادر بدایونی ۱۲۵۳ھ/۱۳۲۹ھ

(۷۰) حضرت مولانا ہدایت اللہ رامپوری ۱۳۲۶ھ

(۷۱) حضرت مولانا خیرالدین دہلوی ۱۳۲۶ھ

(۷۲) حضرت مولانا امام احمد رضا بریلوی ۱۲۷۲ھ/۱۳۴۰ھ

(۷۳) حضرت شاہ ابوالخیر دہلوی ۱۲۷۲ھ/۱۳۴۱ھ

(۷۴) حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی ۱۳۳۴ھ

(۷۵) حضرت شاہ علی حسین اشرفی ۱۲۶۶ھ/۱۳۵۵ھ

(۷۶) حضرت شاہ مہر علی گولڑوی ۱۲۷۴ھ/۱۳۵۶ھ

یہ تھی چودہ سو سالہ کاروان اہلسنت اور ارباب عزیمت و استقامت کی ایک مختصر فہرست جنھوں نے رسول اور اصحاب رسول ﷺ کے افکار و معمولات کی پیروی کرتے ہوئے پورے ولولہ وشوق کے ساتھ دعوت و تبلیغ اور اشاعت سنیت کا فریضہ انجام دیا اور اپنے اپنے دور میں بھرپور عزم و حوصلہ کے ساتھ اسلام و سنیت کے خلاف اٹھنے والی تحریکوں اور بنام اسلام پھیلنے والے باطل فرقوں کا سدباب کیا۔

ہندوستان اس حیثیت سے تاریخ اسلام میں نمایاں اور ممتاز مقام رکھتا ہے کہ دیار ہند میں ظہور اسلام کے بعد قریب پانچ سو برس تک فرزندان اسلام میں کسی قسم کی بدعقیدگی ظاہر نہیں ہوئی، اس کو صوفیائے کرام کے اخلاصِ عمل اور طہارت فکر کی برکت ہی کہا جا سکتا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی تو یہاں تک فرماتے ہیں کہ ہندوستان میں حنفی ہی حنفی تھے شافعی اور حنبلی مسلک کے لوگ تلاش کرنے پر بھی نہیں ملتے تھے اور طوطیٔ ہند حضرت خواجہ امیر خسرو فرماتے ہیں کہ ہند میں مسلمانوں کی کیا بات ہے

یہاں کے دریاؤں اور سمندروں کی مچھلیاں بھی سنی ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی کی وہ معلومات افزا تحریر ذیل میں پڑھیے:

اماں ازاں کہ اسلام درآن جا ظاهر شده است ، وسلاطین اسلام استیلا یافته اند و مشائخ عظام واولیاء کرام از اطراف و جوانب تشریف آورده اند و معالم دین واعلام اسلام زمان در تزاید و ترقی است، و برسائر ممالک نه به یک وجه بلک به وجوه مزیت و فضیلت دارد که تمام سکان آن از اهل اسلام بر عقیده حقه اهلسنت و جماعت اند ونشانے از اهل بدعت و ضلالت درآن دیار پیدا نیست، و طریقه مرضیه حنفیه دارند۔

جس وقت سے یہاں اسلام کا ظہور ہوا، اور سلاطین اسلام کو فتحیابی ہوئی اور مشائخ عظام اور اولیائے کرام کی تشریف آوری ہوئی دینی آثار اور ناموران اسلام میں مسلسل اضافہ ہوا ہے اور دیگر ممالک پر کئی اعتبار سے امتیاز وفوقیت رکھتا ہے کیونکہ ہندوستانی مسلمان اہلسنت و جماعت کے عقیدہ حقہ پر مضبوطی سے کاربند ہیں اور بددینی اور گمراہی کی کوئی علامت یہاں ظاہر نہیں ہوئی اور تمام لوگ مسلک حنفی کے پیروکار ہیں

حتی که اگر بالفرض شخصے رامذهب شافعی یا حنبلی داشته باشد، طلبند نه یابند

اور حال یہ ہے کہ کسی شافعی یا حنبلی مسلک والے کو تلاش بھی کیا جائے تو نہ پاسکیں گے۔

حضرت خواجه امیر خسرو علیه الرحمه و الرضوان در تعریف ملک هندوستان می فرمایند (۳۳)

حضرت امیر خسرو ہندوستان کے اسلامی احوال وکوائف کی منظرکشی کرتے ہوئے فرماتے ہیں

خوشا ہندوستان و رونق دیں شریعت را کمال عزو تمکیں

زبر دستان ہندو گشتہ پامال فرو دستان ہمہ دردادن مال

(۳۳) شیخ احمد سرہندی رسالہ رد روافض ص ۹ مطبوعہ ادارہ معارف نعمانیہ لاہور

بدیں عزت شدہ اسلام منصور بداں خواری سران کفر مقہور
بہ ذمت گر نہ بودے رخصت شرع نہ ماندے نام ہند و ز اصل تا فرع
زغزنین تالب دریا دریں باب ہمہ اسلام بینی برنیکے آب
نہ ترسائے کہ از نا ترسگاری نہد بربندہ داغ کردگاری
نہ از جنس جہوداں جنگ و جوریت کہ از قرآں کند دعویٰ بہ توریت
نہ مغ کز طاعت آتش شودشاد وزو باصد زباں آتش بہ فریاد
مسلمانان نعمانی روش خاص زدل ہرچار ایں رابہ اخلاص
نہ کیں باشافعی نے مہر بازید جماعت راوسنت رابہ جاں صید
نہ اہل اعتزالے کز فن شوم زدیدار خدا گردند محروم
نہ رفض تارسد زاں مذہب بد جفائے بر وفاداران احمد
نہ زاں سگ خارجی کز کینہ سازی کند باشیر حق روباہ بازی
زہے ملک مسلمان خیز و دیں جوئے کہ ماہی نیز سنی خیزد از جوئے (۳۴)

حضرت امام ربانی حضرت امیر خسرو کے ان اشعار کو نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں:

"ہندوستان میں اسلام کی آمد کے بعد قریب پانچ سو برس تک اہلسنت و جماعت کی بہاریں رہیں اور کوئی فرقہ بندی نہیں ہوئی لیکن جب خاقان اعظم عبداللہ خاں ازبک نے اقلیم خراسان پر حملہ کیا اور اس کی حکومت سنبھالی تو اس نے اہل خراسان کے کچھ شیعوں کو قتل کیا اور کچھ کو جلاوطن کیا تو ان میں سے کچھ اہل تشیع ہندوستان میں داخل ہو گئے اور بڑی چابک دستی سے ارباب اقتدار اور سلاطین ہند سے وابستہ ہو گئے اور ہندوستانی عوام کو اپنے باطل نظریات سے گمراہ کرنے لگے، اس

(۳۴) حضرت امیر خسرو، بحوالہ ردروافض ص:۹-۱۰

طرح ملک خراسان میں تو فتنہ سرد پڑ گیا لیکن ہندوستان میں یہ قیامت خیز فتنہ برپا ہو گیا۔"

امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے اہل تشیع کی تردید میں زبان و قلم سے بھرپور جہاد کیا، لیکن پھر مولوی اسمٰعیل دہلوی نے نجدی وہابیت کو ہندوستان میں درآمد کیا، اس فتنہ وہابیت سے دیوبندیت، قادیانیت، چکڑالویت، وغیرہ فرقوں نے جنم لیا علمائے ہند نے ان فتنوں کے رد میں بھرپور جدوجہد کی لیکن چودھویں صدی ہجری میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز نے نمایاں کردار ادا کیا۔

ڈاکٹر کے محمد عبدالحمید اکبر نے پونے یونیورسٹی سے "مولانا محمد انوار اللہ فاروقی حیدرآبادی" پر پی. ایچ. ڈی کی ہے وہ اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے میں لکھتے ہیں:

"شاہ ولی اللہ اور شاہ عبدالعزیز رحمھما اللہ کے بعد جس جامعیت سے اصلاح معاشرہ اور زندگی کے ہر شعبے میں قوم وملت کی رہنمائی کے لئے جو شخصیت ہمارے سامنے آتی ہے وہ حضرت شیخ الاسلام مولانا محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ علیہ الرحمہ کی ہے۔ اور کئی ایسے مذہبی دانشور اور مفکر بھی آئے جنھوں نے مسلمانوں کی دینی اور مسلکی رہنمائی میں اپنی تصانیف کے ذریعہ مجددانہ اور مجاہدانہ کردار پیش کیا ان مصلحین میں مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی نامور ہوئے۔"(۳۵)

جامعہ ملیہ دہلی کے نامور استاذ ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم چودھویں صدی ہجری کے ہندوستان کی مذہبی بساط کے حوالے سے رقم طراز ہیں۔

"انیسویں صدی سے ہی نظریاتی بنیادوں پر علما مختلف مکاتیب میں تقسیم ہونا شروع ہو گئے تھے اور مسلم معاشرہ بھی ان کی پیروی میں متعدد خیموں میں تقسیم ہونا

(۳۵) ڈاکٹر کے محمد عبدالحمید اکبر، مولانا انوار اللہ فاروقی، مطبوعہ مجلس اشاعت العلوم جامعہ نظامیہ حیدرآباد ص: ۱۳۸

شروع ہوگیا تھا۔ صدیوں تک ''ہدایہ'' ہندوستانی مسلمانوں کو راہ ہدایت دکھاتی رہی لیکن نجد میں تصنیف کی ہوئی کتاب وسنت کی ایک نئی تعبیر ''التوحید'' کو انیسویں صدی میں ہندوستان میں درآمد کیا گیا جس کا اردو چربہ '' تقویۃ الایمان'' نفاق کا باعث بنا۔ شاہ اسمٰعیل دہلوی کی کتاب '' تقویۃ الایمان'' کی اشاعت سے پہلے ہندوستانی مسلمان صرف دو گروہوں میں منقسم تھے، اہل سنت اور اہل تشیع، ان میں اول الذکر کی آبادی کثیر تھی، لیکن تقویۃ الایمان کے بعد اختلافات کا ایسا سلسلہ شروع ہو کہ سواد اعظم سے نکل نکل کر لوگ مختلف خیموں میں داخل ہونے لگے اور اس طرح سواد اعظم کا شیرازہ منتشر ہوگیا، اس انتشار کی روک تھام اور اہل سنت کی شیرازہ بندی کی لئے روہیل کھنڈ کے شہر بریلی کے ایک فاضل عالم نے عزم مصمم کیا یہ فاضل عالم تھے مولانا احمد رضا خاں (۱۸۵۶۔۱۹۲۱) جو امام اہلسنت مجدد دین وملت فاضل بریلوی کے نام سے معروف ومشہور ہوئے۔''(۳۶)

پاکستان کے سابق وزیر مذہبی امور اور اقلیتی امور مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں:

'' بدقسمتی سے ہمارے ہاں اکثر لوگ انھیں بریلوی نامی ایک فرقہ کا بانی سمجھتے ہیں، حالانکہ وہ اپنے مسلک کے اعتبار سے صرف حنفی اور سلفی تھے۔''(۳۷)

ان شواہد کی روشنی میں واضح ہوگیا کہ امام احمد رضا محدث بریلوی چودھویں صدی ہجری میں اہلسنت و جماعت کے عظیم پیشوا اور مقتدا تھے۔ امام احمد رضا اپنی بے پایاں علمی اور قلمی خدمات کی وجہ سے عالم اسلام میں اہلسنت و جماعت کے علامتی نشان بن گئے اور پھر ان کے بعد برصغیر میں اہلسنت و جماعت کی قیادت ان کے خلفا اور تلامذہ نے سنبھالی۔ امام احمد رضا کے ایک نامور خلیفہ مفسر قرآن صدر الافاضل مولانا

---

(۳۶) سید جمال الدین اسلم، اہلسنت کی آواز ۱۹۹۸ء ص: ۲۴۸۔۲۴۹ مطبوعہ مارہرہ شریف

(۳۷) کوثر نیازی، امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت مطبوعہ المجمع المصباحی مبارکپور

نعیم الدین مرادآبادی اپنے عہد کے حالات کے پیش نظر اہلسنت و جماعت کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''سنی وہ ہے جو ما انا علیہ و اصحابی کا مصداق ہو، یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمہ دین، مسلم مشائخ طریقت اور متاخر علمائے کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ملک العلما حضرت بحرالعلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیرآبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری اور حضرت مفتی شاہ احمد رضا خاں بریلوی کے مسلک پر ہوں رحمھم اللہ تعالیٰ''(۳۸)

ان حقائق کی روشنی میں یہ حقیقت پورے طور پر منقح ہوگئی کہ اس وقت برصغیر میں امام احمد رضا قدس سرہ العزیز اور ان کے مؤید ہزاروں ہزار علما و مشائخ کے عقائد و نظریات ہی عقائد اہلسنت و جماعت ہیں۔ یہی جماعت سواد اعظم بھی ہے اور ارشاد رسول ''ما انا علیہ واصحابی'' کی حقیقی مصداق بھی۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کی کتابوں سے ماخوذ و مقتبس ''عقائد حقہ اہل سنت و جماعت'' (۳۹) ذیل میں نقل کر دیئے جائیں تا کہ ان بنیادی عقائد سے آگاہی رہے اور اس کے خلاف سے اجتناب کیا جائے۔ مومن ہونے کے لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ ﷺ خدا کی طرف سے جو کچھ لے کر آئے ہیں سب کو دل سے سچا جاننا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا۔

①

اللہ جل مجدہ پر ایمان لانا

ایمان باللہ کی تفصیلات حسب ذیل ہیں:

ا۔ صانع عالم جل مجدہٗ واجب الوجود ازلی ابدی ہے اسکا کوئی مثل نہ ذات میں ہے نہ صفات

(۳۸) مولانا نعیم الدین مرادآبادی، الفقیہ امرتسر ۲۱/ اگست ۱۹۴۵ء ص: ۹

(۳۹) عقائد حقہ اہل سنت و جماعت، مقتبسہ از تصانیف رضویہ، از شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی

میں، تمام کمالات ممکنات اس کی عظمت ذاتی کے ظل و پرتو ہیں۔

۲۔ وجوب وجود۔ استحقاق عبادت خالقیت باختیار خود تدبیر کائنات کلی و جزوی اس کی ذات کے ساتھ خاص ہیں۔

۳۔ حیوٰۃ، قدرۃ، علم، کلام، سمع، بصر، ارادہ۔ صفات ذاتیہ حق سبحانہ کی ہیں۔ ان سب سے ازلاً متصف ہے۔ باقی صفات فعلیہ، نفسیہ، سلبیہ، اضافیہ ہیں۔

۴۔ کائنات کو خلعت وجود بخشنے سے پیشتر ویسا ہی کامل تھا جیسا بعد میں۔ (الآن کما کان)

۵۔ شفائے مرض، عطائے رزق، ازالۂ تکالیف و مصائب بطور استقلال و خلق اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

۶۔ طبیب۔ بادشاہ و دیگر اسباب ظاہری و باطنی مثل دعا و ہمت انبیا و اولیا بہ عطائے الٰہی بطور تسبب امور مذکورہ کے منسوب الیہ ہوتے ہیں۔

۷۔ حکیم علی الاطلاق کی صفت حکمت کا تقاضہ ہے کہ یہ صفات و افعال الٰہیہ در پردۂ اسباب ظہور فرماتے ہیں جیسا کہ بداہۃً معلوم ہے کہ بے شمار اسباب معاش، تدابیر مہمات، مدافعت امراض اور مظاہرِ رزاقیت وغیرہ صفات قدیمہ کے ہیں۔ ایسا ہی شرعاً و کشفاً ثابت ہے کہ مقربان درگاہ حق کی دعا و ہمت و برکت و وجودات مبارکہ مظہر فیضان عنایت الٰہی ہیں۔ صرف اسباب کو مدنظر رکھنا اور مسبب جل شانہٗ کی قدرت کاملہ کا نہ ماننا یا قدرت کاملہ کو بعض اسباب میں ہی منحصر و محدود کرنا کفر ہے۔ اور اسباب کا کلیۃً نفی کرنا ابطال حکمت قدیمہ کے علاوہ سعادت دین و دنیا سے محروم رہنا ہے۔ اور اسباب ظاہری و باطنی (اولیائے مقربین) کو جلوہ گاہ صفات الٰہیہ مان کران سے مستفید اور مستفیض ہونا بصیرت اور کمال ایمان کا نشان ہے۔

۸۔ جوہر، عرض، جسم، مکان زمان، جہت، حرکت، انتقال، تبدیل ذاتی وصفاتی، جہل، کذب ممکنات سے مختص ہیں۔ ذاتِ حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

۹۔ استوا علی العرش، ضحک، وجہ، ید وغیرہ صفات۔ منصوصہ کذائی مثل صفات ثمانیہ، سمع، بصر، علم، ارادہ، کلام، قدرت، حیٰوۃ، تکوین، بے چون و بے چگون ہیں۔

۱۰۔ ادراکِ حقیقتِ الٰہیہ میں انبیا واولیا عاجز ہیں۔ تجلیات ذاتی وصفاتی واسمائی نصیب انبیا واولیا حسب المراتب دنیا میں ہوتی ہیں۔

۱۱۔ رویت ذات حق آخرت میں اہل جنت کے لئے ثابت ہے بلاکیف وبلا جہت۔

۱۲۔ اللہ تعالیٰ بندوں کے افعال و اعمال کا خالق اور مرید ہے۔ لیکن راضی بالکفر والمعصیت نہیں ہے۔

۱۳۔ تمام خیر وشر خالق کل جلّ شانہٗ کے ارادہ وخلق وتقدیر سے ہے جو ازل میں مقرر ہو چکا ہے وہی ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن راضی صرف خیر پر ہے۔

۱۴۔ تقدیر سے بندہ مجبور نہیں ہوتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے نیکی اور بدی کا راستہ بتا کر اپنے افعال میں گونہ اختیار دیا ہے۔ جس کے سبب انسان اور حجر و شجر میں فرق بدیہی ہے۔ جسے اصطلاحاً کسب کہتے ہیں۔ اسی کسب کے سبب وہ جزا اور سزا کا مورد ہے۔

۱۵۔ جبر جو منافی جزا ہو اور قدر جو شرکت شے کی خالقیت میں قادر مطلق سے پیدا کرے باطل ہیں۔ زیادہ خوض و بحث اس مسئلے میں ممنوع ہے۔ امور مذکورہ پر ایمان لانا باعث نجات ہے اور ان کا انکار ہلاکت۔ لھذا عقلمندی وسعادت یہ ہے کہ حصول نجات کی فکر ہو۔

۱۶۔ بے نیاز ہے۔ کسی کا اُس پر حق نہیں ہے۔ مگر جو اپنے فضل سے وعدہ فرمائے۔ وہ

ضرور وفا فرماتا ہے۔

۱۷۔اس کے تمام افعال حکمت و مصلحت پر مشتمل ہیں۔لیکن اس سے کوئی غرض یا نفع عائد بذات مقدس نہیں ہوتا۔اور نہ ہی کوئی شے اللہ تعالیٰ پر واجب ہے۔قبح وظلم و سفہ وعبث سے اس کے افعال منزہ ہیں۔

۱۸۔مومن کو دین حق پر انشراح عطا فرمانا اور اسے قبول کرنا اور اس کے موافق اعمال واحسان کی توفیق عطا فرمانا اس کا فضل ہے۔اور کافر کو صرف عقل وحواس عطا فرما کر تبلیغ انبیا کا اس کے ذہن پر واضح فرمانا اور توفیق سے محروم رکھنا اللہ تعالیٰ کا عدل ہے۔

۱۹۔صفت عدل وفضل کی چھ صورتیں ہیں۔جن کا اعتقاد رکھنا مومن پر فرض ہے۔

(۱) حق سبحانہٗ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں فرماتا۔

(۲) کسی کے اعمال حسنہ سے ذرہ بھر نقصان نہیں فرماتا۔

(۳) کسی کو بغیر گناہ عذاب نہیں فرماتا۔

(۴) اس کا فضل ہے کہ اپنے مسلمان بندوں پر جو مصیبت بھیجے اس میں بھی ان کے لئے اجر رکھتا ہے۔

(۵) کسی کو طاعت یا معصیت پر جبر نہیں فرماتا۔

(۶) طاقت سے زیادہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔

۲۰۔افعال کا باعث ثواب وعقاب اُخروی ہونا صرف اسی کے حکم سے ہے اس میں عقل کو دخل نہیں ہے۔بعض کی حکمت کو عقل ادراک کرسکتی ہے اور اکثر میں اخبار انبیا کی محتاج ہے۔

۲۱۔ہر ایک صفت الٰہی بالذات واحد ہے اور بحسب التعلق غیر متناہی۔متعلقات حادث

ہیں۔اور اس کی صفات قدیمہ ہیں۔

۲۲۔حق سبحانہٗ وتعالیٰ کے بہت نام ہیں جنکی خبر اُسی نے اپنے کلام پاک میں دی ہے اہلسنت کے نزدیک دُعا وذکر الٰہی انھیں اسما سے ہونا چاہیے جو شرع مطہر میں وارد ہیں۔ یہ سب اسما کلام الٰہی کے مانند قدیم،ازلی،ابدی ہیں اور بندوں کا اپنی زبان پر لانا یا لکھنا حادث ہے۔

۲۳۔اہل سنت کا اجماع ہے کہ جس اسم کے معنی میں تنقیص شان الوہیت ہو اس کا ذات حق پر بولنا کلمہ کفر ہے۔

۲۴۔وحدت وجود حسب تقریر محققین حق ہے۔شریعت حقہ کے کسی اصل کے منافی نہیں ہے۔فرق مراتب وحفظ احکام ضروری ہے۔جو صفات مستلزم مرتبہ الوہیت کے ہیں ان کا مراتب سافلہ پر اطلاق کرنا اور بالعکس کفر ہے۔جس طور پر یہ مسئلہ اکابر اسلام پر منکشف ہوا ہے۔اور اولیاے متشرحین نے حتی الامکان بیان فرمایا ہے شرعی حدود کی رعایت کے ساتھ اس پر اعتقاد رکھنا تکمیل ایمان کا باعث ہے اور اس کا انکار خسران وحرمان ہے۔

(۲)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا

ایمان بالنبی ﷺ کی تفصیلات پوری توجہ کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ فرمایئے:

ا۔اسلام وایمان کا رکن اعظم جس کے بغیر کسی حالت میں بندہ مومن یا مسلم نہیں ہوسکتا۔ حضور سرور عالم ﷺ کے تمام کمالات ثابتہ بالنص الصریح کی تصدیق قلبی واقرار لسانی ہے۔اور آپ کی ظاہری وباطنی تعظیم سے ہر حالت میں متصف رہنا تمام اعمال وعبادات کی قبولیت کا اصل اصول ہے۔

۲۔ آپ تمام انبیاے کرام سے افضل اور سب کے سردار ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی توحید اور ربوبیت کا میثاق ذات حق جیسا تمام بنی آدم سے لیا گیا ویسا ہی سرور عالم ﷺ کی اطاعت اور تعظیم کا تمام انبیا سے مؤکّد طور پر عہد لینا باخبار الٰہی منصوص ہے۔

۴۔ (الف) آپ خاتم الانبیا ہیں۔ نہ تو آپ کے زمانہ میں اور نہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا ہوسکتا ہے۔ حضور کے وصف خاتم النبیین کے یہی معنی ضروریات دینیہ سے ہیں کہ حضور سب سے آخری نبی ہیں۔ اس معنی کو ناسمجھ لوگوں کا خیال بتانا یا حضور کے زمانے میں یا حضور کے بعد کسی اور کو نبوت ملنی واقع یا جائز کہنا کفر ہے۔

(ب) حضور اقدس ﷺ کا علم اقدس تمام مخلوقات کے علوم سے اوسع ہے۔ کسی مخلوق کے علم کو سرکار کے علم اقدس سے زیادہ اور وسیع کہنا کفر ہے۔

(ج) حضور اقدس ﷺ کو جو بعض علم غیب ان کے ربّ کریم جل جلالہٗ نے عطا فرمایا انبیا و مرسلین اور ملائکہ مقربین علیہم الصلاۃ والسلام اور جملہ اولین و آخرین کے جمیع علوم کا مجموعہ اور لوح محفوظ میں قلم قدرت کا لکھا ہوا سارا علم ماکان و ما یکون اس کا جزو ہے۔ اس کو یوں کہنے والا کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ ہر جانور ہر چارپایے کو بھی حاصل ہے" قطعاً کافر ہے۔

۵۔ تمام انبیا بلحاظ بطون و تربیت روحانی تعین روحی جناب ختمی مآب خلفا سرور عالم ﷺ کے ہیں۔ جیسے ظاہر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نیابۃً آپ کے فرمان سے اس عہدے پر ممتاز ہوے ویسے ہی انبیاے کرام باوجود خلعت نبوت و افضلیت مادون الانبیا کے آپ کی باطنی شریعت کے نافذ فرمانے والے تھے۔

۶۔ آپ کی اطاعت و اتباع اور محبت فرض ہے اس کے ترک پر عذاب الیم کا وعید منصوص ہے۔

عَلَامَاتِ مَحَبَّتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

(۱) آپ کی اقتدا اور اتباع سُنت اقوال و افعال میں اور آپ کے اوامر و نواہی کی تعمیل۔

(۲) زبان و دل سے آپ کا ذکر کرنا۔

(۳) آپ کے جمالِ پاک کا مشتاق ہونا۔

(۴) دل، زبان اور بدن سے آپ کی تعظیم کرنا۔

(۵) آپ کے اہل بیت اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کرنا اور اُن کے ساتھ بغض رکھنے والے سے بغض رکھنا۔

(۶) آپ کی سنت کے تارک کو بُرا سمجھنا۔

(۷) آپ کی تعظیم جیسا کہ ہر ایک مومن پر ظاہری زیارت کے وقت فرض تھی ویسا ہی اب بھی آپ کی حدیث فضائل اور نام مبارک سنتے وقت لازم اور ضروری ہے۔ لھٰذا طریقہ اسلاف کے مطابق مسلمانوں میں جو مباح تعظیم کے طریقے ہر ملک میں رائج ہوں ان کا بوقت ذکر حضور سرور ﷺ بجالانا تقاضائے ایمان ہے اور چونکہ مجالس میلاد میں قیام کرنا عشاق رسول کا معمول ہوگیا ہے۔ اس کا انکار روش سلف کا انکار ہے اور بے بنیاد تعصب ہے۔

۸۔ جو ممکنات و مخلوقات احاطہ ربوبیت الٰہیہ میں داخل ہیں۔ سب کی طرف حضور ﷺ مبعوث ہیں۔ لھٰذا کوئی حصہ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہوسکتا۔

۹۔ جیسا کہ واحد عددی کا بحیثیت اولیت ثانی یا ثالث ہونا محال ہے۔ ویسا ہی بحیثیت عموم دعوت مذکورہ و اولیّت خلق و ختم نبوت و افضلیت مطلقہ و خلافت کبریٰ و اولیت فی الشفاعۃ و فی دخول الجنۃ و اصالت فی کُلِّ فَضْلٍ و وساطت فی کل نعمۃ وغیر با صفات

کثیرہ ناممکن الاشتراک کے آپ کی نظیر محال اور ممتنع ہے۔

۱۰۔ آپ کی صورت مقدسہ بلحاظ جسمیت معروض بعض عوارض بشریہ تھی اور آپ کی روحانیت اوصاف بشری سے برتر۔ اور تغیرات و آفات وعیوب ونقائص بشری سے منزہ اور ضعف انسانی سے مبرّا اور اعلیٰ صفات ملکیہ سے متصف ہے۔ پس آپ کا علم باللہ وصفاتہ قبل بعثت و بعد بعثت تمام عیوب ونقائص شک وجہل وغیرہ سے مبرّا و منزہ ہے۔

۱۱۔ حضور علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام کی تین حیثیتیں ہیں۔ اول ظاہر باعتبار صورت بشر دوم ملکی۔ سوم وہ مرتبہ جس کو خدا ہی جانتا ہے۔

۱۲۔ آثار شریفہ وآثار سلف صالحین کی تعظیم ضروری ہے اور اُن کو ذریعہ اجابت دعا خیال کرنا صدق ایمان کی نشانی ہے۔

۱۳۔ بہ نسبت علوم اولین وآخرین آپ کا علم اعلیٰ واکمل ہے اور آخر عمر شریف تک ملکوت سماوی وارضی وتمام مخلوقات و جملہ اسماے حسنہ وآیات کبریٰ وامور آخرت واشراط ساعت واحوال سُعَدا واشقیا وعلم ماکان ومایکون پر آپ کا علم محیط ہو چکا ہے۔ تمام علوم بشریہ وملکیہ سے آپ کا علم اشمل واکمل ہے۔ علم الٰہی اور آپ کے علم میں امور ذیل فارق ہیں۔

(۱) علم الٰہی غیر متناہی بالفعل اور محیط ہے۔ اور حضور ﷺ کا علم متناہی بالفعل وغیر متناہی بالقوۃ اور محاط ہے۔

(۲) علم الٰہی بلا ذرائع ووسائل ازلی وابدی ہے۔ اور آپ کا علم بذریعہ وحی، الہام، کشف، منام، وبسط حواس وبصیرت مقدسہ حادث ہے۔

۱۴۔ آپ کے تمام اخبار واقوال متعلقہ دین ودنیا صادق اور حق ہیں۔ شک ووہم وجہل

وغیرہ نقائص ومداخلت شیطانی سے منزہ ومبرّا ہیں۔

۱۵۔آپ قبل اعلانِ نبوت و بعد اعلانِ نبوت کبائر وصغائر سے معصوم اور تمام قبائح بشری سے مبرّا ہیں۔

۱۶۔بعض افعال بلاغیہ واحکام شرعیہ میں نسیان وسہو آپ سے بغرض تشریع وافادہ علم بارادہ الٰہیہ واقع ہوا ہے اور صدورِ سہو ونسیان منافی شان نبوت نہیں۔ بلکہ نسیان و ذہول از ناسوت بوجہ استغراق درلاہوت ازقسم کمال ہے۔جیسا کہ ارباب بصیرت پر ظاہر ہے۔البتہ ان کے سہو ونسیان کو اپنے سہو ونسیان پر قیاس کرنا اور بقصد تحقیر آپ کی طرف منسوب کرنا کفر ہے۔

۱۷۔تمام عوارض بشرِی یعنی مرض تکلیف بدنی وغیرہ جو انبیا علیہم السلام کو لاحق ہوتے ہیں۔ ظاہری صورت میں مشابہ عوارض عامۂ افراد انسانی ہیں۔اور بلحاظ نتائج و آثار باطنی وحکمت خفیہ الٰہیہ تمام افراد بشر کے عوارض سے برتر اور اعلیٰ ہیں۔مثلاً تکالیف امراض انبیا علیہم السلام سے نتیجہ اظہار احوال عالیہ مثل صبر، رضا، شکر، تسلیم، توکل، تفویض، دُعا، تضرع اور موعظتِ اُمت بوقت لحوق عوارض کذائیہ بہ تحصیل امور مذکورہ ہے۔پس اپنے عوارض پر عوارض انبیا کو خیال کرنا سخت بے ادبی اور بعض حالات میں جبکہ تحقیر لازم آئے کفر ہے۔

۱۸۔حضور سید الانبیا کا مغیّبات پر مطلع ہونا آیات واحادیث سے تواتر سے ثابت ہے۔ منکر اس کا منکر قطعیات ہے۔

۱۹۔آپ روضۂ منورہ میں مثل دیگر انبیا علیہم السلام زندہ بحیات حقیقیہ دنیاویہ جسمانیہ ہیں۔خاکساران اُمت کے حالات پر مطلع اور عاشقان درگاہ پر ہر لحظہ متوجہ ہیں اور احوال امت پر حاضر وناظر ہیں۔

۲۰۔زیارت روضۂ منورہ اعظم السعادات ہے۔انکاراس کا بدعات بدترین میں سے ہے۔

۲۱۔حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے سید المحبوبین ﷺ کی ذات پاک کو معجزات ذیل وغیرہا سے مخصوص فرمایا۔

(۱) معراج جسمانی بحالت بیداری حرم شریف سے بیت المقدس کی طرف اور امامت انبیا کرام اور سیر سماوات وآیات کبریٰ وجنت ونار وغیرہ۔

(۲)اپنا جمال پاک حضور ﷺ کو بچشم ظاہر دکھایا۔

(۳)شق القمر

(۴)ستون مسجد شریف کا آپ کے فراق میں گریہ وزاری کرنا

(۵)احجار واشجار کا آپ پر سلام کرنا اور تصدیق نبوت کرنا۔

(۶) آپ کی انگشت ہائے شریفہ میں سے پانی جاری ہونا اور ایک پیالہ پانی سے لشکر کا سیراب ہونا

(۷) آپ کی برکت سے قلیل طعام کا اس قدر بڑھنا کہ ہزارہا آدمی سیر ہوجائیں

(۸) بکری مذبوحہ کا آپ سے کلام کرنا

(۹) مذکورہ معجزات ودیگر خوارق مثل احیائے اموات جو احادیث سے ثابت ہیں بلا تاویل حق اور واقعی ہیں۔

۲۲۔تمام معجزات سے اعلیٰ واقویٰ وادوم قرآن شریف ہے جس کے مقابلے سے تمام مخلوقات عاجز ہیں۔قرآن مجید کی ترکیب لفظی ومحاسن معنوی واخبار غیبیہ تمام معجزہ ہیں۔

(۳)

سید الانبیا ﷺ کی لائی ہوئی چیزوں پر ایمان لانا

تفصیلات ذیل میں ملاحظہ فرمائیے:

۱۔ حضور مظہر اللہ الاتم سر اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر وحی کئی قسم کی ہوئی ہے۔ علاوہ وحی ملکی کے دو اور قسم بھی ہیں۔ جن میں فرشتے کو دخل اور توسط نہیں ہوتا۔

۲۔ قرآن شریف کلام نفسی ازلی ابدی ہے۔ جو بہ لباس اصوات وحروف جلوہ گر ہے۔ اور بذریعہ ملک مقرب حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ السلام پر نازل ہوا۔

۳۔ احادیث شریفہ قدسیہ ثابتہ باسناد صحیح وہ وحی ہے جو کبھی بتوسط کذائی اور کبھی بلاتوسط کذائی حضور ﷺ پر وارد ہوئی۔

۴۔ وحی سے جو معنی قطعاً ثابت ہیں۔ حق ہیں۔ کوئی شبہ نہیں۔ اس میں سے علم اور ثبوت قطعی کے بعد کسی بات کا انکار اگرچہ در پردۂ تاویل باطل ہو کفر ہے۔ اور ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ کا بلاوجہ انکار بدعت یا فسق ہے۔

۵۔ امور ذیل کو حق ماننا ضروری ہے۔

(۱) حشر اجساد اور اعادۂ روح انھیں اجساد میں جو دنیا میں تھے۔

(۲) جزائے اعمال خیر اور سزائے شر۔

(۳) صراط دوزخ پر مُمتّد ہے۔ جس پر سب کو چلنا ہوگا۔ اہل نار کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے اور اہل جنت اس پر گزر کر جنت میں پہونچیں گے۔

(۴) حساب اعمال، میزان، جنت، دوزخ اور یہ دونوں آخر الذکر اس وقت موجود ہیں جن کی جگہ اللہ جل شانہٗ جانتا ہے۔

(۵) شفاعت رسول اللہ ﷺ اہل کبائر کے لئے حق ہے اور آپ کی شفاعت مقبول ہے جہاں آیات شریفہ میں نفی شفاعت واقع ہے وہ مقید بعدمِ رضا و اجازت الٰہی ہے۔

(۶) عذاب قبر کافر کو اور نعمت و راحت مومن صالح کو قبر میں حق ہے۔ اور گنہگار

مومنین مشیت الٰہی پر ہیں جسے چاہے عذاب فرمائے جسے چاہے نعمت بخشے۔

(۷) سوال منکر و نکیر جس سے خدا چاہے ضرور ہونے والا ہے۔

(۸) تمام رُسُل و انبیا من جانب اللہ حق ہیں۔

(۹) ملائکہ اجسام نوری ہیں عوارض ظلمانی سے منزہ ہیں۔ ان کے مقامات آسمان پر مقرر ہیں۔ کوئی کائنات سماوی و ارضی پر مقرر ہے اور بعض کتابت اعمال بنی آدم پر۔ اور بعض بندوں کے دل میں خطرات صالحہ القا کرنے پر۔ اور بعض حفاظت بنی آدم پر۔ ان کے مقابلے میں مخلوقات الٰہی میں سے شیاطین ہیں جو خیالات فاسدہ کا القا کرتے ہیں۔ قرب قیامت میں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظاہر ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے نازل ہونا اور دجال و خنازیر کو قتل کرنا اور پھر دین واحد کا ہو جانا سب حق ہے۔

(۱۰) کل انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور جو آسمانی صحیفے ان پر نازل ہوئے سب حق ہیں۔

(۴)

اجتہاد و تقلید

۱۔ عامۃ الناس جو درجۂ اجتہاد سے بے بہرہ ہیں۔ تمام احکام فرعیہ غیر منصوصہ قطعیہ میں تقلید پر مامور ہیں۔

۲۔ منصب اجتہاد کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) علم قرآن پر بقدر آیات احکام حاوی ہو۔

(۲) احادیث متعلقہ احکام سے واقف ہو۔

(۳) علم عربیت، لغت، صرف و نحو، معانی و بیان وغیرہ میں کامل ہو۔

(۴) مذاہب سلف سے پوری واقفیت رکھتا ہو۔

(۵) قیاس کے اصول اور قواعد میں ماہر ہو۔ اور اسی کے ساتھ ورع وتقویٰ میں اعلیٰ درجہ پر ممتاز ہو۔ استنباط احکام میں مداخلت نفس وہوا سے محفوظ ہو۔

۳۔ جس میں ان صفات کی کمی ہو۔ خواہ کیسا ہی عالم کیوں نہ ہو تقلید کرنے کا پابند ہے ان شرائط سے کسی شخص کا متصف ہونا۔ اس کے آثار اجتہادی اور تدقیقات فقہی واعمال واخلاق متفقہانہ سے ظاہر ہو سکتا ہے۔ جو عوام وخواص امت پر ظاہر ہو کر تمام اہل انصاف کے ذہن میں اس کی عظمت کو مرکوز کرتے ہیں جیسا ہر فن کے مشاہیر کی اعلیٰ مہارت بلحاظ آثار ظاہرہ و عامۃ الناس سے خواص تک سب کے نزدیک کالبدیہ ہوتی ہے ویسا ہی جب کسی عالم متقی کے آثار اجتہادی اس قدر ظاہر ہوں کہ خواص و عوام اس کے لئے منصب اجتہاد تسلیم کرنے پر مجبور ہوں تو مجتہد مسلم ہوتا ہے۔

۴۔ امت مرحومہ میں ائمہ اربعہ کا اجتہاد ان کے سب معاصرین ولاحقین سے اعلیٰ مانا گیا ہے اس کی وجہ وہی آثار علمی اور علامات زہد وتقویٰ ہیں۔ جس سے آج تک ہر طبقہ کے لوگ ان کو مجتہد تسلیم کرتے آئے ہیں۔

۵۔ ان میں سے امام الائمہ سراج الامۃ امام اعظم نعمان بن ثابت ابوحنیفہ کوفی رضی اللہ عنہ رئیس المجتہدین تسلیم ہو چکے ہیں۔

۶۔ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ نے آپ کے تلامذہ ومقلدین میں ایسے اکابر اسلام پیدا کئے۔ جنھوں نے حضور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مُخَرَّ جہ مسائل اور اصول مقررہ کو تالیفات وتصنیفات میں کمال تنقیح سے بیان کیا۔ جو آئندہ تازہ واقعات اور صُورِ مُتجَدِّدَہ میں دستور فیصلہ مقرر ہوئے۔

۷۔ کمالات علمی وفیضان انوار بطفیل حضرت امام ان علمائے فقہ پر اسی صِبْغۃُ الٰہیہ سے ہوا ہے۔ جس کے سرچشمہٗ رئیس المجتہدین تھے۔ بنابریں حضرت امام محمد اور امام

ابو یوسف رحمہم اللہ باوجود تقلید فی الاصول والفروع مختلف اقوال امام میں بحضور امام خلاف قول مستقر امام کو ترجیح کے لیے اور بعض احکام کو موافق اصول حضور امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ استخراج کرنے کے لیے خود امام الائمہ سے معمور ہوئے ہیں۔ اسی لئے صاحبین اور دیگر ان کے ہم منصب جو امام الائمہ کے تلامذہ تھے۔ مجتہدین فی المذہب کے نام سے مشہور ہوئے ہیں۔ ان کا کام صرف بعض کو بحضور امام قول مُستقرِ امام پر بوقت ظہور دلیل ترجیح دینا اور اصول امام کے مطابق تازہ احکام استنباط کرنا ہے۔

۸۔ ان کے بعد رحمت کا اور ظہور ہوا۔ اور ایسے فقہا پیدا ہوئے جن کا تَبَحُّر اصول و فروع مذہب حنفیہ میں اس قدر تسلیم کیا گیا کہ وہ نو پیدا شدہ مسائل و جزئیات کو جن کی بابت بالصراحت روایات مذہب میں نہ ملیں۔ اصول و فروع مذہب حنفی سے تخریج کریں جیسے حضرت ابو جعفر طحاوی۔ ابوالحسن کرخی۔ شمس الائمہ حلوائی۔ شمس الائمہ سرخسی۔ فخر الاسلام بزدوی۔ فخر الدین قاضی خاں وغیرہ سب مجتہد فی المسائل ہیں۔

۹۔ چونکہ تدبیر الٰہی اسی رحمت خاصہ کے کامل کرنے پر متوجہ تھی ان فقہا کے بعد ایک اور طبقہ پیدا ہوا جن میں امام ابوبکر احمد بن علی وغیرہ ہیں۔ ان کے حصہ میں گو کسی قسم کا اجتہاد نہیں۔ لیکن اصول و فروع میں اتنی مہارت ان کو تھی کہ مجمل ذی وجہین۔ مبہم محتمل امرین منقول عن صاحب المذہب او احدٍ من اصحابہ کی تفصیل کر سکتے تھے ان کو اصحاب تخریج کہا جاتا ہے۔

۱۰۔ ان کے بعد وہ طبقۂ فقہا پیدا ہوا۔ جو بعض روایات کو بعض پر ترجیح دینے کی لیاقت رکھتے تھے۔ ان کو اصحاب ترجیح کہتے ہیں۔

۱۱۔ اُن کے بعد تدبیر الٰہی اور رحمت نامتناہی سے وہ طبقۂ فقہا پیدا ہوا جو مذکورہ بالا مراتب کے لائق نہ تھے لیکن روایات متعددہ میں سے اقویٰ۔قوی۔ضعیف، ظاہر مذہب اور روایت نادرہ میں فرق کر سکتے تھے۔ جیسے وہ حضرات جن کی کتابیں ہمارے زمانے میں باعث فیض اور عالمگیر قبولیت سے ممتاز ہیں۔طبقات اربعہ اولیٰ سے جو مذہب متعین ہو چکا ہے وہ صاحب کنز۔ صاحب مختار۔ صاحب وقایہ۔ صاحب مجمع کی کتابوں میں کمال تنقیح سے مذکور ہے۔

۱۲۔ ان کے بعد علما اور فقہا نے انہیں کتابوں پر اعتماد کیا ہے۔ ان کتابوں کو کتب متاخرین سمجھ کر یہ کہنا کہ ان سے مذہب حنفی ٹھیک معلوم نہیں ہوسکتا۔محض خیال فاسد اور بے جا بدگمانی ہے۔ یہ کتب دراصل طبقات اربعہ کی قوی روایات کے راوی ہیں اور ان کا ثقہ ہونا عِندَ الکُلِّ مسلم ہو چکا ہے۔

۱۳۔متون و شروح و فتاویٰ متاخرین جو معمول بہ اور دستور العمل فتویٰ مقرر ہو چکے ہیں۔ بلاشبہ مذہب حنفیہ کے مبیّن ہیں اُنکا خلاف بدعویٰ عمل بالحدیث بدون منصب اجتہاد گمراہی میں قدم رکھنا ہے۔صدی چہارم تک مذاہب اربعہ خصوصاً مذہب حنفیہ کی اس قدر تنقیح ہو چکی ہے کہ کوئی جزئی بلا تحقیق نہیں رہی اور آئندہ کے اغلب واقعات کے جوابات اسی تحقیقات سے برآمد ہو سکتے ہیں۔اس لیے فقہا کا فتویٰ ہے کہ اب اجتہاد ختم ہو چکا ہے اور اس کے بعد کوئی جدید مجتہد نہیں پیدا ہوا۔

۱۴۔جس طرح حضور سرور عالم ﷺ مبین و مُبلّغ احکام الٰہی ہیں اور آپ کی اطاعت جزو ایمان ہے ویسے ہی رئیس المجتہدین حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے حکم وہدایت کے مُبلّغ و مُبیّن ہیں۔اس حیثیت سے آپ واجب الاطاعت ہیں۔

۱۵۔کسی غیر مجتہد شخص کو ائمۂ اربعہ میں سے ایک امام کی تقلید اس طرح پر واجب ہے کہ وہ

اس امام کے تمام احکام میں اس کا مقلد ہو۔ کسی مسئلہ میں ایک امام کی تقلید کرنا اور کسی میں دوسرے امام کی تقلید کرنا تلفیق میں داخل ہے اور تلفیق سے تلہی بالدین لازم آتی ہے جو قطعاً حرام ہے۔

۱۶۔ کسی غیر مجتہد کو یہ اختیار نہیں کہ اپنی رائے سے کسی حکم فرعی سے متعلق حدیث پر عمل کرے۔

۵

خلافت وولایت

۱۔ سرور عالم ﷺ کے بعد امام الصدیقین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل الامت ہیں۔ آپ کے بعد عمر فاروق اکبر، عثمان ذی النورین، مولی المومنین مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہم بترتیب خلافت افضل ہیں۔

۲۔ عشرۂ مبشرہ۔ خاتون جنت۔ اُم المومنین خدیجہ۔ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن، حضرات امام حسن و امام حسین اور اہل اصحاب بدر و بیعۃ الرضوان رضی اللہ تعالیٰ عنہم طاہر مطہر قطعی جنتی بلکہ گنہگاران اُمت کے تکیہ گاہ ہیں۔

۳۔ (الف) تمام صحابہ خصوصاً اہل بدر و اہل بیعت الرضوان نجوم ہدایت ہیں۔ ان میں سے کسی پر طعن کرنا رفض و استحقاق دخولِ نار ہے۔ ان سب کی تعظیم و توقیر امت پر فرض اہم ہے۔ یہ سب اولیائے اُمّت کے سردار اور شرف صحبت کے باعث ولایت خاصہ پر ممتاز ہیں۔ ان سے کرامات ظاہر ہوئی ہیں اور ہر ایک ولی سے ظاہر ہو سکتی ہیں۔

(ب) فتح مکہ معظمہ کے بعد جو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مشرف باسلام ہوئے۔ ان سے وہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم افضل ہیں جو فتح مکہ معظمہ سے قبل مشرف

باسلام ہوئے لیکن ان دونوں قسم کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اللہ تعالیٰ نے حسنیٰ یعنی بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا رفض و گمراہی ہے۔

۴۔ حقیقت ولایت یہ ہے کہ ایمان و اعمال صالحہ کے بعد جب اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات کا فرمان و یقین بطور وجدان ببرکت ذکر و تلاوت وصوم وصلوٰۃ وہبی طور پر جب بندۂ صالح کو عطا ہوتا ہے تو مقامات ذیل اس کے سینۂ پاک میں پیدا ہوتے ہیں۔ اخلاص۔ تواضع۔ توبہ۔ زہد۔ صبر۔ شکر۔ خوف۔ رجا۔ توکل۔ رضا۔ فقر۔ محبت۔ پھر وہ ماسوائے حق سے معرض ہوتا ہے اور خوف ورجائے الٰہی میں مستغرق۔ اس حالت میں ان مقامات کے آثار افراد بشر پر دو طریقے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ خوارق اور مریدین کی تربیت اور اس کو وحی وعصمت کے بجائے (جو کہ خواص انبیا میں سے ہیں) کشف صادق اور گناہوں سے محفوظیت عطا ہوتی ہے۔ جس کے باعث وارث انبیا و خلیفہ برحق قرار پاتا ہے۔ اور لفظ ولی کا مصداق ہوتا ہے۔

۵۔ سلاسل صوفیائے کرام جو مسلسل حضور ﷺ سے متصل ہیں ان کے معارف و مقامات من وعن انوار رسالت سے ماخوذ ہیں۔ ان میں مریدین کے طرق تربیت مقامات مذکورہ پر مبنی ہیں۔ اور مشائخ صوفیۂ موصوف کشف صادق سے غائبین کے حال پر مطلع ہوکر ان کی ویسی ہی تربیت فرماتے ہیں جیسی حاضرین کی۔

۶۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیأ للہ وغیرہ وظائف کذائیہ بغرض استمداد وطلب ہمت ودعا جائز وثابت ہیں۔ ایسے وظائف کا انکار کرنا جہالت ہے اور ان کو شرک وغیرہ سے تعبیر کرنا ظلم اور ضلالت ہے۔

۷۔ ان کی مبارک صورت کا خیال مریدین کے خطرات اور واردات نفسی کے دور کرنے

میں وہی کام کرتا ہے جو ظلِ فاروقی شیطان کے دور کرنے میں کرتا تھا۔ ان مشائخ کی صورت مثالی جذبات نفس مُرید کو مٹانے میں برہان قاطع ہے۔

۸۔ طریق استفادۂ باطنی اور بیعت جو معمول مشائخ کرام ہے۔ ہر ایک مومن طالب کمال ایمان کے لئے سنت اور ضروری ہے۔

۹۔ خاص معمولات مشائخ، کیفیات اذکار اور ریاضات اصول دین سے ماخوذ ہیں۔ بعض اجتہاداً اور بعض کشفاً۔

۱۰۔ ذکر جہر و سر شرعاً ثابت ہے اور قرب محبت الٰہی کے حصول کا باعث ہے۔

۱۱۔ حمد الٰہی، نعت سرور کائنات ﷺ اور مدح بزرگان و اولیا کرام اور اشعار متعلق محبت الٰہی کا خوش آوازی سے سُن کر محبت الٰہی کا بھڑکانا شرعاً مباح و مستحسن ہے جبکہ منکرات شرعیہ سے خالی ہو۔

۱۲۔ عبادات بدنی و مالی کا ثواب انبیا، اولیا اور دیگر اہل ایمان کی روح مقدسہ کو ہدیہ کرنا ثابت ہے اور اس کا مطلقاً انکار بدعت ہے۔

۱۳۔ بالخصوص بروز وفات اولیا ثواب طعام و کلام سے فاتحہ رسانی نزول برکات کا باعث اور تازگیٔ ایمان ہے۔

(۶)

شرکیات

۱۔ شرک و کفر بلحاظ نتیجہ متحد ہیں۔ دونوں کا مرتکب ابدی عذاب کا مستحق ہے۔

۲۔ حقیقت شرک یہ ہے کہ غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت مانا جائے اور اس کے امارات سے یہ ہے کہ بندگانِ حق تعالیٰ محبوبان الٰہی کی ان قابل عظمت صفات کو جو عام بنی نوع میں مفقود ہیں (مثلاً کشف بلا، استجابتِ دعا۔ تاثیر۔ تسخیر۔ وغیرہ)

صفات جناب باری تعالیٰ کے برابر خیال کیا جائے (نعوذ باللہ تعالیٰ) اور بنا بریں نہایت عجز و نیاز کے افعال ان کے سامنے اسی نیت سے ادا کیے جاویں کہ معاذ اللہ تعالیٰ وہ معبود ہے۔

۳۔ شریعت حقہ شرک کو رفع فرماتی ہے اور صفات عباد اور صفات ربوبیت میں مابہ الامتیاز ظاہر فرمانا بعثت رسل کا عظیم مقصد ہے۔

۴۔ محبوبان الٰہی کی صفات مذکورہ کو باطل نہیں کہا جا سکتا بلکہ وہ ان کی حقیقت واقعہ کا اظہار ہے جس سے کہ صفات ربوبیت کی برتری و تقدس ظاہر ہو۔

۵۔ محبوبیت و شفاعت جو کہ تمام ادیان و شرائع میں خواص بشر کے لیے ثابت کی گئی ہے اس کو ایسا منصب خیال کرنا کہ جس سے عبد مختار ہو کر تصرفات الٰہیہ کو (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی اجازت پر موقوف سمجھنا اور اس میں درحقیقت عنایت الٰہیہ کا ظہور جاننا ایمان و توحید ہے۔

۶۔ ایسا ہی خوارق، کرامات اولیا اور اشراق باطنی سے ان کو مغیبات پر بلا ذریعہ عطیہ الٰہی مطلع تسلیم کرنا شرک ہے اور بذریعہ قوائے روحانی و ناسوتی جو انبیا اور اولیا کو عطا ہوتی ہیں۔ ان امور کا اللہ تعالیٰ کی تعلیم و عطاء سے تسلیم کرنا عین ایمان ہے۔

۷۔ صفات عبودیت کو صفات ربوبیت سے شریک کرنے والا مشرک ہے اور اُن کا مطلقاً منکر گمراہ اور مبتدع ہے اور ہر ایک کے حقوق پر نگاہ رکھنے والا صراط مستقیم پر ہے۔ ثَبَّتَنَا اللّٰہ عَلَیْہِ بِحُرْمَةِ خَیْرِ مَنْ سَلَکَ عَلَیْہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَعَلیٰ اٰلِہٖ وَسَلَّم

(۷)

کفریات و گناہِ کبا

۱۔ خداوند کریم جل جلالہٗ اور اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کا اور ان

احکام کا جو من عند اللہ یا من عند الرسول ثابت ہوں انکار کرنا کفر ہے۔ ان احکام کا ثبوت تین طور سے ہوتا ہے۔ (۱) آیت کے معانی جو حسب محاورہ عرب قطعی طور پر مفہوم ہوں (۲) حدیث شریف متواتر کے معانی قطعیہ حسب لغت و محاورہ (۳) اجماع مجتہدین امت راشدہ جو قطعی ہو، ان طرق ثلاثہ سے جو بات پایۂ ثبوت کو پہنچے مؤمن پر اس کا ظاہراً باطناً تسلیم کرنا ضروری ہے ورنہ بصورت انکار صریح بلا تاویل (معاذ اللہ) فقہا کے نزدیک مطلقاً ظلمت کفر میں مبتلا ہونا ہے اور جو شخص بلا وجہ حقِ واضح میں بے محل تاویل کو بہانۂ انکار قائم کرے کافر ہے۔

۲۔ ارکانِ ایمان و اسلام اور ضروریات دین میں سے کسی کا انکار قولاً یا فعلاً کفر ہے۔

۳۔ قوائے انسانی کو لفظ ملائکہ وارده فی النص کا معنی مراوی قرار دینا اور قوت نظریہ نبی علیہ السلام کو جبرئیل ماننا خلافِ نص و اجماع اور کفر قطعی ہے کہ ضروریات دین کا انکار ہے۔

۴۔ حشر اجساد و نعیمِ جنت کی جس کیفیت سے تفصیل کلام شارع میں وارد ہے بلا تاویل تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اور اس کا انکار کفر ہے۔

۵۔ بعد بعثت سرور کائنات ﷺ بعثت نبی کو جائز ماننا یا اس کو ختم نبوت نہ جاننا کفر ہے۔

۶۔ بالاطلاق احادیث کا واجب الاطاعۃ نہ سمجھنا کفر ہے۔

۷۔ رسول اللہ ﷺ کی جناب پاک میں بے ادبی (معاذ اللہ) قولاً فعلاً ہتک یا تحقیر کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ

۸۔ قرآن عظیم میں تحریف ماننا کفر ہے۔

۹۔ کسی غیر نبی کو کسی نبی سے افضل ماننا کفر ہے۔

۱۰۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی تکذیب کفر ہے۔

۱۱۔ منکرین ضروریات دین کے عقائد کے شرعی رد و ابطال کو جھگڑا اور فساد بتانا کفر ہے۔

﴿۳﴾

برصغیر میں افتراق بین المسلمین

کا آغاز وارتقا

تحریر ۱۹۹۸ء

ہندوستان میں انگریزوں کی آمد اور پھر برطانوی حکومت کی فتحیابی کے بعد انھوں نے اپنی فرماں روائی کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیے قیامت خیز فتنہ سامانیوں اور بدترین شر انگیزیوں کا آغاز کیا۔ انگریزوں کی اس انتہائی بھیانک سازش ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' سے ہر ہندوستانی واقف ہے مسلمانوں کا اتحاد اور ایمانی قوت برطانوی حکومت کے راستے کا سب سے بڑا پتھر تھی، مسلمانوں کا مستحکم دینی اور ملی شیرازہ ان کی آنکھ کا سب سے بڑا کانٹا تھا۔ انھوں نے پیہم تلاش و جستجو کے بعد اس حقیقت کو اچھی طرح پالیا تھا کہ مسلمانوں کے دینی اتحاد اور جہاد کے جوش جنوں کا بنیادی سررشتہ مدنی تاجدار ﷺ کے دربار گہر بار سے ملتا ہے۔ ان کی دینی و ملی عظمت و شوکت کا تاج محل عشق رسول اور محبت اولیا کی بنیادوں پر قائم ہے۔ ان کے ملی شیرازہ کو بکھیرنے اور دینی شوکت کو منہدم کرنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ ان میں سے کچھ ایسے ضمیر فروشوں کو منتخب کیا جائے جو قرآن و حدیث کی نت نئی تعبیریں کر کے اخلاص پیشہ مسلمانوں کے دلوں سے عشق رسول اور عظمت اولیا کو ختم کر دیں۔ یہ سازش مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کا باعث بھی ہوگی اور برطانوی حکومت کے استحکام کا سبب بھی۔

یہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

اپنی اس سازش کا سربزم پردہ چاک کرتے ہوئے انگریز مصنف سرجان میلکم لکھتا ہے:

''ہماری حکومت کی حفاظت اس پر منحصر ہے کہ جو بڑی جماعتیں ہیں ان کو تقسیم کر کے ہر جماعت کو مختلف طبقوں اور فرقوں میں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تاکہ وہ جدا رہیں اور ہماری حکومت کو متزلزل نہ کر سکیں۔(۱)

(۱) ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی فروری ۱۹۶۹ء مضمون، برصغیر کے اسلامی مدارس از شمس الحق افغانی

مشہور دیوبندی ادیب وصحافی آغا شورش کاشمیری نے انگریزوں کی اختلاف بین المسلمین والی سازش کے بنیادی خطوط کی نشاندہی کرتے ہوئے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔

"ان (انگریزوں) کے سامنے ہندوستان میں برطانوی عملداری کو استحکام دینے کے لیے چار سوال تھے:

۱۔ مسلمانوں اور ہندوؤں میں مغائرت کیوں کر پیدا کی جاسکتی ہے۔ اب تک عقیدوں کی ضد کے باوجود ان کے ذہنوں میں تصادم نہیں تھا۔ دونوں مذہبی بعد کے باوجود انگریزوں سے متحد ہو کر لڑے تھے اور تب سوال صرف مسلمانوں کی بادشاہت کا تھا۔

۲۔ ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی درازی عمر اور سیاسی استحکام اس وقت تک ناممکن ہے جب تک مسلمانوں میں روح جہاد کارفرما ہے۔

۳۔ اسلام اور پیغمبر اسلام پر رکیک حملوں کا محاذ کھولا جائے۔ اس طرح مسلمان جہاد سے روگرداں ہو کر مدافعت کے محاذ پر آجائیں گے۔ مجادلہ کی جگہ مناظرہ لے گا۔ جہاد کا خدشہ مٹے گا۔ مسلمانوں کی کایا کلپ ہوگی۔ نتیجۃً برطانوی سلطنت کے استحکام کی راہیں ہموار ہوں گی۔

۴۔ مسلمانوں میں نئے اور پرانے فرقوں کی معرفت متحارب اور متصادم عقائد پیدا کیے جائیں۔ جن سے ان کی ملی وحدت پراگندہ ہو جائے اور وہ باہمی نفاق کی مخلوق ہوں۔

انگریز ہر چہار سوالوں کا جواب پیدا کرنے میں کامیاب رہا۔ اس کے بعض مراحل گزر جانے کے بعد، ہندوستانی مسلمانوں کی اجتماعی طاقت کو پہلی جنگ عظیم کے آغاز تک اس قدر لاغر کر دیا کہ مسلمان نظر بہ ظاہر مسلمان ہی تھے۔ لیکن ان کی اکثریت یمین ویسار کے تذبذب کا شکار ہو کر غلامی پر قانع ہوگئی۔" (۲)

(۲) آغا شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت ص ۱۴۔ ۱۳ ناشر مطبوعات چٹان لاہور۔

انگریزوں نے اپنی اس اسلام دشمن سازش کوعملی جامہ پہنانے کے لیے خاک ہند سے کچھ دین فروش علما اور ضمیر فروش لیڈروں کا انتخاب کیا۔ اب ذیل میں ہم تاریخ و شواہد کی تیز روشنی میں برطانوی حکومت کے ان زرخرید غلاموں کے چہرے سرعام بے نقاب کرتے ہیں۔ جنھوں نے اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لیے انبیا اور اولیا کی توہین، نئے فرقوں کی ایجاد، تفریق بین المسلمین اور انگریزوں کے خلاف جوش جہاد کم کرنے کے لیے اپنی تحریک وعمل اور زبان وقلم کی ہر ممکن کوشش کی۔ اور برطانوی حکومت سے اعلیٰ تمغات، بھاری انعامات اور اپنے نت نئے عقائد اور نو پید مذاہب کی نشو نما اور اشاعت کے لیے مسلسل وظائف حاصل کیے۔

انگریزوں نے خاک ہند کے مختلف مقامات سے بااثر علما اور لیڈروں کا انتخاب کرلیا۔ جب کہ اکثر مقامات پر ان کی کمندیں ناکام ثابت ہوئیں۔ دہلی کے مشہور شاہ ولی اللٰہی خاندان سے مولوی اسمٰعیل دہلوی پر جال پھینکا اور امید سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی۔ دولت اور اقتدار کا لالچ دیکر دہلوی جی کے فکر ونظر اور زبان وقلم کا سودا کرلیا۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے بلا کسی تاخیر اور پس وپیش کے برطانوی حکومت کے طے شدہ خطوط کے مطابق اپنے کام کا آغاز کردیا، مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے ساتھ کچھ ضمیر فروش علما اور جہلا کو بھی لے لیا ان میں سید احمد رائے بریلوی، مولوی عبدالحی بڈھنوی کے نام خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ جنھوں نے برطانوی حکومت کو مستحکم کرنے کے لیے اپنا دین وایمان تک تج دیا۔

یہ حقیقت اچھی طرح ذہن نشین رہے کہ دیوبندی اور وہابی تحریکوں سے قبل ہندوستانی مسلمان اپنے قدیم دینی مذہب اور متوارث روایات ومعمولات پر پوری سختی کے ساتھ کاربند تھے ان متصلب حنفی اہلسنت وجماعت میں کسی نئے مذہب کی بناڈالنا

اور خودساختہ عقائد کو پھیلانا پورے ہندوستانی مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کی آگ لگانے کے مترادف تھا۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے برطانوی مقاصد کی تکمیل کے لیے ''تقویۃ الایمان'' کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں متوارث عقائد ومعمولات کے خلاف بنام اسلام خودساختہ عقائد ومعمولات رقم کیے اور قرآن وسنت کی ایسی تعبیریں اور تشریحیں پیش کیں کہ گذشتہ صدیوں میں ان کا کہیں سراغ نہیں ملتا۔ ان نظریات پر مسلمانان ہند میں اختلاف وانتشار اور جنگ وجدال کی آگ بھڑک جانا بالکل یقینی امر تھا۔ اس کا احساس خود مولوی اسمٰعیل دہلوی کو بھی تھا اور انھوں نے خود ایک موقع پر اس کتاب سے پیدا ہونے والے افتراق بین المسلمین کے اندیشے کا دبی زبان میں اظہار بھی کیا حالانکہ وہی ان کا بنیادی مقصد تھا۔ جس میں انھیں صد فی صد کامیابی ہوئی۔ مولوی اسمٰعیل صاحب نے اس کتاب کے نتائج اور ثمرات کے حوالے سے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔

> ''میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہوگیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ گو کہ اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہوجائیں گے۔''(۳)

اختلاف بین المسلمین کے بنیادی منشا کو پورا کرنے والی اس کتاب میں متوارث عقائد ومعمولات رکھنے والوں کو مشرک قرار دیا اور خودساختہ عقائد ونظریات کو اصل دین بنا کر پیش کیا، توہین رسول جو ''افتراق بین المسلمین'' کا بنیادی حربہ تھا یہ نقطہ نظر پوری کتاب میں مدنظر رہا ہے۔ اب ذیل میں ہم تقویۃ الایمان کے حوالے سے چند عقائد نقل کرتے ہیں۔

۱۔ رسول اللہ کو غیب کی کیا خبر(۴)

---

(۳) مولوی اشرف علی، ارواح ثلاثہ ص: ۸۱ (۴) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص: ۵۷

۲۔رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔(۵)

۳۔رسول خدا مر کر مٹی میں مل گئے۔(٦)

۴۔جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (۷)

۵۔اللہ کے سوا کسی کو نہ مان (۸)

٦۔اللہ کو ماننے اور اس کے سوا کسی کو نہ مانے (۹)

۷۔اولیاوانبیاوامام زادہ، پیروشہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں، وہ انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے (۱۰)

۸۔سب انبیا اور اولیا، اللہ کے سامنے ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔(۱۱)

ایک حدیث کا ترجمہ یہ کیا۔ پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ (ہوا) بھیجے گا کہ سب اچھے بندے کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاویں گے اور وہی لوگ رہ جائیں گے کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی اس پر نوٹ لگاتے ہیں:

سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔یعنی بھیج چکا اللہ ایسی باؤ جس سے وہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان تھا مر گئے اور اب کوئی مسلمان باقی نہ رہا۔(۱۲)

۹۔اللہ کو غیب کا علم ہر وقت نہیں رہتا بلکہ جب چاہتا ہے غیب کی بات دریافت کر لیتا ہے (۱۳)

---

(۵) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص:۴۲۔مطبوعہ۔ (٦) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص:۷۹۔(۷) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص:۲۹۔(۸) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص:۲۳۔(۹) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص:۱۹۔ (۱۰) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص:۴۳۔ (۱۱) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص:۷۲۔ (۱۲) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص:۲٦۔ (۱۳) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص:۲٦۔

۱۰۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (نبی ہو یا ولی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمارے سے بھی ذلیل ہے (۱۴)

۱۱۔ اپنی اولاد کا نام عبد النبی، عبد الرسول، علی بخش، نبی بخش، پیر بخش، غلام محی الدین، غلام معین الدین رکھنا شرک ہے۔ (۱۵)

اختصار کے پیش نظر اس رسوائے زمانہ کتاب "تقویۃ الایمان" سے چند عقائد نقل کر دیئے گئے، پوری کتاب ہی اسلامی روایات کی بیخ کنی، تقدیس الوہیت اور عظمت رسالت سے کھلی دشمنی اور اسلاف و اولیا کی حرمتوں پر نیش زنی سے بھری پڑی ہے۔ بلکہ سچائی تو یہ ہے کہ پوری امت مسلمہ کو مشرک قرار دے کر برطانوی حکومت کے طے شدہ نشانوں پر بالکل ایک نئے مذہب کی بنا ڈالی ہے۔ گویا کہ تفریق بین المسلمین کی مہم سر کرنے کے لیے نقشہ خود انگریزوں نے بنایا اور قرآن و سنت کی نت نئی تعبیریں پیش کر کے اسے زمین پر اسمٰعیل دہلوی اور ان کے حواریوں نے اتارا۔ لیکن عہد رسالت سے متوارث چلے آ رہے عقائد و معمولات کے خلاف بنام اسلام کسی نئی آواز کو اٹھانا آسان نہیں تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ پورے ہندوستان میں اختلاف و انتشار، قتل و غارت گری، اور حق و باطل کی معرکہ آرائی شروع ہو گئی۔ اس خطرے کا احساس مولوی اسمٰعیل دہلوی کو بھی تھا لیکن برطانوی حکومت کی مستحکم پشت پناہی کی وجہ سے کافی حد تک مطمئن تھے۔

تقویۃ الایمان کی شورش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خود مصنف لکھتے ہیں:

"گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔ (۱۶)

اس عبارت پر حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی کا یہ دردناک نوٹ

---

(۱۴) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص: ۱۹۔

(۱۵) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تقویۃ الایمان ص: ۸۔

(۱۶) مولوی اشرف علی تھانوی، ازواح ثلاثہ ص: ۸۱

ملاحظہ فرمایئے۔

"مولوی اسمٰعیل دہلوی کی یہ توقع پوری ہوئی، اس سے مسلمانوں میں لڑائی، جھگڑا، قتال، خونریزی ہوئی اور اب تک ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ گھر گھر اختلاف پیدا ہوا۔ بھائی بھائی کا دشمن ہو گیا اور ہو رہا ہے۔ رہ گئی یہ توقع کہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ ایں خیال است ومحال است وجنوں۔(۱۷)

پاکستان کے مشہور نقاد محمد حسن عسکری "تقویۃ الایمان" پر اسلامیان ہند کی ہنگامہ آرائی کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"یوں تو حالی کے زمانے سے بہت پہلے "تقویۃ الایمان" شائع ہو چکی تھی اور اس بات پر پورا غدر برپا ہو چکا تھا کہ رسول کی عزت صرف اتنی کرنی چاہیے، جتنی بڑے بھائی کی۔(۱۸)

آہ! چند سکوں پر دین وایمان کا سودا کرنے والے یہ نام نہاد قائد کتنے نادان تھے، جنھوں نے ملت اسلامیہ سے غداری کر کے پوری ملت کا شیرازۂ اتحاد پارہ پارہ کر دیا۔ اور اب اختلافات کی دیواریں اتنی بلند ہو چکی ہیں کہ انھیں گرانا آسان نہیں۔ اس کی بس ایک صورت نظر آتی ہے کہ ان نئے فرقوں کو حرف غلط کی طرح دل ودماغ سے مٹا دیا جائے اور پوری ملت سر جوڑ کر بیٹھے اور پوری شدت کے ساتھ انھیں عقائد و معمولات کو اختیار کر لے جو ان اختلافات سے پہلے تھے۔ اور جو متوارث طور پر برطانوی حکومت سے پہلے جمہور اہل سنت کے ہر گھر آنگن میں رائج و معمول تھے۔ اے کاش آج عقیدہ عمل کا پھر وہی دور اتحاد پلٹ آتا، جو سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سے حضرت نظام الدین اولیا تک تھا اور جس اتحاد کی ریشمی

(۱۷) مفتی محمد شریف الحق امجدی، سنی دیوبندی اختلافات کا منصفانہ جائزہ ص: ۳۷، دائرۃ البرکات گھوسی

(۱۸) محمد حسن عسکری، تارہ یا بادبان ص: ۲۰۳ بحوالہ تقدیم "الوہابیہ" المجمع المصباحی، مبارکپور

ڈوری میں سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کے تمام مشائخ عظام اور مرشدان طریقت بندھے ہوئے تھے۔ اور جن عقائد و معمولات پر خاک ہند کے یہ اکابر اہل سنت متحد و کاربند تھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، علامہ عبدالعلی فرنگی محلی لکھنوی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ غلام علی نقشبندی دہلوی، شاہ احمد سعید مجددی رامپوری، علامہ فضل حق خیرآبادی، علامہ عبدالعلیم فرنگی محلی لکھنوی، علامہ فضل رسول بدایونی، سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی، مفتی ارشاد حسین رامپوری، مفتی غلام رسول قصوری لاہوری، علامہ عبدالقادر بدایونی، مفتی شاہ سلامت اللہ رامپوری، مفتی مظہر اللہ دہلوی، مولانا انوار اللہ حیدرآبادی، سید شاہ علی حسین کچھوچھوی اور امام احمد رضا محدث بریلوی علیہم الرحمہ والرضوان۔ اس مختصر تحریر میں کن کن علما و مشائخ کا ذکر کیا جائے۔ برطانوی حکومت کے اس اختلاف بین المسلمین کی تخم ریزی سے قبل پورے برصغیر کے علما و مشائخ بنیادی عقائد و معمولات میں ہم خیال اور ہم فکر تھے۔ مگر اب تو عالم یہ ہے کہ فرقہ پرستی کی اس جنگ میں فحش گالیوں سے لے کر قتل و غارت گری تک کی قیامت آشوب واردات رونما ہو رہی ہیں۔

دیوبندی مکتب فکر کے ایک عالم مولوی احمد رضا بجنوری ''تقویۃ الایمان'' کی شرانگیزی پر اشک ندامت بہاتے ہوئے رقم طراز ہیں:

> ''افسوس ہے کہ اس کتاب ''تقویۃ الایمان'' کی وجہ سے مسلمانان ہند و پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فی صد حنفی المسلک ہیں دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں۔(۱۹)

جب ''تقویۃ الایمان'' برطانوی حکومت کے اہتمام سے چھپ کر منظر عام پر

(۱۹) مولوی احمد رضا بجنوری، انوار الباری، جلد نمبر ۱۱، ص: ۱۰۷۔

آئی تو علما و مشائخ اور عوام میں قیامت صغریٰ برپا ہو گئی۔ مولوی اسمٰعیل دہلوی کا خاندان خود دینی علوم کا مرکز اور رشد و ہدایت میں مرجع خلائق تھا۔ اس کتاب کی تردید میں اولین پیش رفت اسی خاندان کی جانب سے ہوئی، شاہ عبدالعزیز (م ۱۲۳۹ھ) اور شاہ عبدالقادر (م ۱۲۴۲ھ) دونوں چچا تھے۔ شاہ مخصوص اللہ (م ۱۲۷۳ھ) اور شاہ محمد موسیٰ دونوں چچازاد بھائی تھے۔ ان تمام حضرات نے پوری شدّت سے مولوی اسمٰعیل کا بائیکاٹ کیا، سمجھانے کی ہزار کوشش کی، تقریری اور تحریری تردیدیں کیں۔ مناظرے تک کی نوبت آئی مگر تطہیر و اصلاح کی ہر کاوش بے سود ثابت ہوئی۔ سچ ہی کہا ہے کسی اللہ والے نے ''کہ گمراہی اور بدمذہبی جب کسی کا مقدر بن جائے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے راہ راست پر نہیں لاسکتی۔'' شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تو یہاں تک فرمایا:

> ''میں اس وقت بوڑھا ہو گیا ہوں ورنہ ''تقویۃ الایمان'' کے رد میں بھی ''تحفہ اثناعشریہ'' کی طرح ایک ضخیم کتاب لکھتا''

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ایما پر حضرت شاہ عبدالقادر نے مولوی محمد یعقوب کے ذریعہ مولوی اسمٰعیل کو یہ پیغام دیا کہ رفع یدین چھوڑ دو۔ اس سے خواہ مخواہ فتنہ پیدا ہوگا۔ مولوی اسمٰعیل نے جواب دیا کہ اگر عوام کے فتنہ کا خیال کیا جائے تو اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا کہ جو شخص میری امت کے فساد کے وقت میری سنت پر عمل کرے گا اسے سو شہید کا ثواب ملے گا۔

اس کے جواب میں شاہ عبدالقادر نے فرمایا:

> ''بابا! ہم تو سمجھتے تھے کہ اسمٰعیل عالم ہو گیا۔ مگر وہ تو ایک حدیث کے معنیٰ بھی نہ سمجھا، یہ حکم تو اس وقت ہے جب کہ سنت کے مقابل خلاف سنت ہو اور ما نحن فیہ (زیر بحث مسلہ) میں سنت کے مقابل خلاف نہیں بلکہ دوسری سنت ہے کیوں کہ جس طرح

رفع یدین سنت ہے یوں ہی ارسال (رفع یدین نہ کرنا) بھی سنت ہے۔"(۲۰)

اس پر مولوی اسمٰعیل دہلوی خاموش ہو گئے مگر رفع یدین ترک نہ کیا اور جب پشاور میں پٹھان علما نے اعتراض کیا تو رفع یدین ترک کر دیا اور سو شہیدوں کے ثواب سے دستبردار ہو گئے۔

پاکستان کے مشہور محقق باغی ہندوستان کے تکملہ نگار" تقویۃ الایمان" کے مضر اثرات پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"' تقویۃ الایمان' کا منظر عام پر آنا تھا کہ واقعی زبردست اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور سواد اعظم اہل سنت کی طرف سے بیسیوں کتابیں اس کے رد میں لکھی گئیں، اس کتاب نے اختلاف وانتشار کا ایسا دروازہ کھولا کہ "شورش بھی ہوئی، لڑائی بھڑائی" بھی ہوئی مگر ٹھیک ہونے کا مرحلہ شاید صبح قیامت تک نہ آسکے۔(۲۱)

تقویۃ الایمان کی اشاعت کے بعد احتجاجات اور اختلافات کا بازار گرم ہو گیا تھا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ تقویۃ الایمان اور تحریک وہابیت کے رد میں لکھی جانے والی کتابوں کی ایک مختصر فہرست پیش خدمت ہے:

۱۔ معید الایمان — از مولانا مخصوص اللہ دہلوی بن شاہ رفیع الدین دہلوی
۲۔ تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی — از مجاہد آزادی علامہ فضل حق خیرآبادی
۳۔ حجۃ العمل فی ابطال الحیل — از مولانا محمد موسیٰ بن شاہ رفیع الدین دہلوی
۴۔ سیف الجبار — از مولانا فضل رسول بدایونی
۵۔ الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ — از شیخ سید احمد بن زینی دحلان مفتی مکہ
۶۔ سیوف البارقہ علی روس الفاسقہ — از امام الفقہا محمد عبداللہ خراسانی

(۲۰) مولوی اشرف علی تھانوی، حکایات اولیا (ارواح ثلاثہ) ص:۱۱۹۔۱۲۱ دارالاشاعت کراچی

(۲۱) از علامہ عبدالحکیم شرف قادری، لاہور، تکملہ باغی ہندوستان ص:۴۲۹۔ المجمع الاسلامی مبارکپور

۷۔ تنزیہ الرحمٰن عن شائبۃ الکذب والنقصان از مولانا احمد حسن کانپوری خلیفہ شاہ امداداللہ

۸۔ شرح الصدور فی دفع الشرور — از مولانا مخلص الرحمٰن اسلام آبادی چاٹگامی

۹۔ میزان عدالت فی اثبات شفاعت — از مولانا محمد سلطان ٹنکی

۱۰۔ ہادی المضلین — از مولانا کریم اللہ دہلوی

۱۱۔ ازالۃ الشکوک — از مولانا حکیم فخر الدین الہ آبادی

۱۲۔ شرح تحفہ محمدیہ فی رد فرقۃ المرتدیہ — از مولانا سید اشرف علی گلشن آبادی

۱۳۔ ذوالفقار حیدریہ علی اعناق الوہابیہ — از مولانا سید حیدر شاہ کچھ بھوج گجرات

۱۴۔ رسالہ تحقیق توحید وشرک — از مولانا محمد حسن پشاوری

۱۵۔ رسالہ حیات النبی — از شیخ محمد عابد سندھی استاذ عربی مدینہ منورہ

۱۶۔ گلزار ہدایت — از مولوی صبغۃ اللہ مفتی مدراس

۱۷۔ سلاح المومنین فی قطع الخارجین — از مولانا سید لطف الحق قادری بٹالوی

۱۸۔ تحفۃ المسلمین فی جناب سید المرسلین — از مولانا عبداللہ سہارنپوری

۱۹۔ رسم الخیرات — از مولانا خلیل الرحمٰن یوسفی مصطفے آبادی

۲۰۔ سبیل النجاح الیٰ تحصیل الفلاح — از مولانا تراب علی لکھنوی

۲۱۔ سفینۃ النجات — از مولانا محمد اسلمی مدراسی

۲۲۔ نظام الاسلام — از مولانا محمد وجیہ مدرس مدرسہ کلکتہ

۲۳۔ تنبیہ الضالین وہدایت الصالحین — جامع فتاوائے علماء دہلی وحرمین شریفین

۲۴۔ قوۃ الایمان — از مولانا کرامت علی جونپوری

۲۵۔ حقائق الحق — از مولانا سید بدرالدین الموسوی حیدر آبادی

۲۶۔ خیر الزاد لیوم المعاد — از مولانا ابوالعلیٰ خیر الدین مدراسی

۲۷۔ نعم الانتباہ لدفع الاشتباہ — از مولانا معلم ابراہیم خطیب جامع مسجد بمبئی

۲۸۔ دفع البھتان فی رد بعض احکام تنبیہ الانسان از مولانا محمد یونس مترجم عدالت شاہی

۲۹۔ ہدایت المسلمین الی طریق الحق والیقین از قاضی محمد حسین کوفی

۳۰۔ آفتاب محمدی از مولانا فقیر محمد جہلمی پنجابی

۳۱۔ گفتگو جمعہ (محمود شاہ وہابی سے مناظرہ) از مولانا قاضی فضل احمد نقشبندی مجددی پنجابی

۳۲۔ میزان الحق از مولانا قاضی مفتی احمد نقشبندی مجددی پنجابی

۳۳۔ انوار آفتاب صداقت از مولانا قاضی فضل احمد مجددی

۳۴۔ امتناع النظیر از علامہ فضل حق خیر آبادی

۳۵۔ بوارق محمدیہ از مولانا شاہ فضل رسول بدایونی

۳۶۔ المعتقد المنتقد ,,

۳۷۔ تلخیص الحق ,,

۳۸۔ احقاق الحق وابطال الباطل ,,

۳۹۔ سوط الرحمٰن علی قرن الشیطان از مولانا شاہ فضل رسول بدایونی

امام احمد رضا بریلوی ان کے تلامذہ وخلفا اور عہد حاضر کے دیگر علما کی تصانیف اس فہرست میں شامل نہیں، واضح رہے کہ ان کتابوں میں اکثر وہ ہیں جو ایک صدی یا اس سے قبل کی ہیں۔ علامہ فضل خیر آبادی، شاہ محمد موسیٰ دہلوی، شاہ مخصوص اللہ دہلوی اور شاہ فضل رسول بدایونی وغیرہ سینکڑوں علمانے اسمٰعیل دہلوی کے دور ہی میں تقریر وتحریر سے زبردست تردید کی۔

جامع مسجد دہلی میں ۱۹ ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ بروز منگل بوقت صبح مولوی عبدالحی ترجمہ بیان کر رہے تھے اس مجلس میں مولوی اسمٰعیل دہلوی بھی تھے، اسی دوران علماء اہلسنت کا ایک وفد جامع مسجد پہنچا جس میں مولانا رشید الدین خاں، علامہ فضل حق،

مولانا مخصوص اللہ دہلوی، مولانا موسیٰ دہلوی، مولانا محمد شریف، مولانا عبداللہ اخون شیر محمد تھے۔ ان علمائے کرام نے عبیداللہ نامی ایک طالب علم کے ذریعہ اپنے کسی فتوے پر مولوی عبدالحی سے تصدیق کرانا چاہی، کہ تمام علمائے دہلی کی تصدیقات حاصل ہوچکی ہیں آپ بھی تصدیق کردیجئے۔ مولوی عبدالحی نے صاف انکار کردیا کہ میں کچھ نہیں جانتا طالب علم نے کہا کہ آپ یہی لکھ دیجئے کہ میں کچھ نہیں جانتا لیکن جب ہزار اصرار کے بعد یہ بھی نہیں لکھا تو مولانا مفتی شجاع الدین خاں نے آگے بڑھ کر فرمایا آپ کے نت نئے عقیدوں سے پوری دہلی میں انتشار واختلاف پیدا ہوگیا ہے، ان حالات میں اس کا فیصلہ ضروری ہے اس کے بعد مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی عبدالحی نے گول مول گفتگو کی اور اٹھ کر جانے لگے مولانا رحمت اللہ صاحب نے مولوی اسمٰعیل دہلوی سے کہا کہ آپ علماء دہلی کے اس متفقہ فتوے پر دستخط کیوں نہیں کرتے اس پر مولوی اسمٰعیل دہلوی نے کہا میں کسی کا ملازم نہیں اور گھبرا کر اپنے حامیوں سے کہا جاؤ کوتوال کو بلاؤ یہ مجھ پر سختی کررہے ہیں علماء اہلسنت نے سخت نوٹس لیتے ہوئے کہا آج سے اپنے گمراہ کن عقائد کی تشہیر واشاعت بند کیجئے ورنہ اسی جگہ ابھی مناظرہ کیجئے مگر مولوی اسمٰعیل نے ایک نہ سنی اور وہاں سے انتہائی شرمساری اور ناکامی کے ساتھ چلدیئے او مناظرہ کرنے کی ہمت نہ کرسکے اس کے بعد یہ خبر دہلی بھر میں گشت کرگئی کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے عقائد سلف صالحین اور مشائخ اہلسنت کے خلاف ہیں اور اس کے بعد اہل دہلی نے ان کی تقریروں کا بائکاٹ شروع کردیا اور بقول آغا شورش کاشمیری قریب ایک ماہ دہلی میں ان کی کوئی تقریر نہیں ہوئی لیکن پھر انگریز حکمرانوں نے اپنے حاکمانہ اثرات کا استعمال کیا اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کی تقریر کرنے کے لئے مواقع فراہم کئے۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی کے ہم درس مولانا منورالدین نے بھی مولوی اسمٰعیل

کے رد میں متعدد کتابیں لکھیں اور جامع مسجد دہلی میں مولوی اسمٰعیل دہلوی سے مناظرہ کیا، مولانا منورالدین اپنے عہد کے متبحر استاذ اور ممتاز عالم دین تھے، ان کے تبحر علمی کی شہرت جب بوئے گل کی طرح پھیلی تو شاہ عالم ثانی نے انھیں "رکن المدرسین" بنا دیا۔ رکن المدرسین کا منصب اس وقت سب سے بڑے استاذ اور کثیر التلامذہ شخصیت کو دیا جاتا تھا بقول آغا شورش کاشمیری "مولانا منورالدین نہایت درجہ کے خوددار اور علم مست انسان تھے، امراء کے ہاں بالکل نہ جاتے نواب جھجو نے ہر چند چاہا کہ ان کے بیٹے کی شادی میں چند لمحوں کے لئے آجائیں، اکبر شاہ ثانی سے سفارش کرائی لیکن ہرگز نہ مانے "مدرسہ عالیہ کلکتہ" کے پرنسپل مولانا سعیدالدین، علامہ فضل حق خیرآبادی کے والد علامہ فضل امام خیرآبادی اور علامہ فضل رسول بدایونی وغیرہ اساتذہ روزگار ان کے شاگرد تھے، مولانا منورالدین جناب ابوالکلام آزاد کے والد مولانا خیرالدین کے حقیقی نانا اور مربی و استاذ تھے۔ مولانا ابوالکلام آزاد اپنے پرنانا حضرت علامہ منورالدین علیہ الرحمہ کے تعلق سے لکھتے ہیں:

> " مولانا اسمٰعیل شہید مولانا منورالدین (متوفی ۱۲۳۷ھ) شاگرد رشید حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے ہم درس تھے، شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انھوں نے "تقویۃ الایمان" اور "جلاء العینین" لکھی اور ان کے مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل مچ گئی۔

ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منورالدین نے دکھائی۔ متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۰ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد دہلی میں کیا علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا پھر حرمین سے فتویٰ منگایا۔ ان کی تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے ابتدا میں مولانا اسمٰعیل اور ان کے رفیق شاہ عبدالعزیز کے داماد مولانا عبدالحی

کو بہت کچھ فہمائش کی اور ہر طرح سمجھایا، لیکن جب ناکامی ہوئی تو بحث ورد میں سرگرم ہوئے اور جامع مسجد کا شہرۂ آفاق مناظرہ خود ترتیب دیا جس میں ایک طرف مولانا اسمٰعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منورالدین اور تمام علمائے دہلی۔(۲۲)

قطب بنارس حضرت مولانا مفتی رضا علی بنارسی تاریخ ہند کے مقتدر علمائے کرام میں گزرے ہیں جب ان کے عہد میں فتنہ وہابیت نے زور پکڑا تو لوگ ذہنی کش مکش میں مبتلا ہونے لگے، اسمٰعیل دہلوی کی زندگی میں ہی قطب بنارس کی بارگاہ میں مولوی اسحٰق دہلوی اور مولوی اسمٰعیل دہلوی کے تعلق سے استفتا کیا گیا آپ نے اس کا انتہائی معلومات افزا اور محققانہ جواب سپرد قلم فرمایا جو اسی دور میں ایک اشتہار کی شکل میں شائع ہوا۔ یہ فتویٰ ہمارے اس دعوے کی واضح اور ناقابل شکست دلیل ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں میں مذہبی افتراق و انتشار کا آغاز مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتب و نظریات سے ہوا۔ سوال و جواب کی عبارت حسب ذیل ہے:

مولوی اسمعیل دھلوی و مولوی اسحق دھلوی در عقائد چگونه اند وحال تصانیف ایشان اعنی "تقوية الايمان" و مسائل اربعین ومأة مسائل و صراط مستقیم و تنویر العینین وایضاح الحق وغیرہ چگونه اند؟ موافق عقائد اهلسنت اند یا خلاف آں؟ بینوا توجروا۔

ترجمہ: مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مولوی اسحٰق دہلوی کے عقائد کیسے ہیں۔ اور ان کی تصانیف یعنی تقویۃ الایمان، مسائل اربعین، مأۃ مسائل، صراط مستقیم، تنویر العینین، ایضاح الحق وغیرہ کیسی ہیں، عقائد اہلسنت کے موافق ہیں یا ان کے خلاف؟

بینوا توجروا۔

اب ذرا دل ودماغ کی مکمل یکسوئی کے ساتھ مولوی اسمٰعیل دہلوی کے معاصر

(۲۲) مولانا ابوالکلام آزاد، آزاد کی کہانی ص:۶۱

قطب بنارس کا فتویٰ ملاحظہ فرمایئے۔

"احوال مولوی اسحق دہلوی (مشہور بالمھاجر) یہ ہے کہ ان کی "مأۃ مسائل" و "مسائل اربعین" جو تالیف ہوئی ہے اس میں اول تو جا بجا تخالف ہے اور اکثر مسائل ان دونوں کے خلاف عقائد اہلسنت و جماعت ہیں۔

چنانچہ رد مسائل "اربعین" میرے پیر و مرشد حضرت شاہ احمد سعید بن ابوسعید المجد دی النقشبندی المظہری نے لکھا ہے۔ وہ میرے پاس موجود ہے۔ نام اس کا "تحقیق الحق المبین فی اجوبۃ مسائل اربعین" ہے مدینہ شریف میں میں نے اس کو پایا ہے۔ حضرت صاحب موصوف سے مجھ کو ملی ہے۔

اور رد "مأۃ مسائل" بہت لوگوں نے لکھی ہے چنانچہ ایک رد شاہجہاں آباد میں ہوئی ہے اور مطبوع بھی ہوئی ہے۔ اور ایک کتاب مسمّی "بتصحیح المسائل" رد "مأۃ مسائل" میں چھپی ہے۔ مولوی مخصوص اللہ پسر مولوی رفیع الدین صاحب دہلوی برادر مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ، انھوں نے بھی رد ان کے مسائل اور عقائد کی لکھی ہے۔ اور رد "تقویۃ الایمان" مولوی اسمٰعیل دہلوی بھی لکھی ہے، نام اس کا "معید الایمان" رکھا ہے۔ مجھ سے مولوی مخصوص اللہ صاحب سے دہلی میں ملاقات ہوئی، میں نے پوچھا کہ درباب مولوی اسمٰعیل دہلوی آپ کیا فرماتے ہیں؟ کہا کہ اس کو ہم لوگوں نے بہت سمجھایا، نہیں مانا اور جتنا ہندوستان میں فتنہ پھیلا ہے اس کی ذات سے پھیلا ہے۔ انتھیٰ

کتاب تحقیق الحقیقۃ کہ اس کا نام تاریخی ہے احوال میں مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحق دہلوی کی تالیف ہوئی، اور مطبوع مطبع محبوبی ہے۔ اس کے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے مولوی مخصوص اللہ صاحب نے۔

"اس کا رسالہ تقویۃ الایمان عمل نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور بنانے والا فتنہ کا ہے اور مفسد اور غاوی اور مغوی ہے۔ حق اور سچ یہ ہے کہ ہمارے خاندان میں یہ دو شخص

مولوی اسمٰعیل اور مولوی اسحٰق ایسے پیدا ہوئے کہ دونوں کو امتیاز اور فرق نیتوں اور حیثیتوں کا اور اعتقادوں اور اقراروں کا اور نسبتوں اور اضافتوں کا نہ رہا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے امتیاز حق و باطل کا علم ان کے سینوں سے محو فرمادیا تھا مانند قول مشہور۔

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

ایسے ہی یعنی زندیق ہوگئے۔ انتھیٰ

اس ''تحقیق الحقیقۃ'' کے صفحہ ۱۳ میں لکھا ہے کلام مولوی مخصوص اللہ کا کہ:

''بڑے عم بزرگوار میرے اعنی حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب نابینائی سے معذور ہوگئے تھے۔ اس کو یعنی تقویۃ الایمان کو سنا فرمایا کہ اگر میں بیماریوں سے معذور نہ ہوتا تو ''تحفہ اثنا عشریہ'' کا سا اس کا بھی رد لکھتا۔ انتھیٰ

اور بھی ''مأۃ مسائل'' اور مسائل اربعین میں بہت سی باتیں خلاف عقائد اہل سنت لکھی ہیں اور اکثر علما کے دستخط اور مہر اوپر اغلاط اور تحریفات ''مسائل اربعین'' کے ہوئے ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۲۲ ''تحقیق الحقیقۃ'' میں اسامی ان علماء کے موجود ہیں اعنی (۱) مفتی صدرالدین صاحب (۲) مولوی مخصوص اللہ صاحب (۳) مولوی حضرت شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی (۴) حکیم امام الدین خاں صاحب (۵) مولوی سید محمد صاحب مدرس اول (۶) مولوی دیدار بخش صاحب (۷) مولوی کریم اللہ صاحب (۸) مولوی حسن الزماں صاحب (۹) قاضی محمد علی صاحب (۱۰) مولوی احمد الدین صاحب دہلوی (۱۱) مولوی فریدالدین صاحب (۱۲) مولوی محمد عمر صاحب (۱۳) مولوی عبدالرحمٰن صاحب وغیرھم۔ ان میں اکثر علما سے مجھ سے دہلی میں ملاقات ہوئی۔ اور درباب مولوی اسمٰعیل دہلوی کے حضرت پیر و مرشد میرے حضرت شاہ احمد سعید صاحب نے بھی رد ''تقویۃ الایمان'' لکھی ہے اور مولوی صدرالدین صاحب نے بھی لکھا ہے۔ منتھی المقال

اورعلمائے بریلی نے بھی لکھا ہے رد'' تقویۃ الایمان'' کا مسمی بہ ''تصحیح الایمان'' اورعلمائے رامپور نے متعدد رد تقویۃ الایمان لکھی ہے، لکھنؤ وحیدرآباد و مدراس نے بھی رد لکھی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۱۱ ''تحقیق الحقیقۃ'' میں مذکور ہے:

'' اور مولوی سلطان کٹکی نے رد'' تقویۃ الایمان'' لکھی۔ نام اس کا ہے '' تنبیہ الغرور'' اور حاجی مولوی سید حکیم فخر الدین الہ آبادی نے بھی بالفعل چند عرصہ ہوا کہ رد'' تقویۃ الایمان'' مسمیٰ بہ ''ازالۃ الشکوک'' لکھا ہے۔ اور مولوی فضل حق خیرآبادی نے مولوی اسمٰعیل کو کافر لکھا ہے۔ اس واسطے کہ یہ شخص بڑا بے ادب ہے۔ درباب پیغمبر خدا ﷺ کو تقویۃ الایمان میں لکھا جو کچھ لکھا تھی۔ اور مولوی مملوک علی نانوتوی نے رد تقویۃ الایمان لکھا ہے اور نام اس کا تفویۃ الایمان ساتھ ف کے یعنی فوت کرنے والا ایمان کا لکھا ہے۔ اس واسطے کہ وقت تالیف کے مولف تفویۃ الایمان کی قلم سے مسودہ میں تفویۃ الایمان ساتھ فا کے لکھی گئی۔ وھذا النقل مشہور ومرقوم فی الرسائل۔

حضرت پیر ومرشد صاحب سے میں نے درباب مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پوچھا مدینہ شریف میں فرمایا کہ'' ان کو میں اور تمام علمائے دہلی نے جامع مسجد دہلی میں قائل کیا، انھوں نے اقرار کیا کہ میں تقویۃ الایمان میں اصلاح دیدوں گا۔ اور مقام ٹونک میں حضرت فرماتے تھے کہ میرے حضرت پیر ومرشد کہا کرتے تھے کہ جس قدر بے دینی اور بداعتقادی اور فساد دین محمدی ہندوستان میں ہوا، مولوی سمٰعیل کی ذات سے ہوا۔

اور علمائے حرمین نے ان کے کفر پر اور عبدالوہاب نجدی (محمد بن عبدالوہاب نجدی) کے کفر پر فتوے لکھے ہیں اکثر مطبوع ہو گئے ہیں، تھوڑے سے '' تحفہ محمدیہ شرح اردو فرقہ مرتدیہ'' میں مطبوع بنگلور اور بمبئی میں آخر میں مندرج ہیں اور بہت عقائد باطلہ ان کے لکھے ہیں اور لکھا ہے اس میں اور کتب میں کہ عقائد مولوی اسمٰعیل دہلوی

برابر کتاب التوحید نجدی کے ہیں اور تقویۃ الایمان ان کی طابق النعل بالنعل کتاب التوحید نجدی ہے۔

اور فقیر کاتب حروف کا تجربہ ہے کہ جہاں تقویۃ الایمان کا چرچا پھیلا جوتی پیزار چلی خدا جانے کس وقت منحوس میں تالیف ہوئی ہے اور نشان وہابیہ کا اعتقاد تقویۃ الایمان، صراط مستقیم اور تنویر العینین مولوی اسمٰعیل دہلوی اور مسائل اربعین اور مأۃ مسائل مولوی اسحٰق دہلوی ہے۔

یہ سب کارستانیاں ان کی معلوم ہوتی ہیں اور تحقیق الحقیقۃ وغیرہ میں بہت احوال ان دونوں صاحبوں کے مندرج ہیں۔

اجابه الحقير الفقير محمد رضا علی البنارسی الحنفی القادری النقشبندی المجددی الاحمدی العمری۔ کان الله له واصلح حاله واحسن ماله۔

علامہ فضل حق خیر آبادی کی شخصیت اپنے عہد میں نابغہ روزگار تھی بڑے بڑے اہل دین و دانش آپ کی شاگردی پر فخر کرتے تھے۔ علوم عقلیہ ونقلیہ کے بحر ناپیدا کنار تھے۔ بلکہ علوم عقلیہ میں تو ہندوستان بھر میں آپ کا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بانی سر سید احمد خاں لکھتے ہیں:

"جمیع علوم وفنون میں یکتائے روزگار ہیں اور منطق وحکمت کی تو گویا انھیں کی فکر عالی نے بنا ڈالی ہے۔ علمائے عصر بل فضلائے دہر کو کیا طاقت ہے کہ اس سرگروہ اہل کمال کے حضور میں بساط مناظرہ آراستہ کر سکیں۔ بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ (اپنے) آپ کو یگانہ فن سمجھتے تھے جب ان کی زبان سے ایک حرف سنا، دعوائے کمال کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھے۔ (۲۳)

حکیم عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

(۲۳) سرسید احمد، مقالات سرسید حصہ شانزدہم ص: ۱۴۸۔ مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور۔

احد الاساتذة المشورين لم یکن له نظیرٌ فی زمانه فی الفنون الحکمیة والعلوم العربیة (۲۴)

(علامہ فضل حق خیرآبادی) مشہور استاذ تھے ان کے عہد میں فنون حکمیہ اورعلوم عربیہ میں ان کا کوئی ہم پلہ نہ تھا۔

اسی یگانہ روزگار شخصیت نے مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' کے بعض ان مقامات کا تفصیلی رد لکھا جو مسئلہ شفاعت مصطفیٰ کے تعلق سے تھے۔ اوران میں بارگاہ رسول میں سخت گستاخیوں کا ارتکاب کیا تھا۔ علامہ فضل حق خیرآبادی نے اپنی کتاب کا نام ''تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ'' رکھا۔ علامہ موصوف اپنی کتاب کے آخر میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کا حکم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''جواب ثالث: این است کہ قائل ایں کلام لاطائل از روے شرع مبین بلا شبہ کافر و بے دین است۔ ہرگز مومن و مسلمان نیست وحکم اوشرعاً قتل وتکفیر است وہرکہ در کفر اوشک آرد وتردد دارد یا این استخفاف راسہل انگارد کافر و بے دین و نامسلمان ولعین است الا در کفر و بے دینی کمتر است از کسے کہ این کلام ضلالت نظام راصواب ومستحسن پندارد و اعتقاد این کلام رااز عقائد ضروریہ دین شمارد وآں کس درکفر با قائل ہمسر بلکہ دراستخفاف ازو بالاتر است۔ چہ او استخفاف آنحضرت ﷺ وسائر انبیاوملائکہ واولیارا مستحسن داشت وآں رااز ضروریات دین پنداشت۔ (۲۵)

ترجمہ: تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اس بیہودہ کلام کا قائل از روے شرع مبین یقیناً کافر اور بے دین ہے، ہرگز مومن اور مسلمان نہیں ہے اور شرعاً اس کا حکم قتل اور تکفیر ہے اور جو شخص اس کے کفر میں شک وشبہ کرے یا استخفاف کو معمولی جانے کافر، بے دین، غیر مسلم اور لعین ہے۔ لیکن کفر و بے دینی میں اس شخص سے کم جو اس گمراہانہ کلام کو قابل تحسین جانتا ہے اور اس کلام کے اعتقاد کو ضروریات دین میں شمار کرتا ہے

(۲۴) حکیم عبدالحی لکھنوی، نزہۃ الخواطر

(۲۵) علامہ فضل حق خیرآبادی، تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ، مطبع قادریہ لاہور، ص: ۲۳۴

ایسا شخص کفر میں قائل کے برابر ہے۔ بلکہ استخفاف میں اس سے بھی بڑھ کر ہے، کیوں کہ اس نے نبی اکرم ودیگر انبیا، ملائکہ اور اولیا علیہم السلام کے استخفاف کو مستحسن جانا، اور اسے ضروریات دین سے شمار کیا۔

علامہ فضل حق خیر آبادی کے اس تکفیری فتوے پر ملک کے صف اول کے سترہ علما کرام نے تصدیق فرمائی۔ تصدیق کنندگان علما کرام کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت مولانا المتوکل علی اللہ محمد شریف	۲۔ حضرت مولانا حاجی حمد وام
۳۔ حضرت مولانا حیات الآری	۴۔ حضرت مولانا کریم اللہ
۵۔ حضرت مولانا محمد رشید الدین	۶۔ حضرت مولانا شاہ مخصوص اللہ دہلوی
۷۔ حضرت مولانا محمد رحمت	۸۔ حضرت مولانا عبد الخالق
۹۔ حضرت مولانا عبد اللہ	۱۰۔ حضرت مولانا شاہ محمد موسیٰ
۱۱۔ حضرت مولانا خادم محمد	۱۲۔ حضرت مولانا احمد سعید مجددی (۲۶)
۱۳۔ حضرت مولانا محمد شریف	۱۴۔ حضرت مولانا مفتی صدر الدین (۲۷)
۱۵۔ حضرت مولانا محمد حیات	۱۶۔ حضرت مولانا رحیم الدین
۱۷۔ حضرت مولانا محبوب علی	

واضح رہے کہ حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی کا یہ نظریہ وقتی نہیں تھا بلکہ بحالت اسیری انڈمان جاتے ہوئے اپنے شاگرد مولانا قلندر علی زبیری کو خاص طور پر نصیحت کی:

''میں ''تقویۃ الایمان'' کا بالاستعاب رد نہیں کر سکا اس لیے یہ کام تم سرانجام دینا۔''

(۲۶) مولانا احمد سعید مولوی رشید احمد گنگوہی کے استاذ ہیں۔ تذکرۃ الرشید اول ص ۳۱

(۲۷) حضرت مولانا صدر الدین صاحب مولانا ابوالکلام آزاد کے والد اور مولوی قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی کے استاذ ہیں۔ تذکرۃ الرشید اول ص ۳۱۔۳۲

میری اس تحریر کا بنیادی نقطہ نظر یہ ہے کہ "تقویۃ الایمان" برطانوی حکومت کے اشارے پر ان کے اسلام دشمن مقاصد کو پورا کرنے کے لیے لکھی گئی تھی۔ اس لیے اس کی اشاعت اور دور دور تک پھیلانے میں انگریزوں نے اپنی بھرپور دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ یہ ان کتابوں میں سے ہے جن کی اشاعت کے لئے انگریزوں نے اہتمام کیا۔ انگریزوں نے سب سے پہلے بنگال، بہار، اور اڑیسہ میں قدم جمائے تھے۔ کلکتہ ان کی حرکت و عمل کا مرکز تھا اس لیے ان کی زیر سرپرستی ۱۲۵۴ھ/ ۱۸۳۸ء میں کلکتہ میں "تقویۃ الایمان" شائع ہوئی۔ جب کہ اس سے قبل ۱۲۴۸ھ/ ۱۸۳۳ء میں مولوی اسمٰعیل دہلوی کی دوسری تصنیف "صراط مستقیم" بھی کلکتہ سے چھپ چکی تھی۔ (۲۸)

ڈاکٹر قمر النسا اپنے پی. ایچ. ڈی کے عربی مقالہ، بعنوان العلامہ فضل حق الخیر آبادی میں رقم طراز ہیں:

شاع كتاب "تقوية الايمان" اولاً من اشياتك سوسائٹی Royal Asiatic Society وقد اعترف البروفيسر محمد شجاع الدين (المتوفى ۱۹٦٥ء) رئيس قسم التاريخ بكليه ديال سنگھ بلاهور فی مكتوبه الى البروفيسر خالد البرنی بلاهور، ان الانجليزين قد وزعوا كتاب تقوية الايمان بغير ثمن (۲۹)

ترجمہ: "تقویۃ الایمان" پہلی بار رائل ایشیاٹک سوسائٹی (کلکتہ) نے شائع کی، پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ، دیال سنگھ کالج لاہور نے اپنا ایک خط پروفیسر خالد برنی کو لکھا، جس میں یہ اعتراف کیا ہے کہ انگریزوں نے "تقویۃ الایمان" مفت تقسیم کی۔

اب ذرا آپ اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیے کہ یہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی

---

(۲۸) نیشنل بک ٹرسٹ کا خبر نامہ شمارہ چوتھا سال ا رجنوری تا مارچ ۱۹۹۷ء نیشنل بک ٹرسٹ دہلی

(۲۹) ڈاکٹر قمر النسا حیدر آباد، العلامہ فضل حق الخیر آبادی ص: ۱۸۷۔۱۸۸۔ المکتبۃ القادریہ لاہور

جوانگریزوں کا ادارہ تھا ان تثلیث کے پجاریوں کو توحید خالص کی اشاعت کے پس پردہ کون سا فائدہ نظر آیا اور وہ بھی صرف چھاپی نہیں بلکہ مفت تقسیم کی۔ کیا اب بھی مجھے اپنے اس مدعا پر مزید کسی دلیل کی ضرورت ہے کہ انگریزوں نے جن مقاصد کے لیے یہ کتاب لکھوائی تھی ان مقاصد کے لیے یہ ایک کامیاب حربہ تھا جو سچے دیندار اور خوش عقیدہ مسلمانوں پر آزمایا گیا۔ اور ان میں انتہائی بدترین جنگ چھڑ گئی اور یہ جنگ برطانوی حکومت کے استحکام میں کافی حد تک مفید اور معاون ثابت ہوئی۔

اسی پر بس نہیں بلکہ عالمی سطح پر اس کتاب کے مضر اثرات کو عام کرنے کے لیے لندن سے اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع کیا گیا۔ جو قوم عہد رسالت سے آج تک مسلسل اسلام اور مسلمانوں کے خلاف بدترین سازشیں رچاتی رہی ہے اور اسلام کے غلبہ حق کو سرنگوں کرنے کے لیے دولت سے لے کر حسن تک کی بے دریغ قربانیاں دیتی رہی ہے اس عیار قوم کے سامنے وہ کون سے فوائد تھے جن کو حاصل کرنے کے لیے ۱۸۲۵ء میں ''تقویۃ الایمان'' کو لندن سے شائع کرنا پڑا۔

مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے بانی سرسید احمد خاں لکھتے ہیں؟

''جن چودہ کتابوں کا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے ان میں ساتویں کتاب ''تقویۃ الایمان'' ہے چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی (لندن) کے رسالہ جلد ۱۲ / ۱۸۲۵ء میں چھپا۔ (۳۰)

تاریخ وہابیت پر گہری نظر رکھنے والے ایک مفکر لکھتے ہیں:

''انگریز نے 'پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو' کے آزمودہ حربے کو استعمال میں لاتے ہوئے مسلمانوں کے مسلمہ معتقدات کے خلاف ''تقویۃ الایمان'' لکھوائی اس مقصد کے لیے توحید کے نام پر رسالت مآب ﷺ سے محبت کو کم کیا گیا۔ دوسرے بہت

(۳۰) سرسید احمد خاں، مقالات سرسید جلد ۹، صفحہ ۱۷۸

سے لوگوں کے علاوہ مولوی اسمٰعیل دہلوی کی ان کوششوں کا مولانا فضل حق خیرآبادی نے جواب دیا۔ مسلمانوں کے دو طبقے ہو گئے ایک نے اسلام کے اجتماعی مفاد میں کام کیا، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں کارہائے نمایاں انجام دیئے اور دوسرے طبقے نے لوگوں کو دین کی اصل سے ہٹانا چاہا، حضور ﷺ سے محبت کم کر کے اسلام کے لیے قربانیاں دینے کا جذبہ ختم کر دینے کی سازش کی۔''(۳۱)

یہ حقیقت تو مضبوط دلائل سے پورے طور پر واضح ہو گئی کہ ''تقویۃ الایمان'' اسلام کے مقدس افکار و نظریات سے ہٹ کر بالکل نئے اور خود ساختہ افکار و نظریات کا مجموعہ ہے اور مسلمانوں کو ان کی قدیم اور متوارث ڈگر سے ہٹانا اور باہم لڑانا اس کا بنیادی مقصد تھا اس حقیقت کا اعتراف مولوی اسمٰعیل دہلوی کے حقیقی چچازاد بھائی شاہ مخصوص اللہ دہلوی نے ان الفاظ میں کیا ہے:

''جس رسالے اور جس کے بنانے والے سے لوگوں میں برائی پھیلے، اور خلاف انبیا و اولیا کے ہو، وہ گمراہ کرنے والا ہوگا یا ہدایت کرنے والا ہوگا۔ میرے نزدیک اس رسال ''تقویۃ الایمان'' کا اعمال نامہ برائی اور بگاڑ کا ہے اور اس کا بنانے والا فتنہ گر، مفسد، غماوی اور مغوی ہے۔''(۳۲)

انگریزوں کا پہلا مقصد تو مسلمانوں میں اختلاف پھیلانا تھا اور اس کے بعد اپنے ہم نواؤں اور غلاموں سے قوم مسلم کے دلوں سے انگریزوں کے خلاف جہاد کا جذبہ جنوں خیز فرو کرنا تھا۔ آپ اب تک جو شواہد پڑھ رہے تھے ان سے یہ حقائق پورے طور پر واضح ہو گئے کہ افتراق بین المسلمین کا کام پہلے ہوا۔ پھر جب مسلمان باہم دست و گریباں ہو گئے تو انگریزوں کے خلاف جہاد ختم کرنے کی منظم مہم شروع کی یہ بجائے

(۳۱) مولانا عبدالحکیم شرف قادری، تکملہ باغی ہندوستان ص: ۴۳۰، مطبوعہ المجمع الاسلامی محمد آباد

(۳۲) حضرت شاہ مخصوص اللہ دہلوی، تحقیق الحقیقہ، مطبوعہ بمبئی ۱۲۶۷ھ

خود تفصیلی اور انتہائی دردناک بحث ہے۔ ہم ذیل میں صرف چند شواہد پر اکتفا کرتے ہیں واضح رہے کہ اس مہم میں اسمٰعیل دہلوی کے ساتھ ان کے پیر سید احمد رائے بریلوی بھی شانہ بشانہ تھے۔

مولوی اسمٰعیل کے جانثار اور وفادار قلم کار محمد جعفر تھانیسری لکھتے ہیں:

''یہ بھی صحیح روایت ہے ہ اثنائے قیام کلکتہ میں جب ایک دن مولانا محمد اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو، ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔'' (۴۳)

یہ ہے اس مفتی برٹش کا فتویٰ، یہ زبان وقلم کی بدمستی یونہی نہیں تھی بلکہ یہ نشہ جاہ برطانیہ کا تھا۔ مولوی ابوالحسن ندوی نے یہ انکشاف بھی کر دیا۔ جناب لکھتے ہیں:

''مولوی اسمٰعیل دہلوی اور سید احمد رائے بریلوی کے مجاہدین کو انگریز بہادر برٹش حکومت غلہ اور سامان فراہم کرتی تھی۔'' (۴۴)

اب برطانوی حکومت کے سرگرم مبلغ سید احمد رائے بریلوی کی ایمان فروشی کی داستان بھی ملاحظہ فرمایئے۔ غیر مقلد عالم مولوی عبدالرحیم صادقپوری لکھتے ہیں:

''سید صاحب کی برابر یہ روش رہی کہ ایک طرف لوگوں کو سکھوں کے مقابل آمادہ جہاد کرتے اور دوسری جانب حکومت برطانیہ کی امن پسندی جتا کر لوگوں کو اس کے مقابلے سے روکتے۔'' (۴۵)

انھیں اسی لقب سرتاج علمائے دیوبند کے بارے میں ''تواریخ عجیبہ'' کے مصنف

---

(۴۳) سوانح احمد، محمد جعفر تھانیسری ص: ۷۳ مطبوعہ دہلی

(۴۴) سیرت سید احمد، حصہ اول۔ از علی میاں ندوی ص: ۱۹۰۔

(۴۵) الدر المنشور، از مولوی عبدالرحیم صادق پوری ص: ۲۵۲

لکھتے ہیں:

”سید صاحب کا سرکار انگریز سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہ تھا بلکہ انگریز کی یاری پر ایسا ناز تھا کہ وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے۔“(۳۶)

سید احمد رائے بریلوی برطانوی حکومت کو اپنی عملداری کیوں سمجھتے تھے۔ یہ راز بھی ان کے ایک معتقد نے بھری بزم میں فاش کر دیا:

”انگریز حکومت نے سید احمد رائے بریلوی کو جہاد کے لیے سات ہزار کی ہنڈی پیش کی۔“(۳۷)

سید احمد رائے بریلوی سیاسی اعتبار سے ہی گمراہ نہیں تھے بلکہ اسمٰعیل دہلوی کی تحریکوں پر اپنا دین و مذہب بھی انگریز سامراجوں کے ہاتھوں گروی رکھ چکے تھے انھوں نے بھی قدیم روایتوں کو ترک کر دیا تھا ان کے سامنے اب برطانوی حکومت کے طے شدہ خطوط تھے۔ انھیں پر وہ خود چل رہے اور انھیں پر اپنے مریدین و معتقدین کو چلنے کی ہدایت کرتے تھے۔ ان کی ذہنی فریب خوردگی کی ہوش ربا اور گمراہ کن داستان انھیں کی زبانی سنئے:

”چاروں فقہا کے مذہب میں سے کوئی مجھے پسند نہیں۔ مشہور طریق اولیاء اللہ میں کوئی طریقہ میرے طور پر نہیں۔“(۳۸)

یہ تو ایک مسلم حقیقت ہے کہ یہ دہلوی اور رائے بریلوی مسلسل انگریزوں کی حمایت میں سرگرم رہے اور جو علمائے کرام انگریزوں سے نبرد آزما تھے وہ ان کے مخالف اور اسلام کے حقیقی نظریات کے حامل تھے۔

(۳۶) منشی محمد جعفر تھانیسری، تواریخ عجیبہ مطبوعہ فاروقی دہلی ص: ۲۱۲۔

(۳۷) منشی محمد جعفر تھانیسری، تواریخ عجیبہ مطبوعہ فاروقی دہلی ص: ۸۹۔

(۳۸) حیات سید احمد شہید ص: ۱۵۳۔۱۵۴

محمد اسمٰعیل پانی پتی لکھتے ہیں:

"ہنگامہ ۱۸۵۷ء میں پورے جوش کے ساتھ انگریزوں کے خلاف جنگ میں حصہ لینے میں وہ سب کے سب علماے کرام شامل تھے جو عقیدہ حضرت سید احمد اور حضرت شاہ اسمٰعیل کے شدید ترین دشمن تھے۔ اور جنھوں نے حضرت شاہ اسمٰعیل کے رد میں بہت سی کتابیں لکھیں ہیں اور اپنے شاگردوں کو لکھنے کی وصیت کی ہے۔" (۳۹)

اب یہ حقیقت پورے طور پر ذہن نشین ہو چکی ہوگی کہ برطانوی حکومت اپنے سیاسی استحکام کے لیے ملک وملت کے غداروں سے جو کام لینا چاہتی تھی اس کا آغاز تقویۃ الایمان، اور سید احمد رائے بریلوی کے ہنگامہ بالاکوٹ سے ہو چکا تھا۔ مگر یہ خون کے آنسو رلا دینے والا ایمان فروشی کا سلسلہ یہیں پر ختم نہیں ہوا۔ ابھی برطانوی حکومت کو مزید غداروں کی ضرورت تھی۔ کیوں کہ علماے حق اور غیور مسلمان اب ان غداران دین ووطن کی سازشوں سے کافی حد تک آشنا ہو چکے تھے۔ اور انگریزوں کو قوم مسلم کے فکر و مزاج کے بدلنے کے لیے اپنی طاقت اور زمین دوز سازشوں کا استعمال ناگزیر تھا۔

انگریزوں کی پریشانی کا اندازہ ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کی کتاب "ہمارے ہندوستانی مسلمان (Our Indian Musalmans)" سے ہو سکتا ہے۔ اس نے واضح طور پر لکھا ہے کہ مسلمانوں میں جہاد کا تصور ان کی سلطنت کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے۔ انگریزوں نے ایک طویل استبداد کے بعد یہ محسوس کیا کہ بہیمانہ تشدد اجتماعی ہو یا انفرادی، مسلمانوں سے اس جذبہ کو محو نہیں کر سکتا تو انھوں نے جہاد کے خلاف مباحثے پیدا کر کے علما سے فتوے حاصل کرنا شروع کیے اور کلام اللہ کی تفسیروں کا مزاج بدلوانا چاہا، ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب سے ان علما و فضلا کا پتہ چلتا ہے جو اس وقت تنسیخ جہاد کا

(۳۹) محمد اسمٰعیل پانی پتی حاشیہ مقالات سرسید حصہ شانزدہم ص: ۳۵۲

فتویٰ دے رہے تھے۔(۴۰)

اب ذرا پوری دماغی اور فکری یکسوئی کے ساتھ ان غداران دین و وطن کا پتہ لگایئے جنھوں نے انگریزوں کے پیش کردہ نشانوں کے مطابق اپنے فکر وقلم اور زبان و بیان کا رخ موڑا۔ ان تمام غداروں میں انداز تحریک کے اختلاف کے باوجود جو قدر مشترک نظر آتی ہے وہ ہے توہین رسول اور برطانوی حکومت کی وفاداری۔ ۱۸۷۰ء میں وائٹ ہاؤس لندن میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کمیشن سر ولیم ہنٹر کے نمائندگان کے علاوہ ہندوستان میں متعین مشن کے پادری بھی دعوت خاص پر شریک تھے انھوں نے اپنی اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ جو ''دی اریئول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا'' کے نام سے شائع کی گئیں۔ سربراہ کمیشن سر ولیم ہنٹر نے اسلامیان ہند کی حریت پسندی اور جذبہ جہاد کو برطانوی حکومت کے لیے سب سے بڑا خطرہ قرار دیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

> ''مسلمانوں کا مذہباً عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لیے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے۔ وہ جہاد کے لیے ہر مجھتیار رہیں۔ ان کی یہ کیفیت کسی وقت بھی انھیں حکومت کے خلاف ابھار سکتی ہے۔'' (۴۱)

مسلمانوں میں اسلام کے لیے جوش جنوں خیز اور جہاد کے لیے ہمہ دم تازہ دم رہنے کے سرچشموں کی نشاندہی کرتے ہوئے مشہور انگریزی جاسوس ہمفرے اپنی ڈائری میں لکھتا ہے:

> ''پیغمبر اسلام اہل بیت، علما اور صلحا کی زیارت گاہوں کی تعظیم اور ان مقامات کو

(۴۰) آغا شورش کاشمیری تحریک ختم نبوت، مطبوعات چٹان لاہور ص: ۱۴۔

(۴۱) مولانا ابوالحسن زید فاروقی، مولانا محمد اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان

ملاقات اور اجتماع کے مراکز قرار دینا، سادات کا احترام اور رسول اکرم کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ ابھی زندہ ہیں اور درود وسلام کے مستحق ہیں۔'' (۴۲)

اب ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر ان غداران دین و وطن کی انگریز دوستی اور رسول دشمنی کی دل دوز داستان ملاحظہ فرمایئے، انگریزوں کے وفادار اور سرگرم غلام مولوی محمد حسین بٹالوی (۱۸۳۵ء۔۱۹۲۱ء) کی دین فروشانہ سرگرمیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے مشہور دیوبندی صحافی آغا شورش کاشمیری رقم طراز ہیں:

''مولوی محمد حسین بٹالوی مستعمل معنوں میں وہابی تھے اور انھیں وہابی ہونے کی سزا کا اندازہ تھا، انھوں نے انگریزوں کی حمایت کو واجب قرار دیا اور اس کے عوض گورنر جنرل سے وہابی جماعت کے لئے اہل حدیث کا نام حاصل کیا۔

مولوی محمد حسین بٹالوی (۱۳۲۸ھ) نے جہاد کی منسوخی پر ایک رسالہ ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' فارسی میں تصنیف کیا۔ اس کے مختلف زبانوں میں ترجے کئے گئے، پنجاب کے دو گورنروں نے اس پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ اس کے انگریزی، عربی اور اردو متن کی ہزارہا کاپیاں ملک سے باہر بھیجی گئیں۔ مولانا مسعود عالم ندوی نے ہندوستان کی پہلی تحریک میں لکھا ہے کہ اس کے عوض مولوی صاحب کو جاگیر عطا کی گئی۔'' (۴۳)

محمد حسین بٹالوی کی اس دل آزار کتاب کے دو اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔ جو پوری وہابی اور دیوبندی برادری کی انگریز دوستی اور ملت فروشی کے ناقابل شکست شواہد ہیں:

پہلا اقتباس: بعض اشخاص کا تو صریح لفظی اور حقیقی عہد ہو چکا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو تحریراً وتقریراً حاضر و غائب خیر خواہی ووفاداری گورنمنٹ کا دم بھرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت ومعاونت میں سرگرم ہیں۔ ان ہی لوگوں میں پنجاب کے اہل حدیث

---

(۴۲) ہمفرے کے اعترافات، رضوی کتاب گھر دہلی ص: ۹۸

(۴۳) آغا شورش کاشمیری تحریک ختم نبوت مطبوعات چٹان لاہور ص: ۱۶

داخل ہیں۔ جنھوں نے سرہنری دیوس صاحب بہادر کے عہد لفٹینٹ گورنری میں بذریعہ ایک عرضداشت کے اس عہد کا اظہار کیا تھا۔ جس پر ۱۸۷۶ء میں پنجاب گورنمنٹ سے ایک سرکلر بھی ان کی تصدیق وتائید میں مشتہر ہوا تھا (۴۴)۔

یہی نہیں بلکہ اس نے انگریزوں کے خلاف جنگ لڑنے والوں کو سخت گنہگار اور باغی لکھا اور انگریزوں کی وفاداری اور حاشیہ برداری کو عین اسلام قرار دیا۔ یہ ایمان سوز نظریات بھی اسی بدمست شرابی کے قلم سے پڑھئے:

> ''مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے وہ سخت گناہ گار اور بحکم قرآن و حدیث وہ مفسد وباغی وبدکردار تھے۔ اکثر ان میں عوام کالانعام تھے بعض جو خواص وعلا کہلاتے تھے وہ بھی اصل علوم دین (قرآن وحدیث) سے بے بہرہ تھے یا نافہم و بے سمجھ۔ یہی وجہ تھی کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جو قرآن وحدیث سے باخبر اور اس کے پابند تھے اپنے ملک ہندوستان میں انگریزوں سے (جن کے امن وعہد میں رہتے تھے) نہیں لڑے۔'' (۴۵)

مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی ایمان فروشی کی اس دستاویز کو گھر گھر پہنچانے اور انگریزوں کی سرگرم حمایت کی ایک مہم چلا رکھی تھی۔ جو لوگ اس کے ہم خیال وہم فکر نظر آتے یہ ان ناموں کی فہرست اپنے آقاؤں کے سامنے پیش کرتا اور انھیں انگریزوں سے انعامات واعزازات دلواتا تھا۔ اور یہی جوڑ توڑ اس کے فکر وقلم کا سب سے بڑا کارنامہ تھا یعنی مدینہ سے توڑنا اور برطانیہ سے جوڑنا۔ اسی حوالے سے ''الاقتصاد فی مسائل الجہاد'' ص:۲ پر ایک ''التماس'' بھی شائع کیا گیا ہے جو اس کی ملت فروشی کی پہاڑ سے بڑی شہادت ہے۔ التماس کے الفاظ یہ ہیں:

---

(۴۴) مولوی محمد حسین بٹالوی۔ الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص:۴۸ مطبوعہ وکٹوریہ پریس۔

(۴۵) مولوی محمد حسین بٹالوی۔ الاقتصاد فی مسائل الجہاد ص:۴۹۔۵۰ مطبوعہ وکٹوریہ پریس۔

"ناظرین باتمکین سے جو اصل اصول مسائل رسالہ "الاقتصاد" کی نسبت بجواب استشہاد مندرجہ ضمیمۃ اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۱ رجلد ۲ رمشتہرہ نومبر ۱۸۷۶ء توافق رائے ظاہر فرما چکے ہیں۔ اب اس کے تفصیلی مسائل اور اس کے دلائل کی نسبت اپنا توافق رائے ظاہر کریں اور اپنے نام نامی بخط واضح، پوری تفصیل مقام وخطاب وعہدہ سے تحریر میں لاکر ہمارے پاس بھیج دیں۔ ہم ان ناموں کو بشمول رسالہ اقتصاد یا بذریعہ اشاعۃ السنۃ گورنمنٹ میں پیش کریں گے۔ اور سلطنت انگلشیہ کی نسبت ان کی وفاداری واطاعت شعاری کو خوب شہرت دیں گے۔"(۴۶)

جس زمانے میں مسئلہ جہاد انگریزوں کے لیے سب سے بڑا خطرہ تھا، انگریز مسئلہ جہاد کی بیخ کنی، اپنی وفاداری بشرط استواری کے لیے علما کی ایک کھیپ سے کام لے رہا تھا۔ ۲۲ رجون ۱۸۹۷ء کو گورنمنٹ انگلشیہ نے مشہور غیر مقلد عالم ڈپٹی نذیر احمد کو شمس العلما کا خطاب دیا۔ صاحب نے ۱۹۰۶ء میں "الحقوق والفرائض" لکھی اور اس کے بعد ۱۹۰۸ء میں "الاجتہاد"۔ نذیر احمد نے لکھا کہ "خدا نے حکام وقت کی اطاعت فرض کر کے احکام شریعت کو ہمارے حق میں خود معطل کر دیا۔" مزید لکھا کہ "احکام شریعت کا مقصود قیام امن ہے اور یہ مقصد انگریزی قانون سے بھی حاصل ہے فرق صرف تدابیر یعنی طریق کار کا ہے۔ "الحقوق والفرائض حصہ دوم ص ۱۳۱" پر لکھا ہے کہ "ہمارے لیے انگریزی قانون بھی اسلامی شریعت ہے اس کتاب میں جہاد کا باب قائم نہ کرنے کی معذرت کی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ "جس طرح احکام زکوۃ مفلس سے جو مالک نصاب نہ ہو اور احکام حج نامستطیع سے متعلق نہیں، اسی طرح احکام جہاد مسلمانان ہند سے متعلق نہیں۔ ہم نے جہاد کا باب اسی لیے قائم نہیں کیا کہیں

(۴۶) مولوی محمد حسین بٹالوی، الاقتصاد فی مسائل الجہاد، مطبوعہ وکٹوریہ پریس، ص: ۲

عوام کالانعام کے لیے سر و دستان یا دو ہانیدن نہ ہو جائے۔ (۴۷)

مشہور فاضل ڈاکٹر غلام جیلانی برق نے ڈپٹی نذیر احمد سے متعلق دو لفظوں میں ان کا پورا افسانہ حیات لکھ کر اس بحث کا باب ہی ختم کر دیا کہ" ان کا اسلام انگریزوں کے ہاں گروی ہو چکا تھا۔"

سر ولیم میور ۱۸۶۸ء میں یو. پی کا لفٹنٹ گورنر تھا، اس بدبخت نے رسول اکرم کے خلاف گستاخیوں کا انتہائی بدترین سلسلہ جاری کیا۔ اس نے ایک کتاب " حیات محمد (Life of Mohammad)" لکھی اس نے اپنی اس کتاب میں اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف زہر افشانی کرتے ہوئے لکھا ہے۔ انسانیت کے دو سب سے بڑے دشمن ہیں" محمد کی تلوار اور محمد کا قرآن (نعوذ باللہ) آپ کو یہ جان کر حیرت ہوگی کہ سر ولیم میور کے تعلقات ڈپٹی نذیر احمد سے انتہائی خوشگوار تھے بلکہ ڈپٹی نذیر احمد کو ان کی اسلام دشمن کتابوں پر ڈھیر سارے انعامات واعزازات بھی دیئے۔ اور دونوں میں قدر مشترک رسول دشمنی تھی۔ آغا شورش کاشمیری اس قدر مشترک کا انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> " وہ قرآن ومحمد سے عناد کے باوجود ڈپٹی نذیر احمد پر انتہائی مہربان تھا اس نے اپنی گورنری کے زمانے میں نذیر احمد کو ان کی بعض تصانیف پر گراں قدر انعامات عطا کیے، کئی تعریفی ریویو لکھے، شمس العلما کا خطاب دلوایا، پھر جب سبکدوش ہو کر انگلستان واپس گیا تو ایڈنبرا یونیورسٹی کا چانسلر ہو گیا اور ڈپٹی صاحب کو ایل. ایل. ڈی کی ڈگری عطا کی۔ اس کا واحد سبب انگریزی اقتدار کی اطاعت میں ڈپٹی صاحب کی تفسیر اور حمایت میں بعض دوسری تحریریں تھیں۔ انھوں نے اطیعوا اللّٰه واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں اولی الامر کا مصداق انگریزوں کو ٹھہرایا تھا۔" (۴۸)

(۴۷) ڈپٹی نذیر احمد، ملخصا الحقوق والفرائض۔ حصہ دوم ص: ۱۳۱

(۴۸) شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت، مطبوعات چٹان لاہور ص: ۱۸

آغا شورش کاشمیری اپنے دیوبندی او روہابی علما کی ایمان فروشی اور وطن غداری پر سر پیٹتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ ایک المیہ تھا کہ ایک طرف ملک کے طول وعرض میں علمائے حق پر جہاد کی پاداش میں مقدمہ چلا کر انھیں موت یا کالا پانی کی سزائیں دی جارہی تھیں، دوسری طرف اہل قلم کا ایک نامور گروہ مسلمانوں میں انگریزی حکومت کی وفاداری کی ذہنی آبیاری کررہا تھا۔"(۴۹)

اب ذیل میں انگریزوں کی جانب سے عطا کردہ سند اعزاز بھی ملاحظہ کیجیے۔ اس کے مطالعہ سے سرکار برطانیہ کی بارگاہ میں ان کی مقبولیت وعظمت کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ یہ ان کی غلامی کا حین حیاتی سرٹیفکیٹ ہے۔

"مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بہت بڑے مقتدر عالم ہیں۔ جنھوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری، گورنمنٹ کے ساتھ ثابت کی۔ جس کسی برٹش گورنمنٹ افسر کی مدد وہ چاہیں گے وہ ان کو مدد دے گا کیوں کہ وہ کامل طور سے اس مدد کے مستحق ہیں۔"

دستخط جے ڈی ٹیمپلیٹ، بنگال سروس کمشنر دہلی سپرنٹنڈنٹ، ۱۰/اگست ۱۸۸۳ء

دیکھ رہے ہیں آپ! یہ ہے ان دیوبندیوں اور وہابیوں کی انگریز نوازی کا سندنامہ کہ مسلمانوں کو لڑاؤ، اپنے نئے دین کو فروغ دو۔ توہین رسول کرو، بزرگوں کی حرمتوں کا خون کرو۔ اگر مسلمان کچھ کہیں تو ہماری مدد آپ کے لیے حاضر ہے۔ آپ جب اور جہاں آواز دیں گے۔ ہمارے مضبوط دستے آپ کی وہیں مدد اور پشت پناہی کو پہنچیں گے۔ احوال شاہد ہیں کہ تفریق بین المسلمین کا فریضہ انجام دینے کے لئے انگریزوں اور ان کے غلام سعودیوں کی دولت وحمایت آج بھی اس فرقہ کو حاصل ہے۔

---

(۴۹) آغا شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت، مطبوعات چٹان لاہور ص:۱۸

یہ ہیں برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے اسباب جس کی آگ میں آج بستی بستی جھلس رہی ہے۔ نگر نگر میں اختلاف و انتشار کا ماحول ہے، باہمی اخوت و محبت کا جنازہ نکل رہا ہے۔ اور ہر گھر آنگن کا سکون غارت ہو گیا ہے۔

میرے اس مدعا کی تائید دہلی کے مشہور نقشبندی مجددی عالم مولانا ابوالحسن زید فاروقی دہلوی (م ۱۹۹۳ء) کی درج ذیل تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ موصوف برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے بنیادی سبب کی نشاندہی کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"حضرت مجدد (الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی) کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۵ء تک ہندوستان کے مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے۔ اہلسنت و جماعت دوسرا شیعہ۔ اب اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا کوئی غیر مقلد ہوا، کوئی وہابی بنا، کوئی اہلحدیث کہلایا۔ کسی نے اپنے کو سلفی کہا، ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا وہ ختم ہوا، معمولی نوشت وخواند کے افراد امام بننے لگے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم واحترام میں تقصیرات (بے ادبی وگستاخی) کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ یہ ساری قباحتیں ماہ ربیع الآخر ۱۲۴۰ھ/ ۱۸۲۵ء کے بعد سے ظاہر ہونی شروع ہوئی ہیں۔" (۵۰)

اب یہ حقیقت پورے طور پر مبرہن ہو گئی کہ "تقویۃ الایمان" انگریزوں کے اشارے پر تفریق بین المسلمین کے لئے منظر عام پر آئی تھی، اس طرح انگریزی حکومت کا یہ منشا پورا ہوا کہ "لڑاؤ اور حکومت کرو" جب برصغیر میں ان کی حکومت کے قدم جم گئے تو علمائے اہلسنت کا رخ تقویۃ الایمان کی جانب سے پلٹانے کے لئے انگلستان سے پادریوں کی ایک کھیپ درآمد کی گئی، انھوں نے یہاں آکر قرآن اور اسلام پر رکیک

(۵۰) مولانا ابوالحسن زید احمد فاروقی، مولانا اسمٰعیل دہلوی اور تقویۃ الایمان ص:۹، دہلی ٦

حملوں کا آغاز کیا، رسولِ کریم علیہ السلام کی ذاتِ مقدس پر کیچڑ اچھالی، اولیاے کرام کی شان میں گستاخیاں کیں۔ سر ولیم میور نے یو. پی کا گورنر ہونے کے باوجود "حیات محمد" لکھ کر زہر افشانی کی اور یہی کام انگریزوں نے پہلے تقویۃ الایمان کی اشاعت سے لیا تھا۔ اس طرح علماے اہلسنت کے فکر و عمل کی قوتیں تین محاذوں پر منقسم ہوگئیں۔ کچھ علما وہابیوں کے رد میں لگ گئے، کچھ پادریوں سے مناظرے کرنے لگے، اور کچھ انگریزوں کے خلاف میدانِ جہاد میں سرگرمِ عمل تھے، اس طرح انگریزوں اور وہابیوں کو اپنے اپنے میدانوں میں قدرِ مشترک کے ساتھ پھلنے پھولنے کا موقع مل گیا مگر یہ دونوں گروہ ہزار جدو جہد کے بعد بھی مسلمانوں کے جذبۂ جہاد کو سرد نہ کر سکے اور پھر انگریزوں کے خلاف محاذ جنگ میں ہندو قوم بھی شانہ بہ شانہ کھڑی ہوگئی، مسلمانوں کو انگریزوں کے مقابلے میں کامیابی حاصل ہوگئی انگریز ملک چھوڑ کر فرار بھی ہو گئے لیکن انھوں نے افتراق بین المسلمین کی جو تخم ریزی کی تھی وہ برصغیر میں شاخ در شاخ پھیلتی رہی اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کرتی رہی اور آج تک کر رہی ہے۔ آغا شورش کاشمیری ان تاریخی حقائق پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> "انگریز اپنی چال میں کامیاب رہا کہ عامۃ المسلمین (اہلسنت و جماعت) کے لئے اصل مسئلہ اب اسلام کا دفاع اور سیرۃ النبی علیہ السلام کی نگہداشت کا ہوگیا۔ ایک دوسرا مسئلہ انگریزوں کے سامنے یہ تھا کہ مسلمانوں کی ملی وحدت پارہ پارہ ہواس کی شکل یہ نکالی کہ بعض نئے فرقوں کو جنم دیا، انھیں پروان چڑھایا، ان کا ہاتھ بٹایا۔"(۵۱)

یہ تھا برصغیر میں افتراق بین المسلمین کا ایک مختصر جائزہ، اے کاش امت مسلمہ ان اسباب پر سنجیدگی سے غور کرتی تو امن واتحاد کا پھر وہی عہد زریں پلٹ آتا برصغیر میں جس کا جلوہ ہمارے بزرگوں نے دیکھا تھا۔

---

(۵۱) آغا شورش کاشمیری، تحریک ختم نبوت، ص ۱۹، مطبوعات چٹان لاہور

بگڑتے حالات بدلتے چہرے

تحریر جولائی ۲۰۰۱ء

وہابیت کی آمد سے قبل برصغیر کے مسلمان اہلسنت و جماعت تھے یا کچھ اہل تشیع تھے، ہر طرف عقیدہ وفکر کی ہم آہنگی تھی، اتفاق واتحاد کی خوشبوؤں سے ہر تن وجاں معطر تھے، نعرۂ توحید، عشق رسول، محبت اولیاء اور مراسم اہلسنت کی روشنی سے دل بھی روشن تھے اور ہر گھر آنگن میں بھی چراغاں تھا، لیکن یہ اتحاد انگریزوں کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ تھا اس لیے انھوں نے برصغیر میں افتراق بین المسلمین کے لیے اسمٰعیل دہلوی سے کام لیا، دہلوی صاحب اپنے پیر سید احمد رائے بریلوی کے زیر سرپرستی نجد سے تحریک وہابیت لائے اور اس کی حمایت وتوسیع کے لیے تقویۃ الایمان وغیرہ کتابیں لکھیں اور انگریزوں کے زر واقتدار کی بدولت کچھ اپنے ہم نوا بھی پیدا کر لیے۔ اور پھر مسلمانوں میں اختلاف وانتشار کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو گیا۔

ابتدائی مراحل میں ہندوستان بھر کے علمائے اہلسنت نے وہابیت کے رد میں کتابیں لکھیں مناظرے کیے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کی روایت کے مطابق مولانا منورالدین نے حضرت شاہ اسمٰعیل سے بھی ان کے عقائد وافکار پر مناظرے کیے اور ان کی کتابوں کا رد لکھا(۱) اور بقول آغا شورش کاشمیری ''مولانا ابوالکلام آزاد کے والد مولانا خیرالدین نے اس زمانے میں وہابیت کے رد میں دس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی لیکن اس کی دو جلدیں ہی چھپیں''(۲) بلکہ دہلی، رامپور، خیرآباد، لکھنؤ، بدایوں، حیدرآباد، پٹنہ اور امرتسر وغیرہ کے علمائے کبار نے وہابیوں کے رد میں سینکڑوں کتابیں لکھیں اور تقریروں میں اس کی بدعقیدگی کا پردہ فاش کیا۔ اُس وقت وہابی اپنے کو

(۱) شورش کاشمیری ''ابوالکلام آزاد سوانح وافکار'' ص: ۱۳۰ مطبوعات چٹان لاہور۔

(۲) شورش کاشمیری ''ابوالکلام آزاد سوانح وافکار'' ص: ۱۶۰ مطبوعات چٹان لاہور۔

وہابی کہتے ہوئے ڈرتے تھے اس وقت وہابی بمعنیٰ شیطان متعارف تھا۔ وہابی کو دیکھ کر یا تو لوگ بھاگ جاتے تھے یا پھر بروقت اس کو سزا دے دیتے تھے۔ اس لیے وہابیوں کے ایک گروپ نے حنفیت وسنیت کا روپ اختیار کیا یعنی نیا جال لائے پرانے شکاری اور دوسرے طبقے نے اپنے انگریز آقاؤں سے بجائے وہابیت "اہل حدیث" کا نام حاصل کیا۔

ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

"انہوں نے (مولانا خیر الدین) نے وہابیوں کو دو اصولی قسموں میں بانٹ دیا تھا، کہتے تھے، دو فرقے ہیں ایک اسماعیلیہ (غیر مقلد) دوسرا اسحاقیہ (دیو بندی) وہ کہتے تھے کہ جب اسماعیلیہ غیر مقبول ہو گیا تو وہابیت نے اپنی اشاعت کے لیے راہ تقیہ اختیار کی اور حنفیت کی آڑ قائم کر کے اپنے دیگر عقائد کی اشاعت کرنے لگے۔" (۳)

علمائے دیوبند دراصل وہابی تھے اور وہابی ہیں لیکن جب ہر طرف وہابیوں کا بائیکاٹ ہو رہا تھا ان حالات میں وہابیت کا اظہار مناسب نہیں تھا اس لیے انہوں نے اپنے لیے حنفیت واہلسنت کا ٹائٹل اختیار کیا اور موقع بہ موقع بڑی چابک دستی اور تقیہ بازی سے کام لیا۔ دارالعلوم دیوبند کے اجلاس عام کے موقع پر اکابر علما دیوبند نے مولوی اشرف علی تھانوی کو اس طرح ہدایت فرمائی:

"اپنی جماعت کی مصلحت کے لئے حضور سرور عالم ﷺ کے فضائل بیان کئے جائیں تا کہ اپنے مجمع پر جو وہابیت کا شبہ ہے وہ دور ہو اور موقع بھی اچھا ہے کیونکہ اس وقت مختلف طبقات کے لوگ موجود ہیں"۔ (اشرف السوانح حصہ اول ص:۷۶)

انہیں بگڑتے حالات میں دیوبندیوں نے اپنے مذہب کے بانی اول کے حوالے سے یہاں تک لکھ دیا تھا:

(۳) عبدالرزاق ملیح آبادی، آزاد کی کہانی ص:۱۷۳

"محمد بن عبدالوہاب نجدی چونکہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا، اس لیے اس نے اہلسنت و جماعت کا قتل وقتال کیا۔ وہ ایک ظالم و باغی خونخوار و فاسق شخص تھا" (۴)

مولوی اسعد مدنی کے والد مولوی حسین احمد مدنی کے یہ الفاظ وہابیت کی گمراہی و بد دینی کا چیخ چیخ کر اعلان کر رہے ہیں، یہ ان کے چہرے کا دوسرا روپ تھا، لیکن جب انگریزوں کی پشت پناہی سے حالات سنور گئے اور سعودیوں نے اشاعت وہابیت کے لیے پٹرو ڈالر کے دروازے کھول دیئے تو دیوبندیوں نے پھر کروٹ بدلی اور پھر تیسرے رنگ وروپ میں نظر آئے۔

اساطین دیوبند کے عالم کبیر مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتوی پیش خدمت ہے:

"محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت وشرک سے روکتا تھا۔ (۵)

آں جناب اپنے ایک دوسرے فتوے میں لکھتے ہیں:

"اس وقت ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔ (۶)

اشرف السوانح کے مرتب لکھتے ہیں:

کانپور کی جامع مسجد میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے نیاز لانے والی عورتوں سے کہا" بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں نیاز فاتحہ کے لیے کچھ مت لایا کرو" (اشرف السوانح حصہ اول ص:۴۵)

الشہاب الثاقب میں حسین احمد مدنی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور تحریک

(۴) مولوی حسین احمد مدنی، الشہاب الثاقب ص:۲۰ مطبوعہ دیوبند

(۵) مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاوائے رشیدیہ حصہ سوم ص:۷۹

(۶) مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاوائے رشیدیہ حصہ دوم ص:۱۱

وہابیت کے خلاف حالات سے متاثر ہو کر جن خیالات کا اظہار کیا تھا ان کا ایک پیروکار حالات بدلنے پر ان سے اجتناب کرتے ہوئے اس طرح رقم طراز ہے:

"الشہاب الثاقب کا انداز تحریر واقعی غیر محمود اور لائق اجتناب ہے بلکہ ہم وہابیوں کے اور بھی بزرگوں سے کہیں کہیں از راہ بشریت الفاظ و انداز کی ایسی لغزشیں ہوگئی ہیں انہیں قابل اصلاح کہنا چاہئے۔ (تجلی دیوبند فروری، مارچ ۱۹۵۹ء ص: ۸۴)

دیکھ رہے ہیں آپ ان زر پرستوں کی کرشمہ سازی اور ابن الوقتی بدلتے حالات کے ساتھ کس عیاری سے یہ لوگ اپنے عقائد وفتوے بدلتے رہتے ہیں لیکن ان کے خود تراشیدہ بزرگوں نے جو شان رسول میں گستاخیاں کی ہیں ہزار تفہیم اور تنبیہ کے باوجود ان سے توبہ ورجوع اور اجتناب و برأت کی آج تک توفیق نہیں ہوئی۔

ان حالات میں دیوبندیوں نے عربوں سے مدارس و مساجد کے نام پر خوب دولت حاصل کی اور ہندو پاک اور نیپال و بنگلہ دیش میں انہوں نے خوب بلڈنگیں تعمیر کرائیں۔ اور عیش وعشرت میں نوابان اودھ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا، اور سعودی نوازش و خیرات کا یہ سلسلہ ۱۹۹۱ء تک پورے زور وشور سے جاری رہا۔

۱۹۹۱ء میں جب خلیجی جنگ ہوئی اور سعودیوں نے امریکی فوجوں کو ان کے تمام تر حرام لوازمات کے ساتھ حجاز مقدس میں بلایا تو برصغیر میں ایک دیوبندی مولوی نے بھی اس کی حمایت نہیں کی اس کے بعد غیر مقلد وہابیوں نے عربوں کو یہ باور کرایا کہ دیوبندی نمک حلال نہیں عربوں کے اربوں روپئے وصول کر کے بھی وہ وقت ضرورت کام نہ آسکے۔ غیر مقلدوں کو اس موقع کی تلاش برسوں سے تھی وہ پہلے ہی یہ چاہتے تھے کہ عربوں کی ساری خیرات ہمیں ملے کیونکہ برصغیر میں ان کے حقیقی وارث ہم ہیں اپنے اس مقصد کے حصول کے لیے انہوں نے متعدد کتابیں لکھوا کر سعودیہ سے شائع کرائیں

"القول البلیغ فی التحذیر من جماعۃ التبلیغ" میں تبلیغی جماعت کی قرار واقعی خامیوں کو طشت ازبام کیا اور سعودیہ عربیہ میں تبلیغی جماعت پر پابندی عائد کرادی۔ دیوبندی شیخ الہند کے ترجمہ قرآن اور مولوی عثمانی کے تفسیری افادات پر بھی پابندی لگوا دی، انہوں نے "الدیوبندیہ تعریفھا، عقائدھا" نامی کتاب بھی سعودیہ سے شائع کرادی ہے اس میں (بقول ایک ندوی) علمائے دیوبند کو مشرک، بدعتی اور بدعقیدہ ثابت کیا گیا ہے۔(۷)

اس کتاب سے واقعی علماء دیوبند کی کسی قدر تصویر سامنے آگئی ہے اس سے دارالعلوم دیوبند میں ایک بار پھر زلزلہ آگیا ہے اوران کے حالات زیروزبر ہوکر رہ گئے ہیں۔

اب جب سعودیوں نے اپنے ان بے وفا نمک خوروں کو دھتکار دیا اور دارالعلوم دیوبند کے صحن میں گرنے والی پٹرول کی دھار روک دی تو دیوبندی مکتب فکر کے اکابر واصاغر نے پھر زبان وقلم کے تیور بدل دیئے اوراس وقت "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کی مثال ان پر پوری طرح صادق آتی ہے اپنے قدیم محسن غیرمقلدین کے حوالے سے "ترجمان دیوبند" کے درج ذیل اقتباسات ملاحظہ فرمائیں "ندیم الواجدی صاحب بڑے طمطراق سے لکھتے ہیں:

> "انگریزوں نے اتباع سنت اور عمل بالحدیث کے نام پر شروع ہونے والی ایک ایسی تحریک کی سرپرستی کی جو دراصل فقہ میں آزادانہ روش کی خواہش رکھتی تھی، اسے کسی ایک امام مجتہد کی فقہ کی پابندیوں میں جکڑا رہنا گوارانہیں تھا، پہلے اس تحریک سے وابستہ لوگ موحدین کہلاتے تھے پھر انگریزوں نے اپنی وفاداری کے انعام کے

(۷) "افکار ملی" جون ۲۰۰۱ء ص: ۲۲

طور پر انہیں اہل حدیث کے خطاب سے سرفراز کیا اور اب وہ ساری دنیا میں اس خطاب کو بطور تمغہ سینے پر سجائے اس طرح پھرتے ہیں جیسے روئے زمین پر اگر حدیث کے سچے غلام اور محافظ ہیں تو یہی ہیں''۔(۸)

چند سطر کے بعد لکھتے ہیں:

''غیر مقلدیت جسے وہ لوگ اب سلفیت سے تعبیر کرنے لگے ہیں اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے، اس فتنے کی سرکوبی کرنا اور آنے والی نسلوں کو غیر مقلدیت کے سنہرے طلسم سے دور رکھنے کی جدوجہد کرنا وقت کا تقاضا ہے، خدا کے فضل سے ہماری جماعتیں وقت کا یہ تقاضا سمجھ گئی ہیں''۔(۹)

لیکن مقام افسوس یہ ہے کہ دیوبندی مکتب فکر نے وقت کا یہ تقاضا سعودی بُرودُالر بند ہونے کے بعد سمجھا کاش عقیدہ وفکر کی غیرت وحمیت کی بنیاد پر اس تقاضے کو سمجھتے تو ایک صدی قبل ہی نہ صرف ان سے مقاطعہ کر لیتے بلکہ دیوبندیت ہی سے توبہ کر کے اہلسنت و جماعت میں داخل ہو گئے ہوتے اور ان بگڑتے حالات میں اتنے چہرے نہ بدلنے پڑتے مگر یہ حقیقت اب سب پر عیاں ہو گئی یہ رفاقت دینی نہیں تھی رفاقت زر تھی اور حرص وہوس کی خوگر اور زر پرست جماعتوں کا یہی انجام ہوتا ہے۔

دیوبندی مکتب فکر کے مولوی نور الدین نور اللہ اعظمی لکھتے ہیں:

''غیر مقلدیت عصر حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے، قرآن وحدیث کا نام لے کر اس جماعت نے شریعت اسلام پر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر فقہا و محدثین پر اولیا اللہ اور بزرگانِ دین پر شب خون مارنے کی تگ ودو میں اپنی پوری طاقت جھونک دی ہے، عربوں کی دولت ان کو بے تحاشا مل رہی ہے، جس کا یہ ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں،

---

(۸) ندیم الواجدی ''ترجمان دیوبند'' اپریل ۲۰۰۱ء ص:۳

(۹) ندیم الواجدی ''ترجمان دیوبند'' اپریل ۲۰۰۱ء ص:۴

عرب بیچارے اپنی سادہ لوحی میں ان کو دینِ اسلام اور کتاب وسنت کا خادم سمجھے ہوئے ہیں اور انھوں نے اپنی دولت ان کے لئے انڈیل دی ہے۔ انھیں کیا پتہ کہ جن کو تم نے رہنما سمجھا ہے وہ ڈاکو ہیں، وہ دین پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں، شب خون مار رہے ہیں۔"(۱۰)

مولوی نورالدین اعظمی کے بقول غیر مقلدیت عصر حاضر کا بہت بڑا فتنہ ہے اور غیر مقلدین ڈاکو ہیں بالکل صحیح ہے۔ ہم بھی آپ کی تائید کرتے ہیں لیکن یہ کچھ بھی نہیں تھا جب تک آپ بھی عربوں کی دولت میں برابر کے شریک تھے بلکہ آپ کے بزرگوں کی نظر میں یہی غیر مقلدین دیندار اور متبع سنت تھے۔ اعظمی صاحب نے سعودی وہابیوں کے تعلق سے بڑا نرم لہجہ اختیار کیا ہے لگتا ہے وہ ابھی کچھ امید سے ہیں مگر اعظمی صاحب کے لئے ہمارا مشورہ ہے کہ یہ امید چھوڑ دیجئے حالات اب آپ کے حق میں قطعاً سازگار نہیں ہیں۔

اور یہ کسی دیوبندی فرد کا انفرادی خیال نہیں بلکہ پوری دیوبندی لابی اس وقت اپنے رضائی برادران کے خلاف برسر پیکار ہے۔ ۲/ ۳/مئی ۲۰۰۱ء کو نئی دہلی میں جمعیۃ علمائے ہند نے ملک گیر تحفظ سنت کانفرنس بلائی اور اجتماعی طور پر غیر مقلدین کے خلاف تجاویز منظور کیں۔ ذیل میں صدر کانفرنس مولوی اسعد مدنی کے خطبہ صدارت کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں پڑھئے اور ابن الوقتی کی داد دیجئے۔

صدر کانفرنس مولوی اسعد مدنی رقم طراز ہیں:

"مسلمانوں کے عہد زوال میں جب سامراجی سازشوں کے تحت جماعت مسلمین میں اختلاف وانتشار پیدا کرنے کی غرض سے مذہبی فرقہ بندیوں کا سلسلہ شروع کیا گیا تو فقہ

(۱۰) نورالدین اعظمی، مقدمہ غیر مقلدین کی ڈائری، مکتبہ اثریہ غازی پور ص: ۱۲

اسلامی وفقہائے اسلام بالخصوص امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے متبعین و مقلدین کے خلاف عدم تقلید کا نعرہ لے کر ایک نئے فرقہ نے سر اٹھایا۔

خود اس فرقہ کے اکابر علما کی تحریروں سے درج ذیل امور ثابت ہوتے ہیں:

☆ یہ ایک نو پید غیر مانوس فرقہ شاذہ ہے۔

☆ یہ فرقہ اپنے آپ کو اہل حدیث بتاتا ہے جب کہ تمام مسلمان اسے غیر مقلد وہابی اور لا مذہب کہتے ہیں۔

☆ یہ فرقہ اپنے ماسوی سارے مسلمانوں کو مخالف سنت و شریعت سمجھتا ہے۔

☆ یہ فرقہ اتباع سنت کے دعوی میں جھوٹا ہے کیوں کہ سلف و خلف کی بیان کردہ معمول بہ حدیثوں کو بھی بلا وجہ رد کر دیتا ہے۔

☆ آثار صحابہ اس فرقہ کے نزدیک قانون کی طاقت سے عاری بے نور اقوال ہیں۔

☆ یہ فرقہ اجماعی مسائل کی بھی پرواہ نہیں کرتا۔

☆ یہ فرقہ سلف صالحین اور احادیث مرفوعہ وغیرہ سے ثابت قرآنی تفسیروں کے مقابلہ میں اپنی من مانی تفسیروں کو ترجیح دیتا ہے۔

☆ بس رفع یدین، آمین بالجہر وغیرہ مختلف فیہ حدیثوں پر عمل تک اہل حدیث ہے۔ آداب و سنن اور اخلاق نبوی سے متعلق احادیث سے اسے کوئی سروکار نہیں۔

☆ یہ فرقہ ائمہ مجتہدین اور اولیاء اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی کرتا ہے۔ (۱۱)

ماضی قریب میں بنام "الدیوبندیہ" طالب الرحمٰن سلفی نامی غیر مقلد نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا عربی ترجمہ ابو حسان نامی کسی گمنام غیر مقلد نے کیا ہے جو دار الکتاب والسنہ کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ یہ عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب میں بغیر کسی ردوقدح کے فروخت کی جارہی ہے اور ایک مہم بنا کر شیوخ حجاز و نجد اور سرکاری دفتروں تک

(۱۱) روزنامہ راشٹریہ سہارا، نئی دہلی ۱۳ مئی ۲۰۰۱ء

پہنچائی گئی ہے۔اس فتنہ انگیز کتاب میں دیوبندی مکتب فکر کے مرکزی دارالعلوم دیوبند کے بارے میں لکھا گیا ہے، دارالعلوم دیوبند سنت رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے والا ادارہ ہے اور آپ کے طریقہ کو پھینک دینے والا ہے اس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی پر رکھی گئی ہے۔

(الدیوبندیہ ص ۹۸)

☆ دیوبندیوں کے اقوال و اعمال اور واقعات واضح علامت ہیں کہ ان میں شعوری یا غیر شعوری طور پر شرک سرایت کر گیا ہے اور وہ مشرکین مکہ سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔

(الدیوبندیہ ۴۷)

☆ علمائے دیوبند عقیدۂ توحید سے بالکل خالی ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ وہ توحید کے علمبردار ہیں۔

☆ حضرت شیخ الہند قدس سرہ پر محرف قرآن، کفر صریح کا مرتکب اور اللہ پر صریح جھوٹ بولنے والے جیسے الزامات چسپاں کیے گئے ہیں۔(الدیوبندیہ ۲۶۶)

☆ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی نوراللہ مرقدہ کو ''ویلک یا مشرک'' (اے مشرک تیرے لیے بربادی ہو) سے خطاب کیا گیا ہے۔ پھر آپ کی شان میں ایسی باتیں کہی گئی ہیں جسے قلم لکھنے پر آمادہ نہیں، کتاب مذکور کے صفحات ۲۵۳۔ ۱۲۳۔۱۷۱۔۱۹۰ وغیرہ خود دیکھ لیجیے (۱۲)

اب ذیل میں مذکورہ بالا ''تحفظ سنت'' کانفرنس کی چند تجاویز ملاحظہ فرمائیے:

الجامعۃ الاسلامیۃ مدینہ منورہ کا وسیع اور کشادہ آغوش تعلیم و تربیت تنگ ہو کر ایک خاص مکتب فکر کے لیے محدود ہوتا جا رہا ہے اور جو ادارہ قرآن و حدیث اور دیگر

(۱۲) روزنامہ راشٹریہ سہارا، نئی دہلی ۱۳ مئی ۲۰۰۱ء

اسلامی علوم کی تبلیغ واشاعت اور صحیح علوم کی تعلیم وتفہیم کے لیے قائم کیا گیا تھا آج اسی تعلیمی ودینی ادارہ سے مسلمانوں کو دین اسلام سے خارج کرنے کا کام لیا جارہا ہے۔ آج اس ادارہ پر ائمہ مجتہدین کی تقلید سے بیزار لوگوں کا تسلط قائم ہو گیا ہے اور یہ منکرین تقلید اس تعلیمی ودینی ادارہ کے ذریعہ مسلمانوں کو اپنے زعم میں اسلام سے خارج کردینے کا کام لے رہے ہیں۔ چنانچہ ماضی قریب میں الجماعۃ الاسلامیۃ کے ایک فاضل شمس الدین الافغانی کو ''جهود علماء الحنفية في ابطال عقائد القبورية'' کے عنوان سے مرتب کئے جانے والے مقالہ پر (ڈاکٹریٹ) کی سند تفویض کر کے مسلمہ اصول سے انحراف کیا گیا ہے بلکہ علماء دیوبند کی اردو تحریروں کو خود ساختہ عربی جامہ پہنا کر انہیں دیگر علمائے احناف کے برخلاف وثنی، قبوری اور مشرک وغیرہ بتایا گیا ہے۔ بالخصوص ان اکابر علماء کو جن کی علمی ودینی خدمات کے آگے برصغیر کے مسلمانوں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں، نام بنام مبتدع اور دین سے منحرف کہا گیا ہے۔

اور اسی مشرک ساز فرقہ کے علماء آج الجامعۃ الاسلامیۃ کے تعلیمی شعبوں پر قابض ہیں اور تنگ نظری اور فکری آوارگی کی بنا پر افتراق بین المسلمین کی سرگرمیوں میں مصروف ہیں اور الجامعۃ الاسلامیۃ سے ایسے علماء وفضلاء اطراف عالم میں بھیجے جارہے ہیں جو اپنے انہیں اساتذہ کے طرز عمل پر پوری دنیا میں تفریق بین المسلمین کی تخم ریزی کرتے ہیں اور فتنہ وفساد پھیلاتے ہیں۔

اس لیے تحفظ سنت کانفرنس کا یہ نمائندہ اجلاس حکومت سعودیہ سے مطالبہ کرتا ہے کہ ایسے مفسد شرپسند اور تخریبی عناصر اور ان کی ریشہ دوانیوں پر کڑی نظر رکھے اور اپنے ملک سے ہونے والی ان شرانگیز کاروائیوں سے مسلمانان عالم کو بچائے، نیز اپنی سابقہ نیک نامیوں پر حرف گیری کے مواقع نہ فراہم کرے۔

بدقسمتی سے سقوط سلطنت مغلیہ کے بعد سرزمین ہند پر جب سے انگریزوں کا غاصبانہ قبضہ ہوگیا تو اس سیاسی انقلاب کے جلو میں ذہنی انتشار اور فکری آوارگی نے بھی سر اٹھایا اور تقلید ائمہ کے انکار کا نعرہ لگا کر کچھ لوگوں نے مسلمانان ہند کے صدیوں کے متوارث اور متواتر مذہب کو اپنی تنقید و تنقیص کا ہدف بنایا۔ جب کہ صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین اور سلف صالحین کے دور سے مسلمانوں میں کسی ایسے فرقے کا سراغ نہیں ملتا جو غیر مجتہد ہونے کے ساتھ غیر مقلد بھی ہو بلکہ جماعت مسلمین کا متوارث عمل یہی چلا آ رہا تھا کہ مجتہد کسی اور کی تقلید کے بجائے اپنے اجتہاد کی اتباع و پیروی کرتے اور غیر مجتہدین بغیر کسی تردد کے اصحاب اجتہاد کی تقلید کرتے تھے۔ لیکن فکری آوارگی کے شکار مٹھی بھر لوگوں نے مسلمانوں میں ایک نئے فرقے کی داغ بیل ڈال دی جس کا بچہ بچہ گویا منصب اجتہاد پر فائز غیر مقلد بن بیٹھا اور منکرین حدیث اہل قرآن کی طرح نام کے پردے میں حدیث اور صاحب حدیث ﷺ کے دینی و شرعی مقام و مرتبہ کا انکار کر دیا۔ اسی طرح غیر مقلدین کے اس فرقے نے اہل حدیث کے دعوے کے پردے میں فقہ اسلامی اور فقہائے اسلام کا سرے سے انکار کر دیا اور بطور خاص ان اعمال کی ترویج و اشاعت کی کوشش شروع کر دی جو ائمہ مجتہدین میں مختلف فیہ ہیں یا بالکل متروک ہو چکے ہیں اور خود اجتہادی کے زعم میں ائمہ مجتہدین کے درمیان اجتماعی متفق علیہ مسائل کو تختہ مشق بنایا، جس کے نتیجہ میں برصغیر کے مسلمانوں میں صدیوں سے چلا آ رہا مذہبی اتحاد و اتفاق پارہ پارہ ہوگیا۔

اور آج صورت حال یہ ہے کہ اس فرقے کے جارحانہ رویہ سے کتاب اللہ کی تفسیر اور احادیث رسول ﷺ کی صحت محفوظ اور نہ ہی صحابہ کرام اور ائمہ مجتہدین کا شریعت سے حاصل شدہ مقام و مرتبہ، اس لیے یہ تحفظ سنت کانفرنس غیر مقلدین کے اس

جارحانہ رویہ کی کھلے الفاظ میں مذمت کرتی ہے اور ملت اسلامیہ بالخصوص علماء وفضلاء سے اپیل کرتی ہے کہ وہ اس خارجیت جدیدہ کے اثرات بد سے اپنے آپ کو بچائے رکھیں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو بھی ان کی چیرہ دستیوں سے محفوظ رکھنے کے لیے کسی بھی امکانی کوشش سے دریغ نہ کریں اور خدائی فرمان ”وجادلھم بالتی ھی احسن“ کو سامنے رکھتے ہوئے اس فرقے کے بچھائے دام ہم رنگ زمین سے امت کو خبردار کرتے رہیں۔

تحفظ سنت کانفرنس کا یہ عظیم الشان اجلاس تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ موحد، سلفی، اہل حدیث اور دیگر مختلف ناموں سے غیر مقلدین جو مقلدین ائمہ اربعہ خصوصاً امام ابوحنیفہ کے خلاف سخت جارحانہ پروپیگنڈہ کی مہم چلا رہے رہیں اس سچو کنا رہیں اور تقلید ائمہ جس پر ہر دور میں ساری امت کا اجماع رہا ہے اور خصوصاً اس دور میں اس کے بغیر اپنے دین کی حفاظت ہی ناممکن ہے اس سلسلے میں غیر مقلدوں کی فریب کاریوں سے کسی طرح متاثر نہ ہوں، ان کے حربوں میں سے ایک حربہ یہ ہے کہ وہ مال خرچ کر کے اور جگہ جگہ مدارس اور تعلیمی ادارے قائم کر کے اپنے شرکی اشاعت میں کوشاں ہیں، اس لیے ہم مسلمانوں کو مکمل احتیاط کرنی چاہئے کہ اپنے نونہال بچے اور بچیوں کو ان کے اداروں میں ہرگز داخل نہ کریں، ورنہ یہ لوگ ان معصوم بچوں کی ذہن سازی کر کے ہماری نسلوں کو دین سے برگشتہ کردیں گے۔ (۱۳)

درج بالا اقتباسات کے مطالعہ سے یہ واضح ہو گیا کہ دیوبندی مکتب فکر اس وقت غیر مقلدوں کو انگریزوں کی کاشت اور گمراہ و بددین سمجھ رہا ہے اس حقیقت سے بھی سرمو انحراف نہیں کیا جاسکتا کہ یہ تمام احکامات اور غم وغصہ دینی تقاضوں کے پیش نظر

(۱۲) روزنامہ راشٹریہ سہارا، نئی دہلی، ۱۳ مئی ۲۰۰۱ء

نہیں بلکہ زر پرستی کے تقاضوں کے پیش نظر ہے ورنہ سنجیدہ طبقہ آج بھی اس کا داعی ہے کہ دونوں کے مابین اختلاف اصولی نہیں بلکہ فروعی ہے۔ جمعیۃ علمائے دیوبند کے ترجمان مولانا عبدالحمید نعمانی کا کہنا ہے کہ "فریقین کے درمیان مشہور مختلف فیہ مسائل میں اختلافات اصلاً راجح اور مرجوح ہی کے ہیں" کچھ دیوبندی علما غیر مقلدین کے خلاف اس دیوبندی مہم کو قیام دیوبند کے مقصد سے انحراف تصور کر رہے ہیں ان کا یہ انداز فکر بھی بلاشبہ مبنی بر حقیقت ہے کیوں کہ دیوبند کی بنیاد وہابیت کی تبلیغ و اشاعت کے لیے ہی رکھی گئی ہے اور دونوں کا بانی انگریز سامراج ہی ہے۔ افکار ملی، ذاکر نگر، دہلی کے حالیہ شمارے میں علمائے دیوبند کے اس رویہ پر اظہار غم کرتے ہوئے ان کے ایک رکن لکھتے ہیں۔

> "شرانگیزی خواہ کسی بھی حلقے کی طرف سے ہو اور اس کا نشانہ کوئی بھی بنتا ہو، ہمارے لیے فکرمندی کی بات یہ ہے کہ اس قسم کے عمل میں ہماری قوتیں ضائع ہوتی ہیں اور اس مقہور و مجبور امت کو اپنے اصل ایجنڈے پر کام کرنے کا موقع نہیں ملتا اور ہماری توانائی آپس میں الجھ کر رہ جاتی ہے اور ایک ایسے وقت میں جب امت اپنے وجود کی جنگ لڑ رہی ہے خود اپنے ہی خلاف ایک خطرناک محاذ کھول دیا ہے۔ کیا انہیں یہ پتہ نہیں کہ دیوبند کے بانیوں نے مدرسہ اس لیے نہیں قائم کیا تھا۔ اہل دیوبند نے اگر اس مقصد سے پیٹھ پھیر لی ہے تو یہ اس امت کے لیے بڑا سانحہ ہوگا۔" (۱۴)

اس تحریر کے پس پردہ قلم کار کے ضمیر کی آواز صاف سنائی دے رہی ہے کہ ہمارا دارالعلوم وہابیت کے جن طے شدہ خطوط پر کام کرنے کے لیے وجود میں آیا تھا آج علمائے دیوبند صرف حصول زر کے لیے ان خطوط عمل سے ارتداد کی راہ اختیار کر رہے ہیں اور ہمارے انگریز سرپرستوں اور سعودی آقاؤں نے میدان عمل میں اترنے سے

(۱۴) راشد علی شاز علی گڑھ، افکار ملی، دہلی جون ۲۰۰۱ء ص: ۴

قبل دونوں گروپوں کو جو ایجنڈا سپرد کیا تھا وہ باہمی تنازع سے اس مقصد سے پیٹھ پھیر رہے ہیں اور یہ تنازع عقیدہ وفکر کے اختلاف کی بنیاد پر نہیں بلکہ ۔

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے

اس راز ہائے سربستہ سے نقاب الٹتے ہوئے ان کا ایک قلم کار اس طرح رقم طراز ہے، پڑھئے اور سر دھنئے:

"کیا ایسا تو نہیں کہ اس اختلاف سے کسی کا معاشی مفاد وابستہ ہو" ادارہ امور مساجد، دہلی، کے ناظم مولانا عبداللہ طارق (دیوبندی) اس کا جواب اثبات میں دیتے ہیں۔ مقلد اور غیر مقلد کے مابین نزاعی مسائل فروعی ہیں اصولی نہیں۔ تاہم اس نزاع کا تعلق مسلک سے نہیں بلکہ چندہ اور زراندوزی کی مہم سے ہے۔ دیوبندی عقائد اگر فتنہ ہیں تو یہ فتنہ برصغیر میں ہے نہ کہ عالم عرب میں اگر انہیں اس فتنہ کا مقابلہ کرنا تھا تو وہ یہاں کرتے ضرورت یہاں تھی، عربی لٹریچر لکھنے اور عربوں میں اسے پھیلانے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ (۱۵)

ان اعترافات کی روشنی میں یہ واضح ہو گیا کہ علماے دیوبند اور غیر مقلدین کے درمیان اختلاف وتنازع کی یہ موجودہ سرگرمیاں اور ایک دوسرے کو گمراہ و بدعقیدہ لکھنے اور کہنے کی یہ ساری جانفشانیاں عقیدہ وفکر کے بنیادی اور اصولی اختلافات کے پیش نظر نہیں بلکہ اس کی بنیاد محض سعودی خیرات ہے دونوں کی نظریں سعودی تجوریوں پر مرکوز ہیں، علماے دیوبند کو جب تک برابر حصہ ملتا رہا اپنے آپ کو وہابی کہنا سرنامہ امتیاز سمجھتے رہے اور "التوحید" اور "تقویۃ الایمان" وغیرہ حنفیت سوز اور اسلام دشمن کتابوں کی تبلیغ و اشاعت کرتے رہے بلکہ ان کتابوں کو اپنے مدارس میں پڑھاتے رہے اور تن من سے غیر مقلدین کو بڑے بھائیوں کی طرح گلے سے لگائے رہے ورنہ کیا وجہ ہے کہ آج تک

(۱۵) عطریف شہباز ندوی، افکار ملی دہلی، ۲۰۰۱ء ص: ۲۳

غیر مقلدین اساتذہ ان کے مدارس میں تدریس وتربیت کی خدمات انجام دیتے رہے اور غیر مقلدین طلبہ بڑے طمطراق سے ان کی درسگاہوں میں پڑھتے رہے ان کی گمراہی و بددینی اور انگریز نوازی ان کے افسانۂ مذہب کا کوئی نیا کردار تو ہے نہیں وہ اپنے یوم پیدائش سے ہی اپنے تمام تر عقیدہ وعمل میں محمد بن عبدالوہاب نجدی، ابن تیمیہ اور اسمٰعیل دہلوی کے مقلد ہیں۔ سعودی خیرات کے بند ہوتے ہی ان کے دین وعمل کی گمراہیاں نظر آنے لگیں اور ان کے کفر اور ان کی بددینی کے فتوے صادر ہونے لگے جبکہ دوسری جانب یہ بھی اعتراف ہے کہ ہمارا اختلاف اصولی نہیں فروعی ہے اور راجح اور مرجوح تک محیط ہے۔ آج تک جب ان کی انگریز نوازی اور بددینی کا اظہار علمائے اہلسنت کرتے تھے تو ان کی حمایت میں سینہ سپر دیوبندی نظر آتے تھے اور غیر مقلدین سے زیادہ اساطین دیوبند کے کلیجے پھٹنے لگتے تھے۔ آج وہی باتیں دیوبندی غیر مقلدین کے لیے لکھ رہے ہیں اور یہی حال غیر مقلدین کا بھی ہے علمائے اہلسنت کے انکشافات غیر مقلدین ہتھیار کے طور پر دیوبندیوں کے خلاف استعمال کر رہے ہیں۔ دونوں گروپوں کے الزامات ایک دوسرے کے حق میں بالکل حق ہیں اور بجائے خود دونوں ہی گمراہ اور بددین ہیں دونوں کا سرچشمہ وہابیت ہے۔ تاریخی حقائق کی روشنی میں اب یہ حقیقت کسی اہل دانش پر مخفی نہیں کہ برصغیر میں وہابیت کی تین بڑی شاخیں معرض وجود میں آئیں: ۱۔ قادیانیت ۲۔ غیر مقلدیت ۳۔ دیوبندیت۔ اور ان تینوں کے عقیدہ وفکر کی ہم آہنگی کی سرزمین سے اگنے والے نتائج بھی یکساں ہیں، یعنی ؎

نام ہی کا فرق ہے کام ہیں تینوں کے ایک

موجودہ حالات سے اندازہ ہوتا ہے کہ سعودی ریال کے حصول وتقسیم میں اس وقت باہم خوب جوتوں میں دال بٹ رہی ہے اور نفسانی اختلافات اس حد تک بڑھ چکے

ہیں کہ اب دونوں کے متحد ہونے کے امکان نظر نہیں آتے تاوقتیکہ سعودی ریال علمائے دیوبند کو پھر ملنے لگیں لیکن اب غیر مقلدین سعودی شیوخ کے دل و دماغ پر اس طرح قابض ہو چکے ہیں کہ ان مقامات تک علمائے دیوبند کا پہنچنا بڑا مشکل ہے۔ اس کی بس ایک ہی صورت ہے کہ علمائے دیوبند اپنی نام نہاد حنفیت سے رجوع کر کے غیر مقلدیت کو اختیار کر لیں اور یہ ان بگڑتے حالات میں ان سے بعید بھی نہیں اس کی ایک تازہ مثال وحیدالدین خاں کی ہے جو اپنی پیدائش سے آج تک حنفی اور مقلد ہونے کے داعی تھے لیکن ایک ماہ قبل انھوں نے اپنی تقلید حنفیت کا قلادہ اتار پھینکا ہے اور جون ۲۰۰۱ء کا پورا ''الرسالہ'' تقلید کے شرعی اور روایتی مفہوم کے خلاف لکھا ہے۔ اس شمارے کو ''وحیدالدین خاں کی غیر مقلدیت کا آغاز نمبر'' ہی کہنا درست ہوگا اب ہم اتنا کہہ کر بات ختم کریں گے۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

وحیدالدین خاں سے دو باتیں

تحریر جون ۲۰۰۱ء

مولانا خواجہ حسن نظامی دہلوی ہندوستانی مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی گمراہی و بے دینی بنام ''وہابیت'' کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''نجدی وہابیوں اور ہندوستانی وہابیوں میں ایک فرق ہے۔نجدی وہابی اپنے آپ کو حضرت امام احمد بن حنبل کا مقلد کہتے ہیں مگر ہندوستانی وہابی کسی امام کو نہیں مانتے اور پوری غیر مقلدی کا دعویٰ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اہل حدیث کے نام سے پیش کرتے ہیں۔ ہندوستان کے اہل حدیث تو وہابیت کے کوٹھے پر چڑھے ہوئے ہیں مگر کچھ وہابی ایسے بھی ہیں جو ابھی وہابیت کے زینے تک پہنچے ہیں اور تقلید کے قائل ہیں اور ان میں سے بعض چشتیہ خاندان میں پیری مریدی بھی کرتے ہیں۔ ان کو عرف عام میں دیوبندی کہا جاتا ہے۔ایک قسم وہابیوں کی نئی نمودار ہوئی ہے ان کو نیچری وہابی کہنا چاہیے ان کے بانی مولانا شبلی تھے(نادان وہابی ص:۵۔ا مطبوعہ محبوب المطابع دہلی)

خواجہ حسن نظامی دہلوی نے گمراہ و بددین وہابیت کے جو مدارج ضلالت اپنے دور میں سپرد قلم کئے تھے اس طویل عرصہ میں وہابیت کی ان تینوں شاخوں نے اپنی گمراہ گری کے خطوط پر حیرت انگیز ترقیاں کی ہیں۔ دیوبندی گروپ کے مولوی بشیر احمد فقیر والی ضلع بہاول نگر ہندوستانی وہابیوں کی ولادت اور ان کی گمراہیت کی جانب پیش قدمی کے سربستہ راز کا انکشاف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''غیر مقلدین (وہابی) انگریز کی عطا کردہ آزادی مذاہب کے نتیجے میں پیدا ہوئے اور انگریز کے اغراض و مقاصد اور خواہشات کی تکمیل کے لیے آگے بڑھے اور باطل کے مختلف محاذوں سے شجر اسلام پر خشت باری اور قلعہ اسلام پر گولہ باری کے لیے انہوں نے برضا و رغبت اپنی خدمات پیش کیں۔اور انگریز کے حضور حاضر ہو کر کہا ہم قادیان میں آنجناب کے اغراض و مقاصد کی تکمیل کے لیے اپنی جان کی بازی

لگانے سے بھی دریغ نہ کریں گے صرف جناب کے اشارۂ ابرو کی ضرورت ہے۔

(اہل حدیث اور انگریز ص:۹)

فتنۂ وہابیت کے رکن رکین اس دیو بندی مکتب فکر کے مولوی کے انکشاف سے یہ حقیقت بھی طشت از بام ہوگئی کہ ہندوستان میں وہابیت کا اصل بانی اور سر پرست انگریز سامراج تھا نیز یہ بھی واضح ہوگیا کہ وہابیت کی مذکورہ بالا شاخوں کی طرح قادیانیت بھی وہابیت کی ایک ترقی یافتہ قسم اور غیر مقلدیت کی رضاعی بہن ہے۔ لیکن یہ سب اس دور کی باتیں ہیں جب وہابیت اپنے انگریز آقاؤں کے سہارے خاک ہند میں پھلنے پھولنے کے لیے ہاتھ پیر مار رہی تھی اب یہ ہند نژاد اسلام دشمن تحریکوں کی بھی آلہ کار بن چکی ہے۔ اور ان کے نام نہاد سیاسی علما اور دانشور وشو ہندو پریشد، بجرنگ دل اور آر. ایس. ایس جیسی ہندو کٹر پنتھی جماعتوں کی حمایت اور ترجمانی میں بھی اپنے فکر و قلم کی مکمل توانائی صرف کر رہے ہیں۔ ان ملت فروشوں کی طویل فہرست میں مولوی وحید الدین خاں مدیر ''الرسالہ'' و سر پرست ''اسلامی مرکز دہلی'' کا نام سر فہرست ہے۔ اب ان کا پُر اسرار وجود اور ان کی طلسماتی تحریروں کا بنیادی نقطہ نظر بھی بڑی تیزی سے بے نقاب ہو رہا ہے۔

اس حقیقت سے خاک ہند کا کون مسلمان بے خبر ہوگا کہ برسر اقتدار ہندو قومیں اسلامیان ہند کی تہذیب و ثقافت اور ان کے اسلامی نظریات و آثار پر جس بے دردی سے تیشہ زنی کر رہی ہیں اس کی مثال کسی جمہوری ملک میں ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گی۔ یہ مسٹر ان کی ہر ظالمانہ روش اور ہر فکری شب خون کے حملوں کی حمایت میں ان سے بھی دو چار قدم آگے نظر آتے ہیں اور مسلمانوں کی مظلومانہ آہ و فغاں اور خاموش احتجاجی اقدام پر پہرے بٹھانے کے لیے ہر وقت تازہ دم اور مستعد نظر آتے ہیں۔ اور اتنے

پُرفریب پیرایۂ بیان میں بے بنیاد قلعے تعمیر کرتے ہیں کہ بھولے بھالے سادہ لوح قاری متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے۔ ایسا لگتا ہے کہ مسلم دشمن عناصر نے ان کے زبان وقلم ہی کا نہیں، فکر وضمیر کا بھی سودا کرلیا ہے۔ بھگوا جھنڈے کے زیر سایہ پروان چڑھنے والے نام نہاد ''اسلامی مرکز'' کے سرپرست کو فرائض کی ادائیگی کے لیے جو عملی اور فکری نقشہ سپرد کیا گیا ہے اس میں مسلم قوم کے دل سے ایمانی حمیت، تعظیم رسول اور جذبہ جہاد کو کھرچ کھرچ کر نکالنا اولین فریضۂ منصبی ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے تعلق سے ان کی کوئی بھی تحریر اٹھا کر دیکھ لیجئے ''صلح حدیبیہ'' کا نام لے لے کر بے موقع اور بلاضرورت صبر و تحمل کے درس سے خالی نہیں ہوتی اور اسی کے بین السطور مسلک جمہور کے عقائد و معمولات پر سنگباری کرتے ہوئے مسلمانوں کے جمہوری نقطۂ نظر اور اقدام و عمل کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ان کی تحریر و تقریر کی یہ مہلک فکر مسلم قوم کے جیالوں کی دینی امنگوں اور مردانِ حُر کی ولولہ انگیز پیش قدمیوں کے لیے زہر قاتل اور انتہائی ہلاکت خیز ہے۔

مثبت اور تعمیری فکر اور صبر و تحمل کا مظاہرہ بلاشبہ اسلام کا داعیہ ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ نگاہوں کے سامنے مسجدیں مسمار ہوتی رہیں، مسلم پرسنل لا کو یکساں سول کوڈ میں تبدیل کرنے کی سازشیں سر اٹھاتی رہیں، دہشت گرد حکومت ہند کی ناک کے نیچے قرآن عظیم نذر آتش کرتے رہیں، اہل قلم تہذیب و تاریخ کو بدلتے رہیں، نصاب تعلیم میں مسلم عہد حکومت کا چہرہ مسخ کیا جاتا رہے، منظم سازشوں کے تحت فسادات کے ذریعہ مسلمانوں کے جان و مال اور عزت و آبرو سے کھلواڑ ہوتا رہے، خواتین اسلام کی عصمتیں لٹتی رہیں اور ملت کے نوجوان خاموش تماشائی بنے تسبیح کے دانوں پر ''الصبر'' ''الصبر'' کا ورد کرتے رہیں، اگر اسلام کا تقاضائے صبر یہی ہے تو

بزدلی، بے حسی اور ایمانی بے غیرتی کس چیز کا نام ہے۔ جناب! موقع شناسی اور تدبر سے کام لے کر وقتی خاموشی اور مصالحت الگ چیز ہے۔ جو قوم وقتی پسپائی کے ساتھ دلوں سے غیرت ایمانی اور احساس زیاں بھی نکال دیتی ہے وہ غیر شعوری طور پر صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہے۔

وحیدالدین خاں اس وقت فکر و قلم کی پوری توانائی صرف کرتے ہوئے قوم کو ذلت و رسوائی کے اسی گڑھے کی جانب ڈھکیل رہے ہیں۔ وہ سب کچھ وہی کر رہے ہیں جو اسلام دشمن عناصر ان سے کرانا چاہتے ہیں ان کا اکثر وقت ہندو سبھاؤں میں سادھو سنتوں کے ساتھ گزرتا ہے۔ امسال سفر حج بھی انہوں نے بی. جے. پی کی عطا کردہ خیرات سے کیا ہے لیکن اس کی کوئی خبر ''الرسالہ'' میں نہیں آئی، یوں بھی وہ بی. جے. پی اور آر. ایس. ایس کی نوازشات کا ذکر ہی کہاں کرتے ہیں تذکرہ تو وہ اپنے آقاؤں کے اشاروں پر انجام پانے والے کارناموں کا کرتے ہیں۔

اس گفتگو کے بعد اب مجھے یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ خواجہ حسن نظامی اپنے عہد میں جس گروپ کو وہابیت کے زینے پر دیکھ رہے تھے وہ اب آر. ایس. ایس کے ترشول پر براجمان ہے۔ اسی طرح دینی عقائد و نظریات کی گمراہی اور گمراہ گری میں بھی بے حیائی اور جرأت میں جو اضافہ ہوا ہے اس مختصر تحریر میں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں۔ سردست آپ اتنا جان لیجئے کہ اسلامی لبادے میں توہین رسول ﷺ کا نام ''وہابیت'' ہے۔ اس روشنی میں وحیدالدین خاں سے ایک سوال کیا گیا ہے، جس کی عبارت من و عن حسب ذیل ہے۔

''بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ آپ حضور اکرم ﷺ کو افضل انبیاء نہیں تسلیم کرتے اس کی کیا حقیقت ہے برائے کرم واضح فرمائیں۔'' (از سید احسن الدین

حیدرآباد)(الرسالہ ۲۰۰۱ء ص:۳۶)

اس سوال سے قبل وحیدالدین خاں اپنی تحریر وتقریر میں حضرت سید المرسلین امام الانبیاء کے افضل انبیا ہونے کا انکار کر چکے ہیں۔ جس کا اظہار سائل نے اپنے سوال میں کیا ہے، لیکن سوال کا تیور دیکھ کر بڑے شاطرانہ پیرایۂ بیان میں جواب دیا ہے۔ اس کے باوجود جواب کے بین السطور سے عنادرسول کا رستا ہوا لہو صاف نظر آرہا ہے۔ دل و دماغ کی مکمل یکسوئی کے ساتھ اب آنجناب کا جواب پڑھئے۔

''پیغمبر اسلام ﷺ کا افضل ہونا بجائے خود مسلم واقعہ ہے۔ یہاں اصل سوال خود اس واقعہ کا نہیں بلکہ اس کی تعبیر کا ہے یعنی اس حقیقت کی منصوص تعبیر کیا ہے اور اس کے اظہار کا منصوص طریقہ کیا ہے۔ مثال کے طور پر یہ ایک تسلیم شدہ واقعہ ہے کہ ہر مومن کو رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انتہائی گہرا قلبی تعلق ہونا چاہئے، مگر جیسا کہ معلوم ہے اس قلبی کیفیت کی منصوص تعبیر ''محبت رسول'' ہے عشق رسول اس کی منصوص تعبیر نہیں۔

تعبیر کا یہی فرق مذکورہ مسئلہ میں بھی پایا جاتا ہے قرآن وحدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ''افضل الانبیاء'' کی تعبیر قرآن یا حدیث میں اختیار نہیں کی گئی، مثلاً قرآن میں کہیں بھی ''محمد افضل الانبیاء'' جیسی کوئی آیت نہیں اسی طرح حدیث میں ''انا الماحی'' تو ہے مگر حدیث میں کہیں بھی ''انا افضل الانبیاء'' جیسا کوئی کلمہ نہیں۔''

(الرسالہ مئی ۲۰۰۱ء ص ۶۔ ۳۵)

دیکھ رہے ہیں آپ فکری آوارگی کا رقص ابلیس، لگتا ہے وحیدالدین خاں کے نوک قلم پر شیطان بیٹھ گیا ہے اور اسی کے اشارہ پر قلم حرکت کر رہا ہے۔ سرور انبیاء فخر کون ومکاں، فخر الرسل، امام الکل، خاتم النبیین محمد عربی ﷺ کے ''افضل الانبیاء'' ہونے پر اتنے شواہد ہیں کہ ہزاروں صفحات روشن کیے جا سکتے ہیں مگر آنجناب کو ڈھونڈنے پر بھی قرآن وحدیث میں کوئی کلمہ نظر نہیں آیا اگر ملی رہبری اسی کا نام ہے تو مذہبی رہزنی کی

علامات کیا ہوں گی۔ جناب ”یہاں اصل سوال خود اس واقعہ کا نہیں بلکہ اس کی تعبیر کا ہے“یعنی افضل الانبیاء کہنا اور لکھنا دراصل وہابیت کی منصوص تعبیر نہیں۔ سنئے وہابیت کی منصوص تعبیر کیا ہے۔امام الوہابیہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تعبیرات ملاحظہ فرمایئے۔

۱۔ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔
(تقویۃ الایمان ص:۱۰)

۲۔جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔(ایضاً ص:۲۹)

۳۔انبیا،اولیاذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔(ایضاً ص:۳۸)

۴۔انبیا،اولیا،امام زادے، پیر،شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی، مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔(ایضاً ص:۶۸)

۵۔(رسول اللہ کی) جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار کرو(ایضاً ص:۶۳)

رسول اعظم ﷺ کے حوالے سے وہابیت کی منصوص تعبیرات پڑھ کر اب آپ اس نتیجے پر پہنچ چکے ہوں گے کہ وحیدالدین خاں کے سامنے سوال قرآن وحدیث کی منصوص تعبیر کا نہیں بلکہ اپنے اصل پیشوا کی پیروی کا ہے جن کی کتاب ”تقویۃ الایمان“ کا پڑھنا اور گھر میں رکھنا ان کے مذہب میں عین ایمان ہے۔اب ذرا عشق و ایمان کی آنکھیں کھولئے اور قطار در قطار قرآن وحدیث کے ان شواہد کا مطالعہ کیجئے جن کی عبارتیں چیخ چیخ کر رسول اللہ کے ”افضل الانبیاء“،”امام الانبیاء“،”خاتم الانبیاء“، ”سیدالانبیاء“،”فخرالرسل“ اور ”مولائے کل“ ہونے کا اعلان کر رہی ہیں۔ارشاد الٰہی ہے:

تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَ رَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ۔

(سورہ بقرہ آیت ۲۵۳)

ترجمہ: یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں بعض کو بعض پر فضیلت دی کچھ ان میں وہ ہیں جن سے خدا نے کلام کیا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

اس بحث کے دوران یہ نکتہ ہمیشہ پیش نظر رہے کہ افضل الانبیاء کے مقابلے میں کسی نبی ورسول کی تحقیر کا شائبہ بھی دل میں پیدا نہ ہو کیونکہ اصل نبوت ورسالت میں تمام انبیا ورسل برابر ہیں یہاں گفتگو اس سے اٹھ کر خصائص وفضائل میں ہے جیسا کہ تمام مومنین نفس ایمان میں مساوی ہیں لیکن اطاعت الٰہی، عشق رسول اور تقویٰ شعاری میں باہم متفاوت اور ایک دوسرے پر فضیلت وفوقیت رکھتے ہیں۔اس کی روشنی میں اب مذکورہ آیت کی تفسیر وتوضیح ملاحظہ فرمایئے۔

آیت کے آخری جزو "رفع بعضھم درجت" کی تفسیر میں حضرت شیخ عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ومنهم من رفعه علیٰ سائر الانبیاء فکان بعد تفاوتهم فی الفضل افضل منهم بدرجاتٍ کثیرة۔ و هو محمد ﷺ لانه هوالمفضل علیهم بارساله الی الکافة و بانه اوتیَ مالم یوته احد من الآیات المتکاثرة المرتقیة الیٰ الفِ او اکثر۔ واکبر ها القرآن لانه

ترجمہ: اور ان میں سے وہ ہیں جن کو تمام انبیا پر بلند کیا تو وہ فضل میں انبیا کے درمیان فرق مراتب کے بعد درجوں افضل ہیں۔ اور وہ محمد ﷺ ہیں۔ ان کے تمام انبیا سے افضل ہونے کی پہلی دلیل تو یہ ہے کہ آپ کی رسالت ساری مخلوق کو عام ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ ان کو بہت کثیر معجزات عطا کئے گئے جو ان سے قبل کسی کو نہیں دیئے گئے جن کی تعداد ہزار یا اس سے بھی زائد ہے اور ان میں سب سے بڑا معجزہ

المعجزة الباقية على وجه الدهر۔ وفي هذا الابهام تفخيم و بيان انه العلم الذی لايشتبه علي احدٍ والمتميز الذی لا يلتبس۔	قرآن عظیم ہے کہ یہ آج بھی صفحہ ہستی پر باقی ہے۔ اور اس ابہام میں بھی تعظیم اور اس بات کا اظہار ہے کہ یہ وصف بمنزلۂ علم ہے کہ کسی کو اشتباہ نہ ہوگا اور ایسا ممتاز ہے کہ ذرا بھی التباس نہیں۔

(تفسیر النسفی ج ا ص ۱۲۷)

اس تفسیر کی روشنی میں ہمارا مدعا روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ آیت کریمہ میں لفظ ''بعض'' سے مراد ذات سرور کائنات ہے اور رہا یہ شبہہ کہ اس مقام پر لفظ بعض کے بجائے اسم پاک مصطفےٰ کیوں نہیں تو یہ بجا ئیخو د غلط اور بے بنیاد ہے کیوں کہ مفسرین کے ارشادات کی روشنی میں یہ ابہام بھی آپ کی عظمت وفضیلت پر دال ہے کیوں کہ یہ مقام آپ کی ذات کے لیے بالکل متعین بلکہ علم کے درجے میں ہے کہ سنتے اور پڑھتے ہی دل ودماغ امام الانبیاء کے عطر بیز تصور کی خوشبوؤں سے مہک اٹھتے ہیں۔ اور ایسا بھی نہیں کہ یہ آج کے دور کی کوئی نو پید تشریح وتوضیح ہو بلکہ اس پر اکابر اسلام اور مفسرین عظام کا اجماع ہے اور عہد رسالت سے آج تک یہی اہلِ حق کا مسلک رہا ہے۔ اب ذرا اپنے ضمیر کو آواز دیجئے کیا یہ آیتِ کریمہ نبی آخر الزماں ﷺ کے ''افضل الانبیاء'' ہونے کی نا قابلِ شکست اور روشن دلیل نہیں؟

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

عاشق رسول علامہ احمد بن محمد قسطلانی اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں:

قوله تعالىٰ "ورفع بعضهم درجٰت" يعني محمداً صلى الله تعالىٰ عليه و سلم رفعه الله تعالىٰ	ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ان میں بعض کو درجوں بلند کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تین حیثیتوں سے (تمام انبیا پر) بلند کیا (۱) شب

من ثلاثة اوجه(۱) بالذات في المعراج (۲) وبالسيادة على جميع البشر (۳) و بالمعجزات مالم يوته نبى قبله (المواهب اللدنية بالمنح المحمديه	معراج ذات مصطفیٰ کو (۲) تمام انسانوں کا سردار بنا کر (۳) اور ان معجزات کے ذریعہ جو آپ سے قبل کسی نبی کو نہیں عطا کیے۔

(ج: ۳/ص: ۱۲۱)

اب اس آیت کے حوالے سے مجدد اعظم امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا ایمان افروز نقطہ نظر ملاحظہ فرمائیے۔ امام احمد رضا بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ رقم طراز ہیں:

''ائمہ فرماتے ہیں یہاں اس بعض سے حضور سید المرسلین ﷺ مراد ہیں کہ انہیں سب انبیا پر رفعت و عظمت بخشی كما نص عليه البغوى و البيضاوى والنسفي والسيوطي والقسطلاني والزرقاني والشامي والحلبي وغيرهم ۔ واقتصار الجلالين دليل انه اصح الاقوال لالتزام ذالک فى الجلالين۔ اور یوں مبہم ذکر فرمانے میں حضور کے ظہور افضلیت و شہرت سیادت کی طرف اشارہ تامہ ہے۔ یعنی یہ وہ ہیں کہ نام لو یا نہ لو انہیں کی طرف ذہن جائے گا اہل محبت جانتے ہیں کہ اس ابہام نام میں کیا لطف و مزہ ہے۔

اے گل بتو خرسندم کہ بوئے کسے داری

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید کہ از انفاس خوشش بوئے کسے می آید

(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین ص:۱۵)

مفسرین عظام اور اکابر اسلام کی تشریحات سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ آیت کریمہ۔ ''ورفع بعضهم درجت'' میں آقائے کائنات کا افضل الانبیاء ہونا چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن و منور ہے۔ اہل حق میں سے کسی نے آج تک اس پر نکیر

نہیں کی لیکن وہابیت و دیوبندیت تو نام ہی تنقیص رسول کا ہے ان کا کام ہی انبیا اور اولیا کی عظمتوں کا چھپانا اور توہین رسول کے لیے نت نئی راہیں نکالنا ہے وہ افضل الانبیاء کی تعریف بھی عام بشر کی سی ہی کرتے ہیں بلکہ اس میں بھی بخل سے کام لیتے ہیں اگر یہی مطلوب الٰہی ہوتا تو قرآن عظیم کی آیتوں میں رسول اللہ کی عظمت وفضیلت کی کہکشاں کیوں جگمگا رہی ہوتی۔ اب اس پس منظر میں آیت مذکورہ کے تحت وحید الدین خاں کی گمراہ کن تفسیر کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

> ''ہر پیغمبر مختلف حالات میں آتا ہے اور اپنے مشن کی تکمیل کے لیے الگ الگ چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے اس اعتبار سے کسی کو ایک فضیلت دی جاتی ہے اور کسی کو دوسری، بعد کے دور میں پیغمبر کی فضیلت اس کے امتیوں کے لیے فتنہ بن جاتی ہے۔ وہ اپنے نبی کو دی جانے والی فضیلت کو تائیدی فضیلت کے بجائے مطلق فضیلت کے معنی میں لے لیتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم سب سے افضل پیغمبر کو مان رہے ہیں اس لیے اب ہمیں کسی اور کو ماننے کی ضرورت نہیں۔
>
> اسی طرح اللہ کے وہ بندے جو امت محمدی کی اصلاح وتجدید کے لیے اٹھے ان کا بھی لوگوں نے انکار کر دیا کیوں کہ ان کے مخاطبین کی نفسیات یہ تھی کہ ہم بزرگوں کے وارث ہیں، ہم اکابر کا دامن تھامے ہوئے ہیں پھر ہم کو کسی اور کی کیا ضرورت؟
>
> (تذکیر القرآن جلد اول ص:۱۰۸)

''ورفع بعضہم درجت'' سے متعلق اس غیر متوارث اور اختراعی تفسیر کا تجزیہ کریں تو درج ذیل حقائق سامنے آئیں گے۔

۱۔ قرآن کے لفظ ''بعض'' سے کون مراد ہے ترجمہ وتفسیر میں کہیں ذکر نہیں کیا یہ پیغمبر اسلام کی عظمت وفضیلت بلکہ ان کی ذات مقدسہ سے قلبی عناد وتعصب ظاہر نہیں کر رہا ہے۔

۲۔ اس میں انبیائے کرام بشمول آخر الانبیاء کے لیے چاروناچار تائیدی فضیلت کو تسلیم کرتے

ہوئے بڑی دیدہ دلیری سے مطلق فضیلت کا انکار کیا ہے یہ نبی کریم ﷺ کے فضل و کمال سے انکار کا ایک چور راستہ ہے جبکہ حق یہی ہے کہ افضل الانبیاء ﷺ کو افضلیت مطلقہ سے سرفراز کیا گیا ہے۔ علمائے اسلام نے بڑی شرح وبسط کے ساتھ اس نقطہ فکر کو اٹھایا ہے اور اس کے اثبات پر قطار در قطار دلائل قائم فرمائے ہیں۔ ذیل میں علامہ سعد الدین تفتازانی کا استدلال ملاحظہ فرمایئے۔

واستدل الشیخ سعد الدین التفتازانی لمطلق افضلیته ﷺ بقوله تعالیٰ "کنتم خیر امة اخرجت للناس" قال لانه لاشک ان خیریة الامة بحسب کمالهم فی الدین، و ذلک تابع لکمال نبیهم الذی یتبعونه۔ (المواهب اللدنیه جلد ۳ ص:۱۲۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ارشاد "تم بہترین امت ہو ان میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں" سے حضرت شیخ سعد الدین تفتازانی نے نبی کریم ﷺ کی مطلق افضلیت پر استدلال فرمایا۔ کیونکہ ظاہر ہے امت کی بہتری دین میں کمال کے اعتبار سے ہے اور یہ موقوف ہے ان کے نبی کے فضل وکمال پر جس کی امت پیروی کرتی ہے۔

۳۔ خاں صاحب نے انبیائے کرام کے فضائل وکمالات کو دبے لفظوں میں امتوں کے لیے فتنوں کا باعث قرار دیا ہے، لیکن انہوں نے امتوں کو مورد الزام ٹھہرایا ہے جبکہ یہ الزام حق سبحانہ تعالیٰ پر عائد ہوتا ہے کیونکہ اسی نے اپنے محبوب انبیا ورسل کو فضائل وکمالات اور آیات ومعجزات سے نوازا اور آسمانی کتابوں میں بار بار ان کا ذکر فرمایا اور تحدیث نعمت کے طور پر ان کا خوب خوب چرچا کرنے کا حکم دیا، لیکن خاں صاحب کو اس کی کیا پرواہ ان کے دین و مذہب کی بنیاد ہی توہین خدا و رسول پر قائم ہے جب ان کے مذہب میں خدائے تعالیٰ کا جھوٹ بولنا ممکن ہے تو فضائل انبیا کے ذریعہ امتوں کو فتنوں میں مبتلا کرنا کیوں ممکن نہیں ہوگا۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ اصحاب معجزات وکمالات انبیا کی بعثت کا مقصد قوموں کو ہدایت دینا نہیں بلکہ انہیں فتنوں میں ڈالنا تھا۔ الامان والحفیظ

۴۔ خاں صاحب نے اس آیت کی تفسیر بلکہ اپنی پوری ''تذکیر القرآن'' میں نہ تو قرآن و حدیث سے استشہاد کیا اور نہ اقوال ائمہ اور ارشادات مفسرین سے بلکہ ایسا لگتا ہے کہ ان کی سرکاروں نے انہیں اولیا و انبیا کی توہین اور تفریق بین المسلمین کی جو ذمہ داری سونپی ہے اس کی ادائیگی کے لیے انہوں نے قرآن کے دامن کو سب سے مناسب محل اور موثر ذریعہ سمجھا کہ مسلمان قرآن کی تفسیر کا نام سن کر اسے پڑھے گا اور اس راستے سے دیا جانے والا ''سلو پائزن'' بخوبی اس کے حلق تک پہنچ جائے گا جو نیچے اتر کر بآسانی اس کا کام تمام کر دے گا۔

ان حقائق کی روشنی میں ہمارے قارئین اب اس نتیجے تک پہنچ چکے ہوں گے کہ ''تذکیر القرآن'' تفسیر قرآن کے بجائے قادیانیت کی پشت پناہی اور وہابیت و دیوبندیت کی تبلیغ کے لیے لکھی گئی ہے۔

اب ذیل میں آپ کے افضل الانبیاء ہونے پر قرآن عظیم سے ایک اور شہادت ملاحظہ فرمایئے۔ قرآن عظیم میں ہے ''وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّيْنَ عَلٰى بَعْضٍ''۔ (سورہ اسرا آیت نمبر ۵۵)

اس آیت کے تحت حضرت عبداللہ بن احمد نسفی ارشاد فرماتے ہیں:

فیه اشارة الی تفضیل رسول الله ﷺ وقوله "وآتینا داؤد زبورا" دلالة علیٰ وجه تفضیله وانه خاتم الانبیاء وان امته خیر الامم لأنّ ذلک مکتوب فی زبور داؤد قال الله تعالی "وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ

ترجمہ: اس میں رسول اللہ ﷺ کی افضلیت کی جانب اشارہ ہے اور ارشاد باری ''ہم نے داؤد کو زبور عطا کی'' وجہ افضلیت پر دلیل اور اس کا بیان ہے کہ سرکار خاتم الانبیاء ہیں اور ان کی امت خیر الامم ہے اس لیے کہ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کی کتاب زبور میں لکھا ہوا ہے۔ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے ''بیشک ہم نے ذکر (توریت) کے بعد زبور میں لکھا کہ اس زمین کے وارث میرے

يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ" وَهم محمد و امته۔

نیک بندے ہوں گے وہ رسول اللہ ﷺ ہیں اوران کی امت۔

(تفسير النسفي الجزء الثاني ص:۱۱۷)

اس تفسیر کی تائید حدیث رسول اللہ ﷺ سے بھی ہوتی ہے، امام بیہقی وہب بن منبہ سے روایت فرماتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان الله تعالىٰ اوحیٰ فی الزبور یاداؤد انه سیاتی بعدک من اسمه احمد و محمد صادقاً نبیا لا اغضب علیه ابداً لایعصینی ابداً (الی قوله)امته امة مرحومة اعطینهم من النوافل مثل ما اعطیت الانبیاء وافترضت علیهم الفرائض التی افترضت علی الانبیاء والمرسلین حتی یاتونی یوم القیامة و نورهم مثل نور الانبیاء الی ان قال یاداؤد انی فضلت محمداً وامته علی الامم کلهم الی آخره۔ (بیهقی شریف)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زبور مقدس میں وحی بھیجی، اے داؤد! عنقریب تیرے بعد وہ سچا نبی آئے گا جس کا نام احمد و محمد ہے میں کبھی اس سے ناراض نہ ہوں گا نہ وہ کبھی میری نافرمانی کرے گا اس کی امت امت مرحومہ ہے میں نے انہیں وہ نوافل عطا کئے جو پیغمبروں کو دیئے اور ان پر وہ احکام فرض ٹھہرائے جو انبیا و رسل پر فرض تھے، یہاں تک کہ وہ لوگ میرے پاس روز قیامت اس حال میں حاضر ہوں گے کہ ان کا نور مثل نور انبیا ہوگا۔ اے داؤد میں نے محمد کو سب سے افضل کیا اور اس کی امت کو تمام امتوں پر فضیلت بخشی۔

اب ان شواہد کی روشنی میں جناب وحیدالدین خاں کے اس دعوے کو ایک بار پھر دہرا لیجئے: "کہ قرآن میں کہیں بھی محمد افضل الانبیاء جیسی کوئی آیت نہیں"۔ وحیدالدین خاں نے حدیث رسول کے تعلق سے بھی یہ گمراہ کن دعویٰ بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کیا ہے: "کہ حدیث میں کہیں بھی انا افضل الانبیاء جیسا کوئی کلمہ نہیں"۔ اس دعوے کے بعد آنجناب نے بطور استشہاد تفسیر ابن کثیر (۱/ ۳۰۴) کے حوالے سے یہ حدیث

بھی نقل کی ہے۔ ''لا تفضلونی علی الانبیاء'' یعنی مجھ کو دوسروں پر فضیلت نہ دو اور اسی مفہوم کی ایک دوسری حدیث بھی اسی حوالے سے نقل کی ہے ''لا تفضلوا بین الانبیاء'' (الرسالہ مئی ۲۰۰۱ء ص: ۳۵)

مفسرین و محدثین اور سیرت نگاران مصطفےٰ صدیوں سے ان احادیث سے متعلق اعتراضات کے جوابات لکھتے چلے آرہے ہیں مگر افسوس خاں صاحب نے اپنے بے بنیاد مدعا کے ثبوت میں پھر اسی شبہ کو دہرادیا مگر حیرت و افسوس تو یہ ہے کہ انہیں شبہ تو نظر آیا لیکن اسی مقام پر اکابر اسلام اور شارحین حدیث کے جوابات نظر نہیں آئے اس پس منظر میں ذرا آپ ہی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ یہ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف منظم سازش ہے کہ نہیں اگر امت مسلمہ کی رہبری اسی کا نام ہے تو لغت سے رہزنی کا مفہوم ہی خارج کرنا پڑے گا۔

المواهب اللدنية بالمنح المحمديه جلد سوم میں ''مناقشة القائلين بعدم التفضيل'' کے زیر عنوان ان احادیث کے حوالے سے بڑی تفصیلی گفتگو کی ہے، اور علمائے اسلام اور شارحین احادیث کے اقوال سے تعارض کی دیواریں منہدم کرتے ہوئے رسول اللہ کے افضل الانبیاء ہونے کو چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور بے داغ کر دیا ہے لیکن خاں صاحب کچھ بھی نہیں سمجھ سکے دراصل فہم حدیث کے لیے عناد رسول نہیں عشق رسول درکار ہے جبکہ خاں صاحب کا دل عناد رسول سے لبریز ہے۔ انہیں تو وہ روایتیں درکار ہوتی ہیں جن سے ان کے دل کی تسکین اور ان کے نو پید دین و مذہب کی تبلیغ ہو یعنی ''جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار کرو'' انہیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ خدا و رسول کے ارشادات کی حقیقی مراد کیا ہے اور عہد رسالت سے آج تک جمہور علما اسلام کی تشریحات و ترجیحات کیا ہیں؟

اگر ایسا نہ ہوتا تو وہابیت اور اس کی شاخوں کا ظہور ہی کیوں ہوتا اور اس سے تفریق و انتشار کے یہ ہولناک مناظر کیوں سامنے آتے۔ اب ہم تفصیل میں نہ جا کر خاں صاحب کی نقل کردہ دونوں حدیثوں کے تعلق سے حضرت ملا علی قاری کی شرح شفا سے ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔ اگر دل میں ایمانی زندگی کی کچھ بھی رمق باقی رہ گئی ہوگی تو ہدایت اور قبول حق کے امکانات ہیں اور اگر ضلالت و گمراہی کی مہر لگ چکی ہے تو کم از کم ہم فریضہ منصبی سے ضرور سبکدوش ہو جائیں گے۔

حضرت ملا علی قاری رقم طراز ہیں:

وقد اجاب العلماء عن هذا الحديث بأجوبة منها انه قال تادباً و تواضعاً۔ ومنها انه قال قبل ان يعلم انه افضلهم فلما علم قال انا سيد ولد آدم بل وفي البخاري انا سيد الاولين و الآخرين ولافخر۔ ومنها انه نهى عن تفضيل يودى الى الخصومة كماثبت سببه في الصحيح بورود" لا تفضلوني علىٰ موسىٰ كما سيجيء"۔ ومنها انه نهىٰ عن تفضيل يودى الى نقص بعضهم لاعن كل تفضيل لثبوته

ترجمہ: علمائے کرام نے اس حدیث کے مختلف جوابات دیئے ہیں۔ (۱) رسول اللہ نے انکسار و تواضع کے طور پر فرمایا۔ (۲) رسول اللہ نے اپنی افضلیت سے آگاہی کے قبل ارشاد فرمایا تھا پھر جب علم ہو گیا تو فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں بلکہ بخاری شریف میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں اولین و آخرین کا سردار ہوں اور یہ میں فخر کے طور پر نہیں کہتا۔ (۳) رسول اللہ نے ایسی افضلیت کے ذکر سے انکار فرمایا جو خصومت و اختلاف کا باعث ہو جیسا کہ صحیح بخاری میں ارشاد رسول "مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو" کے پس منظر سے ثابت ہے (تفصیل آگے آئے گی) (۴) رسول اللہ نے ایسی افضلیت کے ذکر

فی الجملة کما قال تعالیٰ "تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض منهم من کلم الله ورفع بعضهم درجٰت و آتینا عیسیٰ ابن مریم البینات، و منها انه نهیٰ عن التفضیل فی نفس النبوة لافی ذوات الانبیاء و عموم رسالتهم و زیادة خصائصهم و مزیة حالاتهم و هذا بمعنی قوله صلی الله تعالی علیه وسلم علی ماروٰه الشیخان "ولا تفضلوا بین الانبیاء۔"واما قوله علیه الصلوٰة والسلام "ولاتخیرونی علی موسیٰ" فسببه ماروٰه الشیخان وابوداؤد و النسائی من انه استب مسلم و یهودی قال والذی اصطفیٰ موسیٰ علی العالمین فلطم المسلم وجهه و ذکرذالک للنبی ﷺ فسأل المسلم عنه فاخبره فقال لاتخیرونی علی موسیٰ ای تخییر

سے روکا ہے جس میں کسی دوسرے نبی کی تنقیص کا پہلو نکلے نہ کہ ہر تفضیل سے روکا، اس لیے کہ وہ تو فی الجملہ ثابت ہے جس کا ثبوت اس ارشاد الٰہی سے ظاہر ہے،" یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا، ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی نشانیاں دیں۔" (۵) رسول اللہ نے نفس نبوت میں افضلیت کی نفی فرمائی ہے انبیا کرام کی ذوات مقدسہ، ان کی رسالت کی ہمہ گیری، ان کے خصائص کی کثرت اور ان کی احوال کے امتیازات میں بیان افضلیت سے نفی نہیں فرمائی۔ شیخین سے مروی اس حدیث رسول "انبیا کے درمیان تفضیل نہ کرو" کا یہی مفہوم ہے۔اور شیخین، ابوداؤد اور نسائی سے جو یہ ارشاد رسول مروی ہے کہ فرمایا" مجھے موسیٰ علیہ السلام سے بہتر نہ کہو" اس ارشاد کے پس منظر کی تفصیل اس طرح ہے کہ ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان اس مسئلہ کو لے کر اختلاف ہو گیا یہودی نے کہا اس کی قسم جس نے موسیٰ کو تمام جہانوں میں منتخب کیا تو مسلمان نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا، اس نے بارگاہ رسول میں اس کا ذکر کیا آپ نے مسلمان سے پوچھا تو اس نے اس کی تفصیل بتائی اس پر رسول اللہ نے ارشاد فرمایا" مجھے موسیٰ پر فوقیت نہ دو"

مفاضلة یودی الیٰ مخاصمةٍ۔" یعنی مقابلہ والی فوقیت جس کا نتیجہ جھگڑا لڑائی ہو۔
(الجزء الاول من شرح الشفاللفاضل علی القاری ص:۹۲۔ ۲۹۱)

علمائے اسلام کے جوابات اور محدثین کی توضیحات سے واضح ہو گیا کہ جن احادیث میں سرور کونین ﷺ نے اپنے افضل ہونے کے ذکر سے روکا ہے اس کے کچھ خاص دواعی ہیں اور ان احادیث کا خاص پس منظر بھی اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مذکورہ صورتیں نہ ہوتے ہوئے بھی امام الانبیاء کے افضل الانبیاء ہونے کا ذکر نہ کیا جائے۔ جیسا کہ وحید الدین خاں نے "افضل الانبیاء" کے ذکر پر بیک قلم پہرہ بٹھا دیا ہے۔ خاں صاحب نے یہودی و مسلمان کے درمیان تنازع والی حدیث نقل کرنے کے بعد جو نتیجہ سپرد قلم کیا ہے اس پر سر پیٹ لینے کو جی چاہتا ہے۔ آنجناب لکھتے ہیں:

"مذکورہ روایت بتاتی ہے کہ افضل الانبیاء کی تعبیر شریعت میں کیوں اختیار نہیں کی گئی"۔ (الرسالہ مئی ۲۰۰۱ء ص:۳۵)

یعنی ایک مخصوص پس منظر میں وارد حدیث کی بنیاد پر اپنے باطل مذہب کی عمارت کھڑی کر لی اور شارحین حدیث کی توضیحات اور علمائے اسلام کے جوابات کو شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے۔ اور وہ درجنوں حدیثیں بھی نظر نہ آئیں جن کی واضح اور غیر مبہم عبارتیں اذعان و یقین کی بلند چوٹیوں سے سرور کونین ﷺ کے افضل الانبیاء ہونے کا اعلان کر رہی ہیں۔

اب ذیل میں احادیث کے وہ نصوص ملاحظہ فرمایئے جن میں تمام رسولوں پر ہمارے نبی کی افضلیت شمس در کف حقیقت کی طرح روشن و منور ہے۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن ابی امامۃ عن النبی ﷺ قال ان اللہ فضلنی علی الانبیاء۔ (ترمذی جلد اول ص:۱۸۷)

ترجمہ: ابوامامہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ سرکار نے ارشاد فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام انبیا پر فضیلت و برتری عطا فرمائی۔

مقدمہ دارمی میں ہے:

ان اللہ فضل محمداً علی الانبیاء (دارمی مقدمہ ۸)

ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو تمام انبیا سے افضل کیا۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن ابی هریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بستٍ اعطیت جوامع الکلم و نصرت بالرعب واحلت لی الغنائم و جعلت لی الارض مسجداً و طهوراً و ارسلت الی الخلق کافۃ و ختم بی النبیون۔ هذا حدیث حسن صحیح۔(ترمذی جلدِ اول صہ ۱۸۸)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے دیگر انبیا و رسل پر چھ چیزوں کے ذریعہ فضیلت و برتری دی گئی، پہلی چیز تو یہ ہے کہ مجھے کلمات جامع کی صفت دی گئی، دوسری چیز یہ کہ رعب و دبدبہ کے ذریعہ میری نصرت کی گئی، چوتھی چیز یہ کہ زمین میرے لیے مسجد اور طاہر و مطہر بنائی گئی، پانچویں چیز یہ کہ مجھے تمام جہاں کے لیے رسول بنایا گیا اور چھٹی چیز یہ کہ میری ذات پر نبیوں کی آمد کا سلسلہ ختم کیا گیا۔

شرح شفا میں ہے۔ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الحمدللہ الذی فضّلنی علی جمیع النبین حتی فی اسمی و

ترجمہ: تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے مجھے تمام انبیا پر فضیلت دی، یہاں تک کے

صفتی (ذکرہ القاری فی شرح الشفا فقال قد روی -- عن ابن عباس) (بحوالہ جزاء اللہ عدوہ بإبائه ختم النبوہ ص:۲۷)

میرے نام وصفت میں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انا قائد المرسلین و لافخر وانا خاتم النبین و لافخر وانا اول شافعٍ و مشفع ولافخر۔ (مشکوٰۃ کتاب الفتن ص: ۵۱۸)

ترجمہ: میں رسولوں کا پیشوا ہوں اور یہ بات ازراہ فخر نہیں اور میں انبیا کا خاتم ہوں اور یہ بات ازراہ فخر نہیں اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی اور یہ بات ازراہ فخر نہیں ہے۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، "انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولافخر، وبیدی لواء الحمد ولا فخر، ومامن نبی آدم فمن سواہ الاتحت لوائی۔ (بحوالہ مواھب اللدنیۃ جلد۳ ص: ۱۲۳)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا" میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ بات میں فخر کے طور پر نہیں کہتا، اور میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور یہ فخر کے طور پر نہیں کہتا بنی آدم اور ان کے سوا تمام مخلوق میرے پرچم تلے ہوگی۔

اس حدیث کی مزید روایات اور سند کے تعلق سے المواھب اللدنیہ کے محقق و محشی صالح احمد شامی رقم طراز ہیں:

وکذا رواہ احمد وابن ماجہ و صححہ الحاکم، قال الترمذی،

ترجمہ: اسی طرح حدیث کو احمد اور ابن ماجہ نے روایت کیا، حاکم نے اس کی تصحیح کی اور امام ترمذی

حسن صحیح۔ (مولھب جلد ۳ نے اسے حسن صحیح کہا۔
ص:۱۲۳)

امام بخاری نے مرفوعاً روایت کیا۔

عن ابی هریرة "انا سید الناس یوم القیامة۔"

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا،" میں قیامت کے روز تمام انسانوں کا سردار ہوں گا۔"

اس روایت کے ذیل میں علامہ احمد بن محمد قسطلانی فرماتے ہیں:

هذا یدل علی انه افضل من آدم علیه السلام و من کل اولاده بل افضل من الانبیاء، بل افضل الخلق کلهم" (مواهب اللدنیة جلد ۳ ص:۱۲۳)

ترجمہ: اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت آدم اور ان کی تمام اولاد سے افضل ہیں بلکہ انبیائے کرام سے بھی بلکہ تمام مخلوق سے بھی۔

حضرت ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ارسلت الی الجن والانس والی کل احمر واسود، واحلت لی الغنائم دون الانبیاء، وجعلت لی الارض کلها طهوراً، ومسجداً، ونصرت بالرعب امامی شهراً، واعطیت خواتیم سورة البقرة، وکانت من کنوز العرش،

ترجمہ: میں جن وانس اور سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا، اور سب انبیا سے الگ میرے ہی لیے غنیمتیں حلال کی گئیں اور میرے لیے ساری زمین پاک کرنے والی اور مسجد ٹھہری، اور میرے آگے ایک مہینہ راہ تک رعب سے میری مدد کی گئی، اور مجھے سورۃ بقر کی پچھلی آیتیں کہ خزانہ ہائے عرش سے تھیں عطا ہوئیں، یہ خاص میرا حصہ تھا سب سے جدا اور مجھے توریت کے بدلے

وخصصت بها دون الانبیاء واعطیت المثانی مکان التوراة، والمئتین مکان الانجیل، والحوامیم مکان الزبور، وفضلت بالمفصل، واناسید ولد آدم فی الدنیا والآخرة ولافخر، وانا اول من تنشق الارض عنی وعن امتی ولافخر، وبیدی لواء الحمد یوم القیامة و جمیع الانبیاء تحته ولافخر والی مفاتیح الجنة یوم القیامة ولافخر، وبی تفتح الشفاعة ولافخر وانا سابق الخلق الی الجنة ولافخر، وانا امامهم وامتی بالاثر،

(بحوالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین مع ترجمہ از امام احمد رضا بریلوی۔ ص: ۴۵۔۴۶)

قرآن کی وہ سورتیں ملیں جن میں سو سے کم آیتیں ہیں، اور انجیل کی جگہ سو سو آیت والیاں اور زبور کے عوض حٰم کی سورتیں، اور مجھے مفصل سے تفضیل دی گئی کہ سورۂ حجرات سے آخر قرآن تک ہے، اور میں دنیا و آخرت میں تمام بنی آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر نہیں، اور سب سے پہلے میں اور میری امت قبور سے نکلے گی اور کچھ فخر نہیں اور قیامت کے دن میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور تمام انبیا اس کے نیچے اور کچھ فخر نہیں، اور مجھ ہی سے شفاعت کی پہل ہوگی اور کچھ فخر نہیں اور میں تمام مخلوق سے پہلے جنت میں تشریف لے جاؤں گا اور کچھ فخر نہیں، میں ان سب کے آگے ہوں گا اور میری امت میرے پیچھے۔

ان چند احادیث نبویہ کے ذکر کے بعد اب ہم قلم روکتے ہیں ورنہ سرکار اقدس کے فضائل وکمالات کا نورانی محل عرش علٰی سے بلند اور شرق وغرب سے وسیع تر ہے کس کی مجال جو ان کے فضائل وکمالات کی درخشاں کہکشاں نوک قلم سے سینۂ قرطاس پر اتار سکے، ارباب قلم جب لکھتے لکھتے تھک گئے تو یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

لایمکن الثناء کما کان حقہ ۔۔۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اب ہم اس بحث کو مزید مبرہن ومستند کرنے کے لیے امام احمد رضا قدس سرہ کا

ایک فیصلہ کن اقتباس نقل کرتے ہیں:

”حضور پرنور سید عالم ﷺ کا افضل المرسلین وسید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی یقینی اذعانی اجماعی اتفاقی مسئلہ ہے۔ جس میں خلاف نہ کرے گا مگر گمراہ بددین بندۂ شیاطین والعیاذ باللہ رب العالمین۔ کلمہ پڑھ کر اس میں شک عجیب ہے۔ آج نہ کھلا تو کل قریب ہے، جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا، سارے مجمع کا دولہا حضور کو بنائے گا، انبیاء جلیل تا حضرت خلیل سب حضور ہی کے نیازمند ہوں گے موافق ومخالف کی حاجتوں کے ہاتھ انھیں کی جانب بلند ہوں گے، انھیں کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا۔ جو آج بیان ہے کل عیاں ہے۔(تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین ص:۳)

مذکورہ بالا بحث کا حاصل اب آفتاب نصف النہار کی طرح روشن ہو گیا کہ سرور کونین ﷺ کا افضل الانبیا ہونا اجماعی ویقینی ہے اور اس سے انکار سخت گمراہی اور بددینی ہے اور اس منفرد اور امتیازی وصف وکمال کے اظہار سے خاموشی نری جہالت و نادانی ہے۔ لیکن خاں صاحب کو ضد ہے کہ رسول اللہ کو افضل الانبیاء نہ کہا جائے اس سے لوگوں میں نفسیات کا جذبہ ابھرتا ہے۔ اب ہم اپنی بحث کو ختم کرتے ہوئے اس سلسلہ میں ان کے عیار قلم کا ایک اور اقتباس نقل کرتے ہیں خاں صاحب لکھتے ہیں:

”افضل الانبیاء کی تعبیر لوگوں کے اندر فخر وناز کی نفسیات پیدا کرتی ہے، ہر ایک اپنے فخر کو ثابت کرنا چاہتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غیر ضروری قسم کے نزاعات ابھرتے ہیں۔

اس معاملہ میں قرآن وحدیث سے جو منصوص تعبیر ملتی ہے اس کا فائدہ یہی ہے مثلاً قرآن میں پیغمبر اسلام ﷺ کو خاتم النبین (الاحزاب ص:۴۰) کہا گیا ہے یہ تعبیر اہل ایمان کے اندر ذمہ داری کا جذبہ ابھارتی ہے۔ اس سے یہ احساس بیدار ہوتا ہے کہ پیغمبر کے بعد اب پیغمبر کے ماننے والوں کو یہ کام کرنا ہے۔

یہ تعبیر بتاتی ہے کہ ختم نبوت کے بعد آپ کی امت مسئولیت کے اعتبار سے

مقام نبوت پر ہے پہلی تعبیر (افضل الانبیاء) اگر فخر کا احساس پیدا کرتی ہے تو دوسری تعبیر ذمہ داری کا احساس ابھارتی ہے۔ (الرسالہ مئی ۲۰۰۰ء ص:۶۔۴۵)

اس پر عرض ہے کہ قرآن میں خاص امت کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے'' کنتم خیرامۃ'' تم سب سے بہتر امت ہو، اگر اپنے نبی کو افضل الانبیا کہنے سے فخر کا احساس ہو سکتا ہے تو خود اپنے بہتر اور افضل ہونے کے ذکر سے تو اور زیادہ فخر کا احساس پیدا ہوگا۔ اگر آپ کی بات صحیح مان لی جائے تو حیرت ہے کہ جو کلمہ بالواسطہ فخر کا احساس بعید پیدا کر سکتا تھا اسے تو قرآن نے چھپالیا لیکن جو کلمہ براہ راست اور فوری طور پر فخر کا احساس پیدا کرنے والا ہے اسے سامنے رکھ دیا، فیاللعجب!

بلاشبہ خاتم النبین ہونا منصوص تعبیر ہے لیکن یہ تعبیر بھی تو مفسرین اور علماء کے نزدیک افضل الانبیاء ہونے پر ایک روشن اور ناقابل شکست دلیل ہے۔ اس بحث سے صرف نظر کرتے ہوئے ہم خاں صاحب سے عرض کریں گے خاتم النبین بمعنی آخری نبی ہے یعنی ارشاد رسول ''لا نبی بعدی'' کی توضیح کے مطابق اس کا صاف ستھرا مطلب یہ ہے نبی آخرالزماں کے بعد اب کوئی اور کسی بھی نوعیت کا نبی قیامت تک مبعوث نہیں ہوگا یہ نص قطعی سے ثابت ہے اس لیے اس کا منکر کافر ہے شفا شریف اور اعلام بقواطع الاسلام میں ہے ''یکفر ایضامن کذب بشیٔ مما صرّح فی القرآن من حکم او خبر'' یعنی اس کی بھی تکفیر کی جائے گی جس نے قرآن عظیم کے کسی صریح حکم یا خبر کو جھٹلایا لیکن خاں صاحب آپ کو اپنے گھر کی بھی کچھ خبر ہے آپ کے دین و مذہب میں عقیدہ نبوت بھی اپنے حقیقی معنی میں کہاں محفوظ ہے آپ کے بزرگوں نے تو اس کا بھی انکار کیا ہے یا تو اپنے مذہب سے آپ ارتداد کی راہ اختیار کر رہے ہیں یا ان سطور کو لکھتے وقت اپنے مذہب کے ایک بنیادی عقیدہ سے مصلحت کے پیش نظر قوم کا ذہن ایک دوسری

جانب پھیرنا چاہتے ہیں تاکہ آئندہ ختم نبوت بھی اپنا موروثی عقیدہ لوگوں کے حلق سے نیچے اتارنے کے لیے راہ ہموار ہو سکے۔ ہم بروقت بس اتنا ہی کہیں گے۔

آپ کے مقتدر پیشوا مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

"عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں، پھر مقام مدح میں "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" فرمانا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔

چند صفحات کے بعد:

بالفرض بعد زمانہ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے (تحذیر الناس، ص:۱۲)

اور آپ کے مذکورہ بالا اقتباس کی روشنی میں دوسری بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ کے لیے امت مسلمہ "افضل الانبیاء" جیسی تعبیرات استعمال کرتی ہے تو آپ کا کلیجہ پھٹنے لگتا ہے اور بقول آپ کے امت میں فخر و ناز کی نفسیات ابھرتی ہے۔ لیکن آپ ہی لکھتے ہیں کہ "ختم نبوت کے بعد آپ کی امت مسئولیت کے اعتبار سے مقام نبوت پر ہے" کیا اعتبار کی قید لگا کر امت کو نبوت کے مقام پر بٹھانے سے فخر کا احساس نہ پیدا ہوگا؟ یہ غلط ہے کہ اس سے تو صرف مسئولیت کا احساس ابھرے گا اور نبی کو "افضل الانبیاء" کہنے سے فخر اور صرف فخر کا احساس پیدا ہوگا۔ مزید عرض ہے کہ جب آپ اپنے علما اور بزرگوں کو منصب خدائی پر بٹھاتے ہیں اور نبی سے برتر لکھتے ہیں تو آپ کے دل میں فخر و ناز کی نفسیات کیوں نہیں ابھرتی۔ سنئے آپ کے ایک برادر بزرگوار مولانا سعید احمد پالنپوری استاذ دارالعلوم دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے تعلق سے بڑے فخر و ناز سے لکھتے ہیں:

''بچپن میں آپ نے خواب دیکھا کہ آپ اللہ عز شانہ کی گود میں بیٹھے ہیں آپ کے دادا صاحب نے تعبیر دی کہ اللہ پاک آپ کو علم عطا فرمائے گا۔'' (کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے، افادات مولوی قاسم نانوتوی، مطبوعہ مکتبہ حجاز دیوبند ص:۱۰)

کیا یہ منصب خدائی کی جانب مشرکانہ پیش رفت نہیں ہے اس سے آپ کے دل میں فخر و ناز کی نفسیات نہیں ابھری۔

مولوی محمود حسن دیوبندی مولوی رشید احمد گنگوہی کی شان میں اپنے قصیدہ میں لکھتے ہیں:

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا   اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

(مرثیہ مولوی رشید احمد ص:۳۳ مطبوعہ دیوبند)

مردوں کو زندہ کرنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ممتاز وصف و معجزہ تھا لیکن آپ کے عظیم پیشوا رشید احمد گنگوہی مردوں کو تو زندہ کرتے ہی تھے زندوں کو بھی مرنے نہیں دیتے تھے ظاہر ہے وصف مسیحائی میں وہ ایک نبی سے بڑھے ہوئے تھے'' اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم'' کا تیور اور تقابل چیخ چیخ کر اس عقیدہ و ایمان کا اعلان کر رہا ہے۔ یہ اردو کا ایک محاورہ ہے کہ کسی کی تعریف کے موقع پر کسی سے تقابل کرتے ہوئے جب بولا جاتا ہے'' ذرا اس کو دیکھیں'' ذرا اس کو دیکھیں تو تقابل علیٰ وجہ الفوقیت ہی مراد ہوتا ہے جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے تعلق سے کسی شاعر نے کہا ہے۔

بھوکے پیاسے نے ہزاروں کو تہ تیغ کیا   اس شجاعت کو ذرا دیکھے تو رستم آکر

اس شعر میں شاعر نے وصف شجاعت میں رستم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت و برتری ظاہر کی ہے۔ اسی طرح مذکورہ بالا شعر میں وصف مسیحیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر رشید احمد گنگوہی کی برتری اور فضیلت ظاہر کی ہے۔

اس پس منظر میں ہم خاں صاحب سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس مقام پر آپ کے فکر وقلم کی توانائی کیوں مردہ ہوگئی جس قلم سے آپ افضل الرسل کے قصر پر شکوہ میں شگاف ڈالنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں کبھی اس کا رخ آپ نے صنم خانہ دیوبند کے خود تراشیدہ بزرگوں کی جانب بھی کیا ہے۔ ہمیں یقین ہے آپ ہرگز نہیں کریں گے۔ افضل الانبیاء کی تعبیر تو غیر منصوص نظر آتی ہے اور فخر وناز کی نفسیات ابھرتی ہے لیکن جب یہ اپنے مولویوں کو خدائے پاک برتر کی گود میں بٹھاتے ہیں اور بلند عظمت نبی پر فوقیت وفضیلت دیتے ہیں تو کون سا نص پیش نظر ہوتا ہے اور فخر وناز کی نفسیات کیوں نہیں ابھرتی اور عمل کا جذبہ سرد کیوں نہیں پڑتا؟

برین عقل ودانش بباید گریست

﴿۲﴾

نظریاتی اختلافات سے قتل و غارت گری تک

میلاد النبی ﷺ کے پس منظر میں

تحریر ستمبر ۱۹۹۷ء اضافہ اکتوبر ۲۰۰۱ء

اس وقت دیوبندیت اور غیر مقلدیت نے اپنے نجدی اور سامراجی آقاؤں کی شہ پر پورے ملک کے مسلمانوں میں امن واتحاد کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا ہے، برصغیر میں ایک دور وہ تھا کہ ہر طرف میل محبت اور ہمدردی وغم گساری کی چاندنی بکھری ہوئی تھی، کسی ایک پیر میں کانٹا چبھتا تھا اور پورا محلہ اس کی کسک محسوس کرتا تھا۔ گاؤں کے گلیاروں سے لے کر شہر کی شاہراہوں تک یکساں تہذیب وروایات کی حکمرانی تھی، ہر آبادی میں انھیں عقائد ومعمولات کی بہاریں تھیں جو عہد رسالت سے متوارث اور متواتر بصد ادب واحترام چلی آرہی تھیں، میلاد شریف پڑھنے والی ٹولیوں کا مشکل ہی سے کوئی دن خالی رہتا تھا، بچہ پیدا ہو تو میلاد، نیا مکان تعمیر ہو تو میلاد، کسی کا انتقال ہو تو میلاد، چہلم ہو تو میلاد، گیارہویں شریف، بارہویں شریف اور بزرگوں کے اعراس مسلمانوں کی دینی اور ثقافتی روایات کے عناصر تھے، پیشانیاں سجدوں سے روشن تھیں اور قلوب محبت الٰہی اور عشق رسول سے معمور تھے، اور یہی امت مسلمہ کی وہ قوت تھی جس سے بڑی بڑی طاقتیں لرزتی تھیں۔ مسلمانوں کا یہی عشق واتحاد انگریز سامراج کی آنکھ کا کانٹا تھا، اس نے دولت واقتدار کا لالچ دے کر اسی قوم سے کچھ ایسے گندے عناصر کو ڈھونڈ نکالا اور ان کو ذمہ داری یہ سونپی گئی کہ مسلمانوں کی مقدس روایات اور عقائد ومعمولات کے خلاف دینی لب ولہجہ میں کچھ ایسا لٹریچر تیار کیا جائے جس سے مسلمانوں کے متواتر اور متوارث عقائد ومعمولات کی شرعی حیثیت میں شکوک وشبہات پیدا ہو جائیں، ان تمام امور میں انبیا اور اولیا کی عظمتوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا گیا کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ عشق رسول اور تعظیم اولیا ہی اس قوم کی سب سے بڑی طاقت ہے جو اس قوم کو ہر موڑ اور ہر محاذ پر پرشوق، پرعزم، پرہمت، متحد اور فلک پیما بنائے رکھتی

ہے۔ عرب میں یہ خدمت ابن سعود اور محمد بن عبدالوہاب نجدی نے انجام دی او رہندوستان میں غلام احمد قادیانی، عبداللہ چکڑالوی، اسمٰعیل دہلوی، سید احمد رائے بریلوی، ڈپٹی نذیر احمد دہلوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، خلیل احمد انبیٹھوی، رشید احمد گنگوہی اور حسین احمد مدنی وغیرہ نے انجام دی۔ ان تقدس مآب نما رہزنوں نے مختلف تحریکوں اور تنظیموں کے ذریعہ اپنی زبان وقلم کا بھرپور استعمال کیا، توہین رسول سے تحقیر اولیا تک مستند عقائد کے چہرے مسخ کرنے سے لے کر مقدس معمولات کی بیخ کنی تک ہر وہ کام کر دکھایا جو امت مسلمہ کے امن و اتحاد کا شیرازہ بکھیرنے کے لئے ضروری تھا اور بدقسمتی سے یہ سازش آج تک جاری ہے مگر افسوس ہماری قوم کے سادہ لوح مسلمانوں کو نہ اس کا ہوش ہے اور نہ علم۔

اس وقت عالم یہ ہے کہ نجدی اور سامراجی ایجنٹ اپنے اسلام دشمن آقاؤں سے لمبی لمبی رقوم لاکر سچے پکے مسلمانوں کو لالچ دے کر ان کے ایمان وعمل کا سودا کرتے ہیں اور اگر اس میں کامیابی نہیں ملتی ہے تو زبان وقلم کے تیر ونشتر چلاتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو وہ اتنے بازاری اور سوقیانہ الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ ایسا لگتا ہے کہ وہ نہیں بول رہے ہیں بلکہ ان کی زبان پر شیطان بول رہا ہے۔ ان کی شرانگیز تحریروں اور تقریروں سے امت مسلمہ کا جو امن واتحاد غارت ہو رہا ہے وہ کسی اہل دانش پر مخفی نہیں، اور یہ سب کچھ اس گروہ کی جانب سے کوئی حیرت انگیز چیز نہیں بلکہ توقع کے عین مطابق ہے جن کے خودساختہ دین کی بنیادیں خدا اور رسول کی گستاخیوں پر اٹھائی گئی ہوں اس کے پیروکار اگر بادۂ توحید کے دیوانوں اور شمع رسالت کے پروانوں کو اپنی محفلوں اور تنہائیوں میں گالیاں دیں تو اس میں حیرت وتعجب کی کون سی بات ہے۔

مگر اب انسانیت کے شرم سے ڈوب جانے کا مقام یہ ہے کہ اب تک تو یہ

سامراجی ایجنٹ زبان وقلم کا خنجر چلاتے تھے اور اہل حق اپنے نبی کی عظمتوں کے نام پر ہر زہر غم شوق سے پی جاتے تھے مگر اب تو یہ لوگ انسانی اخلاقیات کے پیرہن سے بالکل ننگے ہو چکے ہیں اور اپنے ہاتھوں میں بھی خنجر لے کر میدان میں آگئے ہیں، اس المناک حادثے کے رقم کرتے وقت قلم کانپ رہا ہے اور آنکھیں اشکبار ہیں کہ شہر بستی میں ایک نوجوان عاشق رسول عبدالعزیز خاں کو صرف اور صرف اس جرم میں تہ تیغ کر دیا کہ وہ اپنے نبی کی محفل میلاد سجانے کا اہتمام کر رہا تھا۔ آہ! کیا اب ہندوستانی مساجد میں اپنے رسول کا نام لینا بھی قابل گردن زدنی جرم ہو گیا؟

عبدالعزیز خاں کی دردناک شہادت کا جو قیامت خیز حادثہ پیش آیا ان نابکار قاتلوں کی مذمت غیر مسلم تک کر رہے ہیں اب آیئے چند لفظوں میں اس دلدوز حادثہ کی قدرے تفصیل بھی ملاحظہ فرمایئے۔

آغا دریا خاں بستی میں ایک نامور اور خوش عقیدہ شخصیت گزری ہے انھیں کے نام سے محلہ ہے اور انھیں نے ہی یہ مسجد تعمیر کرائی تھی جسکی وجہ سے وہ مسجد بھی انھیں کے نام سے مشہور ہو گئی اور آج تک اسی خاندان کے لوگ اس مسجد کی نگہداشت اور اہتمام و انصرام کی خدمت کا شرف حاصل کر رہے ہیں، افسوس یہ خوش قسمت نوجوان شہید بھی اسی تاریخی خاندان کا چشم و چراغ تھا، مسجد میں آج تک تمام معمولات اسلام وسنیت کے مطابق جاری رہے ہیں جن کے شاہد اغیار واخیار سب ہیں۔ کچھ دنوں پہلے بستی میں وہابیمکتب فکر کا ایک دارالعلوم قائم ہوا اساتذہ وطلبہ کے لئے اس دارالعلوم میں ایک مسجد بھی ہے اس دارالعلوم کے کارگزار مولوی باقر ہیں ان کے دل و دماغ وہابیت کی روایتی دہشت گری سے پوری طرح لبریز ہیں۔ ایک روز انھوں نے اپنے چیلوں چپالوں کو لے کر اس مسجد میں دخل اندازی شروع کی اہل محلہ اور منتظمین مسجد کو یہ سخت ناگوار گزرا

مگر جناب اپنی شرانگیز حرکتوں سے باز نہیں آئے یہاں تک کہ انھوں نے دیکھتی آنکھوں امامت کا مسئلہ کھڑا کر دیا، بات یہاں تک پہنچی کہ مسلمانون اور دیوبندیوں کو کوتوالی میں طلب کیا گیا جہاں اتفاق رائے سے یہ صلح نامہ تحریر کیا گیا۔

> ''مسجد میں دارالعلوم کا کوئی دخل نہ ہوگا مسجد دریا خاں کا امام وہی ہوگا جو میلاد کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھے، چراغاں، طاق بھرنا تیوہار وغیرہ پرانی روایات کے طریقے پر کرے اور پیش امام کے پیچھے سبھی لوگ نماز ادا کریں گے۔''

اس صلح نامے پر انتظامیہ اور شہر کے ذمہ داران کے دستخط ہوئے۔ مگر مولوی باقر صاحب اپنی حرکتوں سے باز نہیں آئے وہ اپنے دارالعلوم کے اساتذہ وطلبہ سے کچھ نہ کچھ فتنہ انگیزیاں کراتے رہے، چشم دید راویوں کا بیان ہے کہ ۲۰ر جولائی ۱۹۹۷ء کو اس مسجد میں جشن میلاد النبی ﷺ کا پروگرام تھا ۱۲ر ربیع الاول شریف کی مناسبت سے پوری مسجد کو دلہن کی طرح سجا دیا گیا تھا ٹھیک ۷ بج کر ۱۰ منٹ پر مولوی باقر اپنے ہم نواؤں کو لے کر مسجد میں گھس گئے اور ڈیکوریشن توڑنے لگے محلّہ کے مسلمانوں نے مزاحمت کی تو لوگوں کو جان سے مارنے کی دھمکی دی اور چلے گئے۔ پھر نو بجے یہ ظالم ایک سو سے زائد شرپسندوں کو لے کر ڈاکوؤں کی طرح مسجد میں داخل ہو گئے، میلاد شریف کی تیاریوں میں مصروف عبدالوحید خاں کے بھائی عبدالعزیز خاں اور عبدالرحیم خاں اور دیگر نوجوانوں کو راڈ اور لاٹھیوں سے مارنے لگے کتنے ہی نوجوان سخت گھائل ہو گئے زخمیوں کو فوراً اسپتال بھیجا گیا عبدالعزیز خاں (جن کے سر میں چوٹ زیادہ تھی) کو لکھنؤ بھیجا گیا مگر اپنے نبی کی محفل سجانے والا یہ نوجوان زخموں کی تاب نہ لا کر راستے ہی میں جام شہادت سے سیراب ہو گیا۔

اب ایک سوال بار بار دل ودماغ میں ہیجان برپا کر رہا ہے کہ جب وہابی مکتب

فکر کے دارالعلوم میں بجائے خود مسجد ہے، اساتذہ، طلبہ اور دیگر لوگ وہاں نماز پڑھتے ہیں تو پھر مولوی باقر صاحب کو مسلمانوں کی اس مسجد میں نماز پڑھنے کا شوق کیوں پیدا ہوا، کیا اس مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب کچھ زیادہ تھا کہ اس شوق جنوں خیز میں انھوں نے قتل وخون کے دریا سے گزرنے میں بھی کوئی خوف محسوس نہیں کیا۔

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اس سربستہ راز کا انکشاف کوئی ان کا ہم عقیدہ ہی کرسکتا ہے، لیجئے پیش خدمت ہے دیوبندی مکتب فکر کے روزنامہ اخبار ''راپتی گورکھپور'' کا سنسنی خیز انکشاف:

''بستی کے پرانے محلے آغا دریا خاں میں وہ مسجد جس کو لے کر آج تنازع ہیں اس کی تعمیر تقریباً ۸۵ سال قبل آغا دریا خاں کے والد آغا علی خاں نے کرائی تھی جس میں لوگ ایک زمانے سے نماز باجماعت ادا کرتے آرہے ہیں اور نماز کے بعد گزشتہ ۲۰ رسالوں سے یہاں صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی روایت بھی ملتی ہے۔ مولانا باقر نے مسجد میں ہوئی جدید کاری کا نقشہ اور وقف بورڈ سے حاصل سند سعودی عربیہ کے شیوخ کے سامنے رکھا اور وہاں سے لاکھوں روپیہ چندے کے نام پر لے آئے اور اسی طریقے کا کام بستی میں دوسری قدیم مساجد کے ساتھ بھی کرتے ہیں۔ پرانی بستی میں واقع ایک مسجد کے سلسلے میں بھی انھوں نے ایسی ہی کوشش کی اور مسجد کے ذمہ داران کی مدد کی پیش قدمی کی مگر لوگ تیار نہیں ہوئے۔ یہاں کئی سوالات پیدا ہوتے ہیں دارالعلوم مدرسہ کے اندر ایک عالی شان مسجد موجود ہے جہاں بچے نماز ادا کرتے ہیں۔ پھر مولانا کو اس مسجد کی مداخلت کی کیا ضرورت تھی، حقیقت تو یہ ہے کہ عبدالعزیز کے قتل کے بعد مدرسہ کے مدرس آکر امامت کے فرائض انجام دیں گے۔''(۱)

یہ تھا اس قتل وغارتگری کا حقیقی پس منظر جس کا انکشاف ایک دیوبندی اخبار نے برملا کردیا اس وقت پورے برصغیر میں دیوبندی اور غیر مقلد مولویوں نے یہ دھندا

(۱) روزنامہ راپتی گورکھپور، ۲۷ رجولائی ۱۹۹۷ء

جاری کر رکھا ہے کہ یہاں کی خستہ حال مسجدوں کے فوٹو اپنے عیاش سعودی آقاؤں کے سامنے پیش کر کے کروڑوں کی رقم لے آتے ہیں جس سے مسجدیں کم اور اپنی بلڈنگیں زیادہ تعمیر کرا رہے ہیں اور انھیں بدمعاشیوں کے نتیجے میں ہزاروں فتنے جنم لے رہے ہیں اور ہر طرف اختلاف و بدعقیدگی کی وبائے عام جنگل کی آگ کی طرح پھیلتی جا رہی ہے۔

یہ حقیقت ایک لمحے کے لئے بھی ذہن سے اوجھل نہیں رہنا چاہئے کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے گالیاں کھانا اور جانیں دینا تو ہر دور میں عاشقان رسول کی روایت اور قابل رشک سعادت رہی ہے۔ مگر دردناک سوال یہ ہے کہ یہ یہود و سعود کے وظیفہ خور کب تک اسلام کا چہرہ مسخ کر کے مسلمانوں میں اختلاف و انتشار کی آگ لگاتے رہیں گے۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ مسلمان جیالے ولولہ انگریز تحریک و جمعیت کے ساتھ اٹھیں اور ان مٹھی بھر بدمذہبوں کو قادیانیوں کی طرح اسلام سے خارج قرار دیں۔ اور ساتھ ہی حکومتوں سے مطالبات کئے جائیں کہ جس طرح سلمان رشدی کی ''شیطانی آیات'' پر توہین رسول کے جرم میں سخت پابندی عائد کر دی گئی ہے اسی فرد جرم کے تحت ''تقویۃ الایمان''، ''حفظ الایمان''، ''تحذیر الناس'' اور ''براہین قاطعہ'' وغیرہ ان تمام کتب پر بینڈ لگا دیا جائے جن کی عبارتوں میں تقدیس الوہیت اور عظمت رسالت پر کافرانہ ضربیں ہیں اور ان کی کفریہ عبارتوں کی بنیاد پر علمائے عرب و عجم نے ان کے اکثر مصنفوں کی تکفیر کے فتوے صادر کئے ہیں اور یہ تاریخی دستاویز آج بھی ''حسام الحرمین'' کے نام سے ہر جگہ دستیاب ہے۔ اگر ایسا ہو گیا تو مسلمانوں کے درمیان اختلاف و انتشار کی اٹھائی گئیں دیواریں بھی اسی لمحہ زمیں بوس ہو جائیں گی اور اتحاد و خوش عقیدگی کی پر بہار فضاؤں میں امت مسلمہ کی تعمیر و ترقی کی راہیں بھی کھل جائیں گی۔

اب ہم ان دیوبندی اور غیر مقلد مولویوں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ انھوں

نے جو سعودی اور سامراجی پیٹرو ڈالر کی بدمستی میں قاتلانہ حملوں اور شب خون مارنے کی انسانیت سوز روش شروع کی ہے اگر پلٹ کر اہلسنت و جماعت نے اینٹ کا جواب پتھر سے دینا شروع کر دیا تو تمہارا انجام کیا ہوگا یہ ''پدو نہ پدو کے شوربے'' ملک بھر میں ان کی تعداد و بساط ہی کیا ہے، تازہ سروے کے مطابق پورے ملک میں ۸۰٪ فیصد تو صرف اہلسنت و جماعت ہیں اور ۲۰/ فیصد میں دیوبندی، غیر مقلد، چکڑالوی، قادیانی اور اہل تشیع وغیرہ ہیں۔

ہم ان عقل و خرد کے مفلسوں سے اتنا اور عرض کریں گے کہ یہ تو شعور و قلم کا دور ہے، آج تمام مسائل زبان و قلم سے حل کئے جا رہے ہیں اگر تمہارے خود ساختہ دین و مذہب میں رائی کے ہزارویں حصے کے برابر بھی صداقت ہے تو ہجوم عوام میں مناظرہ کے لئے چلے آیئے بلکہ ہم تو یہ کہیں گے کہ باہم تبادلہ خیال کے بعد ملک کے ہر بڑے شہر میں مناظرے کے لئے تاریخیں طے کر لی جائیں پھر یہ حقیقت چودھویں کی چاندنی کی طرح ہر گھر آنگن تک پہنچ جائے گی کہ نجد و دیوبند سے جن تحریکوں نے جنم لیا ہے ان کی تخم ریزی انگریزوں نے خود اپنے ہاتھوں سے کی ہے اور اس بدمذہبی کے شجر سایہ دار کی آبیاری آج تک وہی موروثی آقا کر رہے ہیں عیاش عرب شیوخ کے خزانوں سے جو رقوم فراہم ہو رہی ہیں وہ بھی اسی سلسلہ کی ایک پرفریب کڑی ہے ان حقائق کی تفصیل دیکھنا ہو تو تاریخ نجد و حجاز، ننگ دین ننگ وطن، گناہ بے گناہی، محافظین حرم، الوہابیت، ہمفرے کے اعترافات، امتیاز حق، وہابی مذہب اور دیوبندی مذہب وغیرہ درجنوں کتابیں ہیں۔ مگر یہ لوگ عوام کو نہ حقائق سے واقف ہونے دیتے ہیں اور نہ خود میدان مناظرہ میں آنے کی ہمت و قوت ہے اپنے گھر میں بیٹھ کر گالیاں دینا یا سڑکوں پر ہڑبونگ مچانا اور تخریب کاری اور قتل و غارت گری کا ننگا ناچ ناچنا تو جہالت و بربریت

ہے۔ ہم بار بار چیخ رہے ہیں کہ میدان مناظرہ میں آیئے، مگر ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ یہ کسی مرد میداں کے سامنے ہرگز نہیں آسکتے اور اب تو مناظرہ کے نام ہی سے ان کی پیشانی سے پسینہ چھوٹنے لگتا ہے کیوں کہ اب تک جتنے بھی مناظرے ہوئے ہیں شکست و ہزیمت ہی ان کا مقدر بنی ہے اور ہر بار انھیں سخت نقصان اٹھانا پڑا ہے اس کا اعتراف ان کے ہر مولوی کو ہے۔ یہ دیکھئے ندوۃ العلما لکھنؤ کے سابق مدرس مولوی محمد تقی امینی لکھتے ہیں:

> "وطن (سیحہ بارہ بنکی) اور قرب وجوار میں شرک و بدعت کا بہت زور تھا جن کے خلاف آواز اٹھانا بہت مشکل کام تھا۔ اس زمانے میں وعظ وتقریر کے علاوہ علما سے مناظرہ کا بھی شوق تھا، لیکن جب میں شعور کو پہنچا تو معلوم ہوا کہ دعوت وتبلیغ اور حق کی اشاعت میں مناظرہ سود مند نہیں رہا بلکہ الٹا نقصان ہی ہوتا ہے۔" (۲)

ان کے وطن میں شرک و بدعت کا بہت زور تھا یہ ہے ان کی تعبیر یعنی وہاں باپ، دادا، اہل خاندان اور اہل موضع سب کے سب مشرک تھے ان کی پیدائش پر ظہور اسلام موقوف تھا، یہ لوگ اہلسنت و جماعت کو بدعتی اور مشرک کہتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان کے جنم سے پہلے ان کی جنم بھومی پر اہلسنت و جماعت کی حکمرانی تھی، پھر یہ اپنی نوخیزی میں کسی دیوبندی کے ہتھے چڑھ گئے، پھر انھوں نے علمائے اہلسنت سے مناظرے کئے اور کرائے مگر ہر بار انھیں المناک چوٹیں پہنچیں اور سخت نقصانات بھی اٹھانے پڑے جس کی تکلیف انھیں عرصہ دراز تک رہی۔

اسی طرح اس فرقے کی یہ افسوسناک دوغلی پالیسی بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایک جانب تو ان کا ہر فرد ہاتھ میں تسبیح دبائے یہ وظیفہ الاپتا ہوا نظر آتا ہے کہ

(۲) مولوی محمد تقی امینی، حدیث کا درایتی معیار ص ۲۸۶، مطبوعہ دیوبند۔

''میاں کسی کو برا نہیں کہنا چاہئے'' بلکہ کافر کو بھی کافر نہ کہو کیا خبر وہ مسلمان ہو جائے۔ اور دوسری طرف عالم یہ ہے کہ موقع پا جائیں تو حیوانیت سے لے کر شیطانیت تک کی ہر منزل چند لمحوں میں عبور کر لیں امسال ۱۹۹۷ء میں ٹھیک عید میلاد النبی ﷺ کے دن کو پانچ مؤمیں دیوبندیوں کی رسول دشمنی کا ایک اور انتہائی بدترین حادثہ پیش آیا۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ اسلامی روایات کے مطابق آبادی میں جلوس محمدی ﷺ کا اہتمام کیا گیا تھا دیوانگان مصطفےٰ ﷺ تکبیر و رسالت کی گونج میں جب شاہراہوں پر آئے اور خوش گلو نوجوانوں اور نوخیز بچوں نے اپنی اپنی ٹولیوں میں لے سے لے ملا کر نعت نبی کے نغمے چھیڑے تو پوری فضا عشق رسول کی عطر بیز خوشبوؤں میں ڈوب گئی لیکن یہ دلکش صدائیں دیوبندیوں کے خرمن باطل پر بجلی بن کر گریں۔ اور پھر اپنے جلتے ہوئے دلوں کی آگ بجھانے کے لئے یہ انسان نما شیطان نہتے مسلمانوں پر بالکل اسلام دشمن دہشت گردوں کی طرح ٹوٹ پڑے، ہر طرف افراتفری کا عالم برپا ہو گیا، غیر مسلموں تک میں یہ بات عام ہو گئی کہ بدنما پیشانی والوں نے آج مسلمانوں پر عین اس وقت حملہ کر دیا جب وہ اپنے پیغمبر کا جلوس نکالنے میں مصروف تھے۔ بلکہ غیر مسلموں نے اپنی حیرت کا یہاں تک اظہار کیا کہ ہماری معلومات میں بالکل پہلی بار یہ نیا اضافہ ہوا ہے کہ مسلمانوں کی طرح رہنے سہنے والوں میں بھی ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو پیغمبر اسلام کو نہیں مانتی ہے اگر ایسا ہے تو پھر ان کے لئے مسجدوں کی کیا تخصیص ان کے لئے ہمارے مندروں کے دروازے بھی کھلے ہوئے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ جتنے منہ اتنی باتیں۔ اور اس حادثہ کے اس رخ پر تو آنکھیں بھر آئیں اور دل لرز اٹھے کہ جلوس میں چھوٹے چھوٹے بچے اپنے ہاتھوں میں علم مصطفےٰ اٹھائے اور لبوں پر درود و سلام سجائے عشق نبی کی تصویر بنے خراماں خراماں چلے جا رہے تھے ان ظالموں نے ان بچوں کی نازک اندامی

تک کا خیال نہیں کیا بلکہ ان کو اپنے زدوکوب کا نشانہ بنایا۔ اوران ناہنجاروں کی رسول دشمنی پر اہل خرد نے سر اس وقت پیٹ لیا جب انھوں نے ان جھنڈوں تک کو پھاڑ کر پیروں سے روندا اور نالیوں میں ڈالا جو گنبد خضرا کے مقدس نقشوں اور نعرۂ رسالت کی تحریروں سے مزین تھے کیا ان کی بدعقیدگی اور رسول دشمنی کے انکشاف کے لئے اب بھی کسی نقاب کشائی کی ضرورت ہے کیا ان کے یہ کرتوت ان کی بدعقیدگی اور رسول دشمنی کا چیخ چیخ کر اعلان نہیں کر رہے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ قوم جس نبی کا کلمہ پڑھتی ہے اسی کے ذکر خیر اور اسی کے یوم میلاد منانے سے اس قدر بیزار کیوں ہے باوجویکہ قرآن واحادیث کے سیکڑوں دلائل اس کے جواز واستحسان کا اعلان کر رہے ہیں، اور یہ کوئی محض نظری مسئلہ نہیں بلکہ صدیوں کے دامن پر پھیلے ہوئے جمہور علماو مشائخ کے قابل تقلید معمولات اس پر شاہد ہیں اور آج بھی عالم اسلام کا کوئی خطہ نہیں جہاں میلاد رسول ﷺ کی عطر بیز خوشبوؤں سے آبادیاں نہ مہک رہی ہوں، ان چند مقامات کا استثنا ضرور کیا جا سکتا ہے جہاں وہابیت وقادیانیت اپنے پرے جما چکی ہے۔ حرمین طیبین میں نجدی حکومت کے تسلط کے باوجود زندہ دل اور خوش عقیدہ مسلمان اپنے مکانوں، خانقاہوں اور دانش کدوں میں بہ ہزار ادب واحترام اور بصد شوق ومحبت میلاد مصطفےٰ ﷺ کی محفلیں سجاتے ہیں، میلاد خواں حضرات جب قصائد مصطفےٰ پڑھتے ہیں تو پوری فضا میں وارفتگیٔ عشق کا عالم طاری ہو جاتا ہے، یہ احقر جب زیارت حرمین طیبین کے لئے حاضر ہوا تھا تو مکہ شریف میں حضرت شیخ محدث محمد بن علوی مالکی دام ظلہ العالی کے یہاں محفل میلاد میں شرکت نصیب ہوئی اور مدینہ منورہ میں حضرت مولانا شیخ فضل الرحمٰن صاحب کے دولت کدے پر محفل میلاد میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ دونوں ہی مجلسوں میں

عشق و وارفتگی کے وہ کیف آور اور عشق پرور مناظر دیکھے تھے کہ آج بھی عالم تصور میں دل و دماغ پر وجدانی کیفیت چھانے لگتی ہے۔

دراصل محفل میلاد کی یہی ایمان افروزی اور عشق پروری دشمنوں کی میلاد بیزاری کی بنیادی وجہ ہے کیونکہ جن مقاصد کے تحت انگریزوں نے تحریک وہابیت کی مالی سرپرستی کی تھی ان میں سب سے اہم اور بنیادی مقصد عظمت رسول کا گھٹانا اور دلوں سے عشق رسول کا مٹانا تھا۔ اسی لئے یہ اہل دیوبند اور غیر مقلد ہر اس چیز میں شرک و بدعت کا پہلو تلاش کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جس سے انبیاء و اولیا کی تعظیم و توقیر کا چشمۂ نور ابل رہا ہو۔ اب ذیل میں میلاد رسول ﷺ کے حوالے سے اکابر دیوبند کے چند فتوے ملاحظہ فرمائیے جو رضائے مولیٰ کے بجائے آقایانِ زر کی خوشنودی کے لئے دیئے گئے ہیں:

سوال۔ انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیح درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے، تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔

فقط بندہ رشید احمد (۳)

سوال جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب۔ کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ فقط بندہ رشید احمد (۴)

براہین قاطعہ میں ہے:

” حضرت ﷺ کا مولود شریف کرنا اور قیام تعظیمی کے لئے کھڑا ہونا

---

(۳) مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاوائے رشیدیہ جلد ۲ ص:۱۵۰

(۴) مولوی رشید احمد گنگوہی، فتاوائے رشیدیہ جلد ۳ ص:۹۴

بدعت وشرک ہے اور مثل کنھیا کے جنم کے۔‘‘(۵)

مولوی اسمٰعیل دہلوی نے محفل میلاد کے حوالے سے لکھا ہے:

’’اگر کوئی حضرت عیسیٰ کے تولد کے بڑے دن کی محفل کرے تو مطعون ہو، اور مولود شریف کی محفلیں کرتے ہیں اور برا نہیں سمجھتے، سبب یہی ہے کہ اس کا رواج نہیں اس کی رسم پڑ گئی اور حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔‘‘(۶)

ابوبکر جابر الجزائری کی کتاب ’’مولد نبوی‘‘ کا ترجمہ مشتاق احمد ندوی نے بنام ’’محفل میلاد‘‘ کیا ہے۔ اول نظر میں جب یہ کتاب ہم نے دہلی میں دیکھی تو خیال ہوا کہ یہ محفل میلاد کے ثبوت وفضائل میں ہوگی لیکن جب ورق گردانی کی تو مسرت افسوسناک حیرت میں بدل گئی کہ اب دن دہاڑے رہبری کے روپ میں رہزنی ہو رہی ہے، سطر سطر انبیا اور اولیا کی دشمنی سے بھری پڑی ہے۔ مصنف اس زہر اگلتی ہوئی کتاب کا سبب تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’میں اس موضوع ’’مولود نبوی‘‘ رسالت مآب ﷺ کی جلالت شان اور اس موضوع کی اہمیت ونزاکت کا تصور کر کے قلم اٹھاتے ہوئے بہت ہی متردد رہا، لیکن جب اندازہ ہوا کہ پانی سر سے اوپر ہو رہا ہے اور مسلمانوں کے درمیان صرف لعن و طعن ہی نہیں بلکہ تکفیر تک بات پہنچ گئی ہے تو میں یہ کتاب لکھنے پر مجبور ہوا۔ ماہ میلاد ’’ربیع الاول‘‘ سے کچھ دن قبل میں نے بی۔ بی۔ سی لندن سے سنا کہ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے، جو میلاد شریف کی محفلیں سجاتے ہیں جس سے عالم اسلام میں غیظ وغضب کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔ کتنے لوگوں نے مجھ سے ناصحانہ انداز میں کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے میں فلاں کو اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ وہ میلاد کا انکار کرتا ہے کیا ہی عجیب بات ہے؟ کہ جو شخص بدعت کو

---

(۵) خلیل احمد انبیٹھوی، براہین قاطعہ ص:۲۲۸

(۶) مولوی اسمٰعیل دہلوی، تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان، مطبوعہ فاروقی ص:۱۴۹

برا کہے اور اس کے چھوڑنے کی دعوت دے وہ اس لائق ہے کہ مسلمان اس سے بغض رکھیں اور ناپسند کریں؟ مسلمانوں کا تو یہ فرض ہے کہ اس کو گلے لگائیں اور آنکھوں میں بٹھائیں نہ کہ اس کو کراہیت کی نظر سے دیکھیں۔"(۷)

ایسا لگتا ہے کہ نجدی مفتی عبدالعزیز بن باز کے میلاد دشمنی پر مبنی فتوے سے عالم اسلام میں جو غم و غصے کی لہر دوڑی تھی اسے سرد کرنے کے لئے پہلے عربی میں اور پھر اردو میں اس کی اشاعت کرائی گئی ہے، کتاب کے مندرجات قطعاً اس لائق نہیں ہیں کہ ان کی تردید میں کوئی علمی بحث کی جائے، محفل میلاد کے تقدس کو پامال کرنے کے لئے بے بنیاد مزخرفات اور لایعنی ہفوات کو جمع کر دیا گیا ہے، دلائل و شواہد جمع کرنے کے بجائے مولف و مترجم کی نظریں سعودی ریال پر مرکوز رہی ہیں، ہزار جدوجہد کے باوجود محفل میلاد کے خلاف انھیں قرآن و سنت اور اقوال ائمہ سے کوئی ٹھوس دلیل دستیاب نہیں ہوئی ہوتو ناجائز رسوم جعلی طور پر محافل میلاد کے سر ڈال دیں، وہ محفل میلاد کے عالمی منظر نامہ کا جائزہ لیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"میلاد شریف کا مفہوم تمام اسلامی دنیا میں تقریباً ایک ہی ہے فرق یہ ہے کہ ہر اسلامی ملک میں میلاد کا لفظ استعمال نہیں ہوتا، مغرب اقصیٰ (مراکش) والے اس کو "موسم" کہتے ہیں، اہل مغرب اوسط (جزائر) اس کو "ذروہ" کہتے ہیں، مصر اور مشرق اوسط میں عموماً مولد یا میلاد کہا جاتا ہے۔"

چند سطر کے بعد آں جناب لکھتے ہیں:

"یہاں تک تو بات وجہ تسمیہ کی تھی اور جو جو اعمال میلاد میں کئے جاتے ہیں وہ کم و کیف ہر ملک والوں کی عقل و فہم، غنا و فقر کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں لیکن سب میں مشترک چیزیں یہ پائی جاتی ہیں:

---

(۷) ابوبکر جابر الجزائری، محفل میلاد (اردو)، فرید بک ڈپو، دہلی ص: ۴۔۵

۱۔ جس ولی یا سید کے نام پر موسم یا ذروہ یا میلاد وغیرہ ہو رہا ہے اس کے نام پر نذریں چڑھانا اور ذبح کرنا۔

۲۔ اجنبی عورتوں اور مردوں کا باہم اختلاط

۳۔ رقص وسرود، ناچ ورنگ گانا اور بجانا، طبلہ وتاشا اور سارنگیاں۔

۴۔ خرید وفروخت کے لئے میلوں کا لگنا۔ کہیں کہیں فحاشی اور شراب نوشی بھی ہوتی ہے۔

ہمارے کسی تبصرے سے پہلے انھیں کے قلم سے حکم شرع بھی سن لیجیے۔

اس سے ان میلادوں، موسموں، ذروہ وحضرہ پر اسلام کا حکم معلوم ہو گیا کہ یہ ممنوع وحرام ہیں ان میں سے نہ کوئی میلاد جائز اور نہ کوئی موسم وذروہ وحضرہ مباح کیونکہ یہ بدعت ہے اور اسلامی عقیدہ کو ختم کرنے اور مسلمانوں کے ماحول کو بگاڑ کی بنیاد پر قائم ہے اور اس کی دلیل یہی ہے کہ اہل باطل ان کی مدد کرتے ہیں۔ (۸)

ہم تو آج تک یہ فیصلہ ہی نہیں کر پائے کہ آیا وہابیت کا سررشتۂ نسب کسی مردود بہشت سے جا کر ملتا ہے یا رسول دشمنی کے نتیجے میں اہل تو ہب بصیرت وبصارت دونوں ہی سے محروم ہو جاتے ہیں۔ خدارا اپنے ضمیر پر ہاتھ رکھ کر بتایئے ہندوستان کی ہزاروں آبادیوں میں ہر روز وشب ہزاروں میلاد النبی ﷺ کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں، ایک محفل میلاد شریف ہی دکھا دیجیے جس میں رقص وسرود، رنگ وناچ، گانا بجانا، طبلہ تاشہ اور سارنگیاں بجتی ہوں اور شراب نوشی اور فحاشی کے دور چلتے ہوں، چلئے جزائری سعودی شراب وشباب کے نشے میں کچھ نہ دیکھ سکا، ندوی کو بھی کچھ نظر نہیں آیا، کیا ندوہ میں اسی طرح کے کذب واتہام کا درس دیا جاتا ہے۔ جس نبی کا کلمہ پڑھتے ہو اسی کی عظمتوں سے کھلواڑ کرتے ہو۔

---

(۸) ابوبکر جابر الجزائری/مشتاق ندوی، محفل میلاد اردو، مطبوعہ فرید بک ڈپو، دہلی ص: ۲۹۔۳۰

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

میلاد رسول کے اثبات پر میرے سامنے قرآن و حدیث کے بے شمار دلائل ہیں مگر ان مختصر صفحات میں نہ ان کی گنجائش اور نہ سر دست ان کی حاجت اس کے ثبوت میں عرب و عجم کے علمائے اہلسنت صدیوں سے کتابیں لکھتے چلے آرہے ہیں۔ اردو میں بھی اس موضوع پر سیکڑوں کتابیں ہیں، ایک مختصر فہرست مضمون کے آخر میں سپرد قلم کی جائے گی۔ اب ہم ذیل میں ان کے چہرے کے سامنے انھیں کا آئینہ رکھتے ہیں اور ہم پر کسی قسم کی خفگی کے بجائے یہ فیصلہ انھیں خود کرنا ہوگا کہ آئینہ توڑنا پسند کریں گے یا چہرہ بدلنا۔

یہ دیکھئے اہل توہب (وہابیوں) کے مشہور محسن و پیشوا نواب صدیق حسن خاں کی تصنیف "الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ" ہے۔ اس کتاب کے چند اقتباسات ذیل میں پڑھئے:

> "اللہ تعالیٰ ہم کو اور جملہ اہل اسلام کو ایسی توفیق خیر رفیق حال کرے کہ ہم ہر روز کسی قدر ذکر میلاد شریف کتب معتبرہ سے خود پڑھیں یا کسی محب صادق و متبع سنت سے سن لیا کریں فقط کسی یوم و ماہ، تاریخ معین پر قصر نہ کریں۔" (ص:۱۰۵)

> "اس میں کیا برائی ہے اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر ہفتہ یا ہر ماہ میں التزام اس کا کرلیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت و سنت ـــ ولادت و وفات آنحضرت کریں، پھر ماہ و ایام، ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔" (ص:۵)

> "ولادت شریفہ مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ (پیر) بارھویں شب ربیع الاول کو ہوئی، جمہور کا قول یہی ہے ابن جوزی نے اس پر اتفاق کیا۔ بعض نے کہا ۱۲؍ ربیع الاول کو اہل مکہ کا میلاد منانے کا عمل اسی پر ہے، علامہ طیبی نے کہا

”روز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے بالاتفاق۔“ (ص:۷)

محفل میلاد کے حوالے سے دیگر اکابر دیوبند کے نظریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نواب صدیق حسن خاں کا یہ اقتباس بھی پڑھیے اور سر دھنیے:

”جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا اس نعمت کے حاصل ہونے پر نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔“ (۹)

اب یہ فیصلہ تو قارئین ہی فرمائیں گے کہ نواب صدیق حسن خاں کے اس فتوے کی روشنی میں منکرین بزم میلاد کا کیا حکم بنا، یا پھر محفل میلاد کے حامیوں کو کافر و بدعتی گروانے والوں کے دارالقضا میں نواب صدیق حسن خاں کو کس خانے میں رکھا جائے گا؟

چند سال قبل غیر مقلدین نے سعودی عرب کی استعانت سے محمد بن عبدالوہاب کے لڑکے عبداللہ کی کتاب ”مختصر سیرت رسول ﷺ“ شائع کی ہے۔ آں جناب ولادت مصطفےٰ کی خوشی میں ثویبہ کی آزادی اور ابولھب کے تخفیف عذاب والے مشہور واقعہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

”جب ابولھب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی کہ اس کو حضور ﷺ کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر جزا (عذاب سے تخفیف) دی جاتی ہے تو اس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا جو آپ ﷺ کی میلاد کی خوشی منائے۔“ (۱۰)

کیا فرماتے ہیں مفتیان دیوبند اور اساطین غیر مقلدین اپنے بابائے مذہب کے لخت جگر کے بارے میں؟؟ اسی پر بس نہیں، پاکستان کے مشہور دانشور کوثر نیازی

(۹) نواب صدیق حسن خاں بھوپالی، الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ ص:۱۲

(۱۰) عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی، مختصر سیرۃ الرسول المکتبۃ السلفیۃ، لاہور ص:۱۹

مقلدین کے مستند پیشوا مولوی داؤد غزنوی کے یادگار کارنامے کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''۱۹۳۷ء تک برصغیر میں محسن انسانیت ﷺ کے یوم ولادت کی اہمیت سے بالکل غافل تھے، خال خال لوگ بارہ وفات کے نام سے کچھ حلوہ کھیر پر ختم شریف پڑھ کر بچوں یا غرباء میں تقسیم کر دیتے تھے، مولانا مرحوم کے ایما پر مجلس احرار اسلام کی ورکنگ کمیٹی سے ایک ایجنڈا جاری ہوا جس کا متن ''احیائے یوم ولادت سرور عالم'' تھا۔ اجلاس منعقد ہوا، افتتاحی تقریر مولانا داؤد غزنوی کی تھی انھوں نے اجلاس کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا'' صاحبو! یوں تو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہبری کے لئے کثیر تعداد میں پیغمبر مبعوث فرمائے لیکن عرصہ دراز سے صرف دو امتیں قابل ذکر چلی آ رہی ہیں، مسیحی اور مسلم۔ مسیحی دنیا بھر میں اپنے نبی کا یوم ولادت بڑے تزک و احتشام سے مناتے ہیں لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اسلامی دنیا محسن انسانیت کے جشن کا کوئی اہتمام نہیں کرتی، آج کا اجلاس اسی غرض سے بلایا گیا ہے۔ میں مولانا عبدالکریم مناہلہ سے عرض کرتا ہوں کہ وہ اس ضمن میں کوئی طریقہ تجویز فرمادیں۔ اس پر مناہلہ صاحب نے بارہ ربیع الاول کے دن ایک جلوس کی تجویز پیش کی، جس پر مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں دو چار دن پہلے علاقوں میں سیرت پاک پر جلسے منعقد کئے جائیں تاکہ لوگ شامل جلوس ہونے پر آمادہ و تیار ہو سکیں۔

چنانچہ پورے پنجاب میں سیرت پاک پر جلسے ہوئے، بڑے بڑے علمائے دین نے مسلمانوں کے دلوں کو حب رسول سے گرما دیا۔ مولانا داؤد غزنوی پھولے نہ سماتے تھے بغل میں صیقل شدہ کلہاڑی ہاتھ میں رسید بک کی کاپی ادھر ادھر دوڑے پھر رہے تھے۔ عید میلا دالنبی کا سب سے پہلا جلوس امرتسر انجمن پارک سے نکلا۔ آگے آگے ایک کار میں حفیظ جالندھری کا سلام لاؤڈ سپیکر پر گونج رہا تھا، اس کے بعد ٹولیوں کی ٹولیاں ٹرکوں، گھوڑوں اور سائیکلوں پر نعرہ تکبیر اور نعرۂ رسالت بلند کرتی جا رہی

تھیں، کفار ہیبت زدہ تھے ۔۔۔"(۱۱)

شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال نے ۴؍اگست ۱۹۲۹ء کو عید میلاد النبی ﷺ منانے کی پرزور اپیل کرتے ہوئے فرمایا:

"تمام مسلمانوں سے پرزور اپیل کی جاتی ہے کہ اتحاد اسلام کی تقویت، حضور سرورکائنات کے احترام و اجلال، حضور سرور عالم ﷺ کی سیرت پاک کی اشاعت کے لئے ۱۲؍ربیع الاول کو ملک کے طول وعرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین ﷺ کی عظمت کے شایان شان ہوں۔ اس مبارک دن ہر آبادی میں علم اسلام بلند کیا جائے اور تمام فرزندان اسلام اس علم کے نیچے جمع ہو کر خداوند پاک سے عہد کریں کہ وہ ہر قدم پر رسول اللہ ﷺ کا نقش قدم تلاش کریں گے۔ ان ہی کی محبت میں زندہ رہیں گے اور ان ہی کی اطاعت میں جان دیں گے۔ (بحوالہ ماہنامہ رضائے مصطفٰے گوجرانوالہ)

ڈاکٹر صاحب نے یہ اپیل حسب ذیل علماء اور سیاسی دانشوروں کی موجودگی میں کی تھی: مولوی محمد سلیمان پھلواری، مولوی کفایت اللہ، مولوی غلام رشید، مولوی احمد سعید دہلوی، مولوی احمد علی، مولوی شوکت علی، مولوی محمد شفیع داؤدی، مولانا حسرت موہانی، مولانا محمد علی، مولوی ظفر علی خاں، اور سر عبدالقادر وغیرہ۔ ان دانشوروں نے ڈاکٹر اقبال کی مکمل تائید کی۔

اگر عید میلاد النبی کا جلوس اور بزم میلاد کا انعقاد کفر و بدعت اور قابل گردن زدنی جرم ہے تو یہ فتوے صرف اہلسنت و جماعت پر ہی نافذ کیوں، اس جرم میں تو آپ کے خود ساختہ بزرگ ہم سے بھی پیش پیش ہیں۔ کیا ان دوغلی پالیسیوں اور متضاد حرکات ونظریات نے امت مسلمہ کے شیرازہ کو منتشر نہیں کیا ہے۔ اور مسلم معاشرہ میں گھر گھر،

(۱۱) مولانا کوثر نیازی، روزنامہ جنگ لاہور، اتوار ۷؍۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ/ ۱۳؍مارچ ۱۹۸۳ء

نگر نگر جو اختلاف وانتشار کی قیامت آشوب آگ بھڑک اٹھی ہے اس کے پس پشت غیر مقلدین اور دیو بندی مکتب فکر کی منظّم سازش کارفرما نہیں ہے؟ آپ ٹھنڈے دل سے درج بالا اقتسابات کو پڑھیے اور سر دھنئے یا سر پیٹیئے۔ناطقہ سربگریباں ہے اسے کیا کہئے۔

میلا د مصطفیٰ قرآن وحدیث سے بھی ثابت ہے اور عہد رسالت، عہد صحابہ اور عہد تابعین میں بھی ہوتا رہا ہے۔اگر چہ نوعیت جداگانہ تھی، مروجہ انداز سے اس مبارک کام کا آغاز ساتویں صدی ہجری سے ہوا، اور یہ خوب یاد رہے کہ ہر نئی چیز بدعت قبیحہ نہیں ہوتی۔علمائے اہلسنت نے اس بحث کو بڑی تفصیل سے سیکڑوں دلائل وشواہد کے ساتھ مبرہن کیا ہے، جنھیں تفصیل درکار ہو کتب اہلسنت میں ملاحظہ کریں، ہم سردست ہر نئی چیز کو بدعت ضالۃ کہنے والوں کے خلاف ان کے گھر کی صرف ایک شہادت پر اکتفا کرتے ہیں۔برصغیر میں تحریک وہابیت کی شاخ جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

> ”کسی فعل کو بدعت مذمومہ قرار دینے کے لئے صرف یہی بات کافی نہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ ہوا تھا،لغت کے اعتبار سے تو ضرور ہر نیا کام بدعت ہے مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے لئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو، جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو،۔۔جس کا نکالنے والا اسے خود اپنے اوپر یا دوسروں پر اس ادعا کے ساتھ لازم کرے کہ اس کا التزام نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہے۔یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بنا پر کہ فلاں کام حضور کے زمانے میں نہیں ہوا ہے اسے ”بدعت“ یعنی ضلالت نہیں کہا جا سکتا۔“(۱۲)

محفل میلاد جس میں کوئی خلاف شرع کام نہیں ہوتا بلکہ اس میں پورے ادب

(۱۲)ابوالعلیٰ مودودی۔ایشیا،لاہور جلد ۲۷،شمارہ ۱۸، ۱۷؍جمادی الاولیٰ ۱۴۰۰ھ / ۴؍مئی ۱۹۸۰ء

واحترام کے ساتھ ذکر رسول ہوتا ہے، اس کا آغاز موجودہ ہیئت کی شکل میں شیخ المشائخ عمر بن محمد موصلی نے اپنے شہر موصل میں کیا، شارح صحیح مسلم امام نووی کے استاذ و شیخ حضرت شہاب الدین ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابراہیم معروف بہ ابوشامہ رقم طراز ہیں:

ومن احسن ماابتدع فی زماننا من ھذا القبیل ماکان یفعل بمدینۃ اربل جبراللہ تعالیٰ کل عام فی الیوم الموفق لیوم مولد النبی ﷺ من الصدقات و المعروف و اظھار الزینۃ والسرور فان ذالک مع ما فیہ من الاحسان الی الفقراء مشعر بمحبۃ النبی ﷺ و تعظیمہ و جلالتہ فی قلب فاعلہ وشکراللہ تعالیٰ علیٰ مامن بہ من ایجاد رسولہ الذی ارسلہ رحمۃ للعالمین ﷺ و علیٰ جمیع المرسلین۔

انتہائی نیک کاموں میں ایک محفل میلاد کا انعقاد ہے جس کا آغاز ہمارے زمانے میں ہوا۔ یہ نبی کریم ﷺ کے یوم پیدائش کے دن ہر سال شہر اربل میں ہوتا ہے، اس میں صدقات ونکوکاری اور زینت ومسرت کا اہتمام ہوتا ہے، اس میں فقراومساکین پر تقسیم طعام وغیرہ سے انعقاد میلاد کرنے والے کے دل میں محبت رسول اور عظمت رسول پیدا ہوتی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کی بعثت مبارکہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے جو تمام عالموں اور تمام انبیا کرام کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے۔

وکان اول من فصل ذالک بالموصل الشیخ محمد عمر موصلی احد الصالحین المشھورین وبہ اقتدیٰ فی ذالک صاحب اربل وغیرہ رحمھمااللہ تعالیٰ۔(۱۳)

اور اس کا آغاز شیخ محمد عمر نے موصل میں کیا جو انتہائی مشہور اور نیک وصالح تھے اور پھر ان کی تقلید شہنشاہ اربل وغیرہ سلاطین نے کی۔ اللہ ان پر رحمت وغفران کی بارش فرمائے۔

حضرت ملا علی قاری، علامہ حلبی اور علامہ قسطلانی علیہم الرحمہ لکھتے ہیں:

ثم لازال اھل الاسلام فی سائر

تمام اطراف واکناف میں مسلمان محافل میلاد کا

(۱۳) ابو محمد عبدالرحمٰن، الباعث علی انکار البدع والحوادث ص:۱۱

الاقطاب والمدن الكبار يحتفلون في شهر مولده و بعمل الولائم البديعة المشتملة علىٰ الامور البهجة الرفيعة، ويصدقون في لياليه بانواع الصدقات، ويظهرون السرور ويزيدون في المبرات، ويعتنون بقرأة مولده الكريم ويظهرعليهم من بركاته كل فضل عظيم۔ (۱۴)	اہتمام بڑے تزک واحتشام سے ماہ ربیع الاول میں کرتے ہیں، اس کی راتوں میں صدقات و خیرات، مسرت و شادمانی اور اعمال صالحہ بھی خوب کرتے ہیں۔ میلاد النبی کی روایتوں کو بھی خوب ذوق وشوق سے پڑھتے ہیں، پھر اس کی برکتیں ابرکرم بن کر ان پر خوب برستیں ہیں۔

عالم اسلام کی مروجہ رسم میلاد کا آغاز عظیم برگزیدہ صفت بلند پایہ عاشق رسول شیخ المشائخ عمر بن محمد علیہ الرحمہ نے شہر موصل میں کیا، پھر ان کی اتباع سب سے پہلے سلطان مظفر الدین شاہ اربل نے کی، یہ بادشاہ انتہائی صالح بزرگ، متقی، کریم النفس اور متبع شریعت تھا۔

شارح مواہب اللدنیہ حضرت علامہ زرقانی تاریخ ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

كان السلطان ابو سعيد مظفر شهماً شجاعاً بطلاً عادلا، محمود السيرة	یعنی سلطان ابو سعید مظفر انتہائی بزرگ، بلند ہمت، عدل پرور صد قابل تعریف اور نیک خصلت تھے۔

سلطان مظفر الدین جب میلاد مصطفےٰ کا اہتمام کرتے تو اس دور کے بلند پایہ علماء ومشائخ اور صوفیہ واتقیا بھی شریک ہوتے اور خوب فیضیاب ہوتے اور اس پر کوئی

(۱۴) بحوالہ امام سخاوی، سبل الھدیٰ جلد ا ص: ۴۳۹

نکیر نہیں کرتے لھذا یہ کہہ کر میلاد کو شرک و بدعت کہنا کہ ایک عام سلطان نے اس کی بنا ڈالی بالکل غلط اور بے بنیاد ہے۔ جمہور علمائے کرام کی شرکت اور ان کا کمال ادب و احترام اس کے جائز و مستحسن ہونے پر نا قابل شکست دلیل ہے۔

سبط ابن جوزی رقم طراز ہیں:

وکان یحضر عندہ فی مولد النبی اعیان العلماء والصوفیہ۔ یعنی شاہ مظفرالدین کی مجلس میلاد میں بڑے بڑے علماء وصوفیہ شرکت فرماتے تھے۔

یہ نیک خصلت شہنشاہ شہر اربل میں ربیع الاول شریف کے پورے مہینے محفل میلاد کو جاری رکھتا اور تین لاکھ اشرفی اس مبارک محفل پر خرچ کرتا تھا۔

انوار آفتاب صداقت کے مصنف علامہ زرقانی کی تاریخ عربی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

"سلطان مظفرالدین علم حدیث میں بڑا مبصر، علم صرف ونحو اور لغت و تاریخ عرب میں کامل تھا۔ بہت سے ملکوں میں سفر کر کے اس نے علم حاصل کیا تھا اکثر ممالک اندلس، مراکش، افریقہ، دیار مصر و شام و دیار شرقیہ وغربیہ وعراق وخراسان و ماژندران وغیرہا میں علم حاصل کیا اور لوگوں کو فائدہ پہنچایا، انجام کار ۶۰۴ھ میں شہر اربل میں آیا یہاں سلطان سعید مظفر کے لئے مولد شریف لکھا گیا اس کا نام "کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر" رکھا اور خاص بادشاہ کے روبرو پڑھا۔ بادشاہ بہت خوش ہوئے اور ایک ہزار اشرفی انعام فرمائی۔"(۱۵)

پھر عالم اسلام کی آبادیوں میں پورے اہتمام شوق اور کمال ادب و احترام کے ساتھ گھر گھر محافل میلاد منعقد ہونے لگیں۔ اور اس کی خیر و برکت کا ظہور سر کی آنکھوں سے دیکھا جانے لگا اور آج بھی دیکھا جا رہا ہے۔

---

(۱۵) انوار آفتاب صداقت ص:۲۶، تاریخ عربی، انوار الساطعہ والبوارق اللامعہ وغیرہ۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"مکہ معظمہ میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن ایک ایسی میلاد کی محفل میں شریک ہوا جس میں لوگ آپ کی بارگاہ میں ہدیہ درود وسلام عرض کر رہے تھے اور وہ واقعات بیان کر رہے تھے جو آپ کی ولادت کے موقع پر ظاہر ہوئے اور جن کا مشاہدہ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے ہوا، اچانک میں نے دیکھا اس محفل پر انوار وتجلیات کی برسات شروع ہوگئی، انوار کا یہ عالم تھا کہ مجھے اس بات کا ہوش نہ رہا کہ میں نے ظاہری آنکھوں سے دیکھا تھا یا فقط باطنی آنکھوں سے، بہر حال جو بھی ہو میں نے غور وخوض کیا تو مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ انوار ان ملائکہ کی وجہ سے ہیں جو ایسی مجلس پر مامور ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ انوار ملائکہ کے ساتھ رحمت باری تعالیٰ کا نزول ہو رہا تھا۔"(۱۶)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں، میرے تمام اعمال فساد نیت کا شکار ہیں، البتہ مجھ فقیر کا ایک عمل محض تیری عنایت سے اس قابل ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقع پر کھڑے ہوکر سلام پڑھتا ہوں اور انتہائی عاجزی وانکساری اور محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر سلام پڑھتا ہوں۔

اے اللہ! وہ کون سا مقام ہے جہاں میلاد پاک سے بڑھ کر تیری طرف سے خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لئے اے ارحم الرحمین مجھے پورا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی رائگاں نہیں جائے گا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے وسیلے سے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی۔"(۱۷)

---

(۱۶) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، فیوض الحرمین ص: ۸۰۔۸۱

(۱۷) شاہ عبدالحق محدث دہلوی، اخبار الاخیار

دیوبندی مکتب فکر کے مشہور پیرو مرشد حضرت شاہ امداد اللہ مہاجر مکی مولانا نذیر احمد رامپوری کے نام اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں:

"فقیر مجلس شریف میلاد مبارک کا مع ہیئت کذائیہ معمولہ علمائے ثقات صلحاء و مشائخ کرام بارہا اقرار کر چکا ہے اور اکثر کا عامل ہے جیسا کہ فقیر کی دیگر تحریرات و تقریرات سے یہ مضمون ظاہر ہے، فقیر کو اس مجلس شریف کے باعث حسنات و برکات کے معتقد ہونے کے علاوہ یہ عین الیقین ہے کہ اس مجلس مبارک میں فیوض و انوار و برکات و رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔" (۱۸)

امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

"یہ بات نہایت ہی مجرب ہے کہ محفل میلاد کا انعقاد کرنے والا اس کی برکت سے پورے سال امن میں رہتا ہے اور اس میلاد کی برکت سے اپنے مقاصد کو جلد پا لیتا ہے۔" (۱۹)

حجاز مقدس کے مشہور محدث شیخ محمد بن علوی مالکی فرماتے ہیں:

"بدعت حسنہ میں سے ایک اہم عمل ذکر میلاد میں آپ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا بھی ہے۔ اور یہ مستحب ہے اور یہ عمل خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے بلکہ علمائے احناف نے فرمایا کہ جب لوگ تعظیماً ایسا کر رہے ہوں اور ایک آدمی (حضور کے ادب کو پسند نہ کرتے ہوئے ایسا) نہ کرے تو اس سے کفر لازم آنے کا خطرہ ہے۔" (۲۰)

حسن البنا مصری صدر جماعت الاخوان المسلمون کی ڈائری جماعت اسلامی پاکستان کے ایک ادارہ نے شائع کی ہے۔ اس ڈائری میں حسن البنا نے مجلس میلاد کے

(۱۸) شاہ امداد اللہ مہاجر مکی، انوار ساطعہ ص: ۲۶۳، تاریخ مکتوب ۷ ر رمضان ۱۳۰۷ھ

(۱۹) ابن جوزی، بحوالہ ذخائر محمدیہ اردو از شیخ محمد بن علوی مالکی ص: ۱۳۶ دعوت اسلامیہ لاہور

(۲۰) شیخ محمد علوی مالکی، ذخائر محمدیہ، اردو ص: ۱۳۷۔ عالمی دعوت اسلامیہ لاہور

انعقاد کا ایک انتہائی عشق انگیز واقعہ سپرد قلم کیا ہے، عبرت انگیزی کے خیال سے نذر قارئین ہے ممکن ہے کسی منکر میلاد کو قبول حق کی توفیق نصیب ہو جائے۔ حسن البنّا مصری لکھتے ہیں:

"مجھے یاد ہے کہ جب ربیع الاول کا مہینہ آتا تو یکم ربیع الاول سے لے کر ۱۲ر ربیع الاول تک معمولاً ہر رات ہم حصافی اخوان میں سے کسی ایک کے مکان پر محفل میلاد منعقد کرتے اور میلاد النبی ﷺ کا جلوس بنا کر نکالتے۔ اتفاق سے ایک رات برادرم شیخ شلبی الرجال کے مکان پر جمع ہونے کی باری آ گئی۔ ہم عادۃً عشا کے بعد ان کے مکان پر حاضر ہوئے دیکھا کہ پورا مکان خوب روشنیوں سے جگمگا رہا ہے، اسے خوب صاف وشفاف اور آراستہ و پیراستہ کیا جا چکا ہے۔ شیخ شلبی الرجال نے رواج کے مطابق حاضرین کو شربت اور خوشبو پیش کی، اس کے بعد ہم جلوس بن کر نکلے اور بڑی مسرت وانبساط کے ساتھ مروجہ نعتیں اور نظمیں پڑھتے رہے۔ جلوس ختم کرنے کے بعد ہم شیخ شلبی الرجال کے مکان پر واپس آ گئے اور چند لمحات ان کے پاس بیٹھے رہے، جب اٹھنے لگے تو شیخ شلبی نے بڑی لطافت آمیز اور ہلکے پھلکے تبسم کے ساتھ اچانک یہ اعلان کیا کہ: انشاء اللہ کل آپ حضرات میرے ہاں علی الصباح تشریف لے آئیں تاکہ روحیہ کی تدفین کر لی جائے، روحیہ شیخ شلبی کی اکلوتی بچی تھی، شادی کے تقریباً ۱۱ر سال بعد اللہ نے شیخ کو عطا کی تھی، بچی کے ساتھ انھیں اس قدر محبت و وابستگی تھی کہ دوران کام بھی اسے جدا نہیں کرتے تھے۔

شیخ کی اس اطلاع پر ہم بھونچکے رہ گئے، عرض کیا روحیہ کا انتقال کب ہوا؟ فرمانے لگے آج ہی مغرب سے تھوڑی دیر پہلے، ہم نے کہا آپ نے ہمیں پہلے کیوں اطلاع نہ دی، کم از کم میلاد النبی کا جلوس کسی اور دوست کے گھر سے نکالتے، کہنے لگے جو کچھ ہوا بہتر ہوا اس سے ہمارے حزن و غم میں تخفیف ہو گئی اور غم مسرت میں تبدیل ہو گیا، کیا اس نعمت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی اور کوئی نعمت درکار ہے۔" (۲۱)

(۲۱) حسن البنا، مترجم خلیل احمد حامدی، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشن لاہور

اس عشق انگیز واقعہ سے اندازہ لگایئے کہ امت مسلمہ میں کیسے کیسے عاشقان مصطفیٰ گزرے ہیں، جب ہمارے دلوں میں عظمت رسول اور عشق رسول کی شمعیں درخشاں تھیں تو ہم باہم متحد و مستحکم تھے۔لیکن اسلام دشمن سازشوں نے ہمارا یہ فکری اور عملی اتحاد پارہ پارہ کردیا، اب تو حال یہ ہے کہ کوئی محفل میلاد سجاتا ہے اور کوئی شرک و بدعت کے فتوے لگاتا ہے اس پر بھی سکون نہیں ملتا، ظلم و بربریت کا ننگا ناچ ناچتے ہیں اور قتل و غارت گری کا طوفان کھڑا کردیتے ہیں اور اب ان لوگوں نے ایک طریقہ اور نکالا ہے کہ جب عاشقان مصطفیٰ جلوس میلاد النبی ﷺ کا اہتمام کرتے ہیں تو یہ اسلام دشمن پولیس، انتظامیہ میں اس قسم کی رپورٹیں درج کرادیتے ہیں کہ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی ہرگز اجازت نہ دی جائے ورنہ فرقہ وارانہ فسادات بھڑک اٹھیں گے، ہندوستان جیسے حساس ماحول میں انتظامیہ (جو بجائے خود اسلام دشمن ہے) بہانہ پاکر عید میلاد النبی کے جلوس اور جلسوں پر پابندی لگادیتی ہے۔ میں امت مسلمہ سے بار بار اپیلیں کرتا ہوں آؤ متحد ہوجائیں اس وقت پورا عالم کفر اسلام کے خلاف جدید اسلحوں کے ساتھ میدان جنگ میں ہے، ہم ماضی میں متحد تھے تو بڑے بڑے فراعنۂ زمانہ ہمارے ناموں سے کانپتے تھے۔ اور ہمارے اسلاف کا نقطہ اتحاد فقط عشق رسول تھا۔ یہ شمع جب سے بجھی ہے گھٹاٹوپ اندھیروں میں جاگرے، اب ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کو نظر نہیں آرہا ہے۔ اب قافلہ اتحاد منظم ہوتو کیسے ہو۔ اسلام کی سربلندی کے لئے پیش قدمی ہوتو کیسے ہو؟

اسلام کی اولین جلوہ گاہ حجاز مقدس جب سے اہل توہب نجدیوں کے تسلط میں آیا ہے دولت و ثروت کے ابلتے چشموں کے باوجود حکومت حجاز کی ہیبت و شوکت زیر زمین دفن ہوکر رہ گئی ہے، ناروا عیش و عشرت اور عیاشی اور فحاشی کا دور دورہ ہے۔ سعودی

ارباب اقتدار کے دل ودماغ امریکہ و برطانیہ کے گروہو چکے ہیں خلیجی جنگ کے بعد سے آج تک وہاں امریکی فوجی خنزیر خوری، شراب نوشی اور زنا کاری کا ارتکاب کر رہے ہیں مگران حکمرانوں کے سروں میں نہ وہ آنکھیں ہیں جوحق کو دیکھ سکیں اور نہ ان کے پہلو میں وہ دل ہیں جواحساس زیاں کرسکیں، یہ سارا اندھیر صرف اس لئے ہے کہ ان کے اعتقاد وفکر کے دبستاں سے عشق رسول کا باب ہی نجدیوں نے نکال دیا ہے جبکہ حق و صداقت کی سرمستی جنوں اور عزیمت واستقامت کے حیرت انگیز ولولہ وشوق کا حقیقی مرکز صرف اور صرف عشق رسول تھا۔ ذرا چند لمحے ٹھہر کر سعودی عہد حکومت سے قبل کے حجاز مقدس پر ایک نگاہ ڈالئے۔ یہی مکہ مکرمہ جہاں آج عید میلا دالنبی ﷺ کا جشن چراغاں گل ہو چکا ہے اسی مقام پر کس شاہانہ عظمت وشوکت سے جشن میلا دالنبی کا اہتمام ہوتا تھا۔ اخبار ''القبلہ'' مکہ مکرمہ کے حوالے سے جشن عید میلا دالنبی مکہ مکرمہ کی ایک رپورٹ پیش خدمت ہے:

''گیارہویں ربیع الاول کو مکہ مکرمہ کے در ودیوار عین اس وقت توپوں کی صدائے بازگشت سے گونج اٹھے جبکہ حرم شریف کے مؤذن نے نماز عصر کے لئے اللہ اکبر کی صدا بلند کی سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو عید میلا دالنبی پر مبارکباد دینے لگے، مغرب کی نماز ایک بڑے مجمع کے ساتھ شریف حسین نے حنفی مصلے پر ادا کی، نماز سے فراغت پانے کے بعد سب سے پہلے قاضی القضاۃ نے حسب دستور شریف کو عید میلاد کی مبارکباد دی، پھر تمام وزراء اور ارکان سلطنت ایک عام مجمع کے ساتھ جس میں دیگر اعیان شہر بھی شامل تھے نبی کریم ﷺ کے مقام ولادت کی طرف روانہ ہوئے، یہ شاندار مجمع نہایت انتظام واحتشام کے ساتھ مولدالنبی کی طرف روانہ ہوا، قصر سلطنت سے مولدالنبی تک راستے میں دورویہ اعلیٰ درجے کی روشنی کا انتظام تھا اور خاص کر مولدالنبی تو اپنی رنگ برنگ روشنی سے رشک جنت بنا ہوا تھا۔ زائرین کا یہ مجمع

وہاں پہنچ کر مؤدب کھڑا ہوگیا اور ایک شخص نے نہایت مؤثر طریقے سے سیرت احمدیہ ﷺ بیان کی، جس کو تمام حاضرین نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ سنتے رہے اور ایک عام سکوت تھا جو تمام محفل پر طاری تھا۔ ایسے متبرک مقام کی بزرگی کسی کو حرکت کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی اور اس یوم سعید کی خوشی ہر شخص کو بے حال کئے ہوئے تھی۔۔

اس کے بعد شیخ فواد نائب وزیر خارجہ نے ایک برجستہ تقریر کی جس میں عالم انسانی کے انقلاب عظیم پر روشنی ڈالی جس کا سبب وہ خلاصۃ الوجود ذات تھی ﷺ۔

آخر میں قابل مقرر نے ایک نعتیہ قصیدہ پڑھا جس کو سن کر سامعین بہت محظوظ ہوئے اس سے فارغ ہو کر سبھوں نے مقام ولادت کی ایک ایک کر کے زیارت کی، پھر واپس ہو کر حرم شریف میں نماز عشا ادا کی، نماز سے فارغ ہونے کے بعد سب حرم شریف کے ایک دالان میں مقررہ سالانہ بیان میلاد سننے کے لئے جمع ہوگئے یہاں بھی مقرر نے نہایت خوش اسلوبی سے اخلاق واوصاف نبی کریم ﷺ بیان کئے۔

عید میلاد کی خوشی میں تمام کچہریاں، دفاتر اور مدارس بھی بارہویں ربیع الاول کو ایک دن کے لئے بند کر دیئے گئے اور اس طرح یہ خوشی وسرور کا دن ختم ہوگیا۔"(۲۲)

۱۲۸۸ھ میں دہلی کے برگزیدہ عالم دین حضرت مولانا عبدالرحیم دہلوی نے علمائے حجاز سے عید میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے ایک استفتاء کیا علمائے حرمین کے جواب کا حاصل یہ تھا کہ جو مولود شریف اور قیام تعظیمی کا انکار کرے وہ بدعتی ہے، حاکم شرع پر لازم ہے کہ ایسے منکر میلاد کو سخت سزا دے، یہ استفتاء مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، جدہ شریف اور جدیدہ شریفہ کے اکابر علماء کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تھا، جواب دینے والے اور ان پر تصدیق کرنے والوں کی کل تعداد ۹۴ تھی، حضرت مولانا عبدالرحیم دہلوی نے یہ فتاوے اپنی کتاب "روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم" میں درج کر کے شائع کئے تھے،

(۲۲) بحوالہ ماہنامہ "طریقت" لاہور مارچ ۱۹۱۷ء ص: ۲۱، ۲۲، ۲۳

وہ کتاب اس وقت نایاب ہے اس لئے موضوع کی مناسبت سے انھیں ذیل میں نقل کیا جا رہا ہے۔ اصل فتوے عربی میں تھے اس لئے دہلوی صاحب نے مع ترجمہ شائع کئے تھے ان کے ترجمے کی قدیم اردو زبان اس وقت غیر مانوس معلوم ہوتی ہے اس لئے ترجمہ ہم اپنے قلم سے کر رہے ہیں:

سوال: ماقولکم دام فضلکم فی ان ذکر مولدالنبی ﷺ والقیام عند ذکر ولادۃ خاصة مع تعیین الیوم و تزئین المکان واستعمال الطیب و قرأة سورة من القرآن و اطعام للمسلمین هل یجوز ویثاب فاعله ام لا۔؟

بینوا اجز اکم الله تعالیٰ

حسب ذیل مسئلہ میں آپ کا ارشاد گرامی کیا ہے کہ پیدائش مصطفےٰ کا ذکر کرنا اور ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا بایں طور کہ اس میں دن کی تعیین، مکان کی آرائش، خوشبو کا استعمال، قرآن کی کسی سورۃ کی تلاوت اور مسلمانوں کے لئے کھانے کا اہتمام بھی ہو، کیا اس ہیئت کے ساتھ بزم میلاد کا انعقاد جائز ہے؟ اور اس کا اہتمام کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا یا نہیں۔؟ بیان فرمائیں اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اس سوال پر مکہ مکرمہ کے مفتیان عظام اور علماء کبار نے حسب ذیل جواب عنایت فرمایا:

اعلم ان عمل المولد الشریف بهذه الکیفیة المذکورة مستحسن مستحب لان العلماء المتقدمین قداستحسنوه و قداستحسن القیام عند ذکر

بلاشبہ اس مندرجہ بالا ہیئت کے ساتھ میلاد شریف کا معمول انتہائی پسندیدہ اور مستحب ہے، اس لئے علمائے متقدمین نے بھی اسے مستحسن کہا اور ولادت مبارکہ کے ذکر کے وقت قیام بھی مستحسن ہے۔ اور اس کا منکر بدعت سیئہ میں مبتلا ہے، کیونکہ وہ ایسی چیز کا منکر ہے جو اللہ تعالیٰ

الولادة الشريفة فالمنكر لهٰذه مبتدع بدعة سية مذمومة لانكاره على شئ حسن عندالله والمسلمين

كما جاء في حديث ابن مسعود قال ماراه المسلمون حسناًفهوعندالله حسن، والمراد من المسلمين ههنا الذين كمل الاسلام كالعلماء العاملين و علماء العرب و المصر والشام والروم والاندلس كلهم رأه حسنا في زمان السلف الى الآن فصار عليه اجماع الامة فهوحق ليس بضلال،

قال رسول الله ﷺ لا تجتمع امتی علیٰ ضلالة فعلیٰ حاكم الشريعة تعزير منكره۔ والله اعلم

اور جمہور مسلمانوں کے نزدیک مستحسن ہے۔ اثر ابن مسعود میں ہے کہ مسلمان جس چیز کو پسند کریں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی پسندیدہ ہے، اور اس مقام پر مسلمانوں سے مراد باعمل علما کرام ہیں۔

اور عرب، مصر، شام، روم اور اندلس کے تمام علمائے کرام نے اسے عہد سلف سے آج تک مستحسن ہی کہا ہے، تو اس طرح اس پر اجماع امت ہوگیا،

لھذا بزم میلاد کا اہتمام کرنا بلاشبہ حق ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہوگی، لھذا حاکم شرع پر لازم ہے کہ اس کے منکر کو سزا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس فتوے پر مکہ مکرمہ کے ۴۲ مفتیان مذاہب اربعہ کی مہریں ثبت ہیں۔

اب ذیل میں بعینہ مذکورہ سوال پر مدینہ منورہ کے مفتیان کرام کا متفقہ فتویٰ ملاحظہ فرمایئے:

اعلم ان ماصنع من الولائم فی مولد الشریف و قربۃ لحضرۃ المسلمین وانفاق الطعومات و قیام عند ذکر ولادۃ الرسول الامین ورش ماء الورد وایقاد البخور و تزئین المکان و قرآۃ شئ من القرآن، والصلوٰۃ علیٰ النبی ﷺ واظہار الفرح و السرور۔ فلا شبہۃ فی انہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ و فضیلۃ مستحسنۃ فلاینکرھا الاالمبتدع لا استماع بقولہ بل ینبغی حاکم الاسلام ان یعزروہ۔ واللہ اعلم

میلاد شریف میں جن چیزوں کا اہتمام کیا جاتا ہے، مثلاً صدقات و خیرات، اچھے کھانے اور شیرینی وغیرہ کا تقسیم کرنا، رسول کریم کے ذکر و تلاوت کے وقت قیام کرنا، گلاب پاشی کرنا، اگربتیاں سلگانا، مکان کی زیبائش کرنا، قرآن عظیم کی آیات تلاوت کرنا، نبی کریم کی بارگاہ میں صلاۃ وسلام پڑھنا، اور فرحت و مسرت کا بھرپور اظہار کرنا۔ بلاشبہ یہ انتہائی پسندیدہ اور اجر و فضیلت والی چیزیں ہیں۔ ان کا انکار کوئی بدعتی ہی کرے گا۔ اس کی بات پر ہرگز توجہ نہ دی جائے۔ بلکہ حاکم اسلام پر لازم ہے کہ اس کو سزا دے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس فتوے پر مدینہ منورہ کے ۳۰ علمائے کرام اور مفتیان عظام کی مہریں ثبت ہیں۔ مفتیان جدہ نے مولانا عبدالرحیم دہلوی کے استفتاء کا حسب ذیل جواب رقم فرمایا تھا:

اعلم ان ذکر مولد النبی ﷺ بھذہ الصورۃ المجموعۃ المذکورہ بدعۃ حسنۃ مستحبۃ شرعاً لاینکرھا الامن فی قلبہ شعبۃ من شعب النفاق والبغض لہ ﷺ کیف یسوغ لہ ذالک مع قولہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب۔ واللہ تعالیٰ علم

مندرجہ بالا ہیئت کذائیہ کے ساتھ محفل میلاد کا اہتمام کرنا شرعاً بدعت حسنہ اور مستحب ہے، اس کے منکر کے دل میں یقیناً نبی کریم ﷺ سے نفاق اور بغض و عداوت ہے۔ اس سے انکار کی گنجائش کس طرح روا رکھی جا سکتی ہے جبکہ ارشاد الٰہی ہے کہ شعائراللہ کی تعظیم کرنا دلوں کی پرہیزگاری ہے۔

اس فتوے پر جدہ شریف کے دس مفتیان کرام کی مہریں اور تصدیقیں ہیں۔

مفتیان جدیدہ نے بعینہ مذکورہ سوال کا حسب ذیل جواب ارقام فرمایا:

نعم قرأة المولد الشریف مع الاشیاء المذکورة جائزة بل مستحبة یثاب فاعلها فقد الف فی ذالک العلماء و حثوا علیٰ فعله وقالوا لاینکر ها الاالمبتدع، فعلیٰ حاکم الشریعة ان یعزره۔ والله اعلم

مذکورہ اشیاء کے اہتمام کے ساتھ میلاد شریف پڑھنا نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور اس کا منعقد کرنے والا ثواب کا مستحق ہوگا، علمائے کرام نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں ہیں اور اس کے انعقاد کی ترغیب دی ہے۔ نیز انھوں نے فرمایا کہ اس کا انکار کوئی بدعتی ہی کرسکتا ہے، حاکم شریعت پر ضروری ہے کہ منکر میلاد کو سزا دے۔

اس فتوے پر جدیدہ شریفہ کے ۱۲ ر مفتیان کرام کی مہریں اور تصدیقیں ہیں۔

حجاز مقدس کے ان فتاویٰ کی روشنی میں محفل میلاد کے جواز واستحسان کا حکم چودھویں کے چاند کی طرح روشن ومنور ہوگیا، اس پر بھی اگر کوئی کلمہ گو مطمئن نہ ہوتو اسے اپنی ایمانی حالت پر غور کرنا چاہئے کہ یقیناً اس کا دل رسول اللہ ﷺ کی جانب سے منافقت اور کھلی دشمنی میں مبتلا ہے۔

بحث کافی طویل ہوگئی بس اس خیال سے کہ کہیں ہمارے قارئین کسی قسم کی اکتاہٹ محسوس نہ کریں ہم اپنا قلم روکتے ہیں ورنہ اس موضوع پر ہمارے پیش نظر اتنے شواہد ہیں کہ ایک ضخیم دبستان میلاد منصۂ شہود پر آسکتا ہے۔ خدا کرے کہ یہ چند شواہد منکرین میلاد کی فکری گرہیں کھولنے کے لئے کافی ہوں اور مختلف ٹولیوں میں بٹی قوم عقائد ونظریات کی بے راہ روی سے توبہ ورجوع کر کے مسلک جمہور اہلسنت و جماعت کے ہم سفر وہم نوا ہوجائے۔

اب ہم ذیل میں انوار ساطعہ اور انوار آفتاب صداقت کے حوالے سے عالم اسلام کے ان علماء و مشائخ کی ایک مختصر فہرست سپرد قلم کرتے ہیں جنھوں نے میلاد رسول ﷺ کے جواز و استحسان کے موضوع پر مستقل کتابیں لکھیں یا استحباب کے فتوے دیئے اور خود منعقد کر کے، اس کی برکات و حسنات سے مالا مال ہوئے۔

۱۔ شیخ عمر بن محمد الملاء موصلی۔ انھوں نے مروجہ صورت میں سب سے پہلے میلاد شریف کا اہتمام کیا۔

۲۔ علامہ ابوالخطاب ابن دحیہ اندلسی جو دحیہ کلبی صحابی کی اولاد میں سے تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے کتاب ''التنویر فی مولد السراج المنیر'' تصنیف فرمائی۔ اور سلطان اربل کو پیش کی۔

۳۔ علامہ ابوطیب السبتی نزیل قوص۔ یہ جلیل القدر مالکی عالم تھے

۴۔ امام ابومحمد عبدالرحمٰن ابن اسماعیل استاد امام نودی معروف بہ ابوشامہ

۵۔ علامہ ابولفرح بن جوزی محدث وفقیہ حنبلی

۶۔ امام علامہ سیف الدین حمیری دمشقی حنفی محدث معروف بہ ابن طُغر بک

۷۔ امام القراء والمحدثین حافظ شمس الدین ابن جزری

۸۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر

۹۔ علامہ ابوالحسن احمد بن عبداللہ البکری

۱۰۔ علامہ ابوالقاسم محمد بن عثمان اللولوی الدمشقی

۱۱۔ شمس الدین محمد بن ناصر الدین الدمشقی

۱۲۔ علامہ سلیمان برسوی امام جامع سلطان ''کشف الظنون'' میں لکھا ہے کہ ان کا مرتبہ مولود شریف مجالس رومیہ میں پڑھا جاتا ہے۔

۱۳۔ ابن الشیخ آقا شمس الدین

۱۴۔ المولی حسن البحری

۱۵۔ الشیخ محمد بن حمزہ العربی الواعظ

۱۶۔ الشیخ شمس الدین احمد بن محمد السیواسی

۱۷۔ علامہ حافظ ابوالخیر سخاوی

۱۸۔ سید عفیف الدین الشیرازی

۱۹۔ابوبکرالدنقلی ۲۰۔برہان محمدناصحی

۲۱۔برہان ابوصفا۔ان کے مولودشریف کا نام ہے فتح اللہ حسبی وکفی فی مولدالمصطفےٰ

۲۲۔شمس الدین ومیاطی المعروف بہ ابن السنباطی ۲۳۔برہان بن یوسف الفاقوس۔ان کے مولودشریف میں چارسواشعار سے زیادہ ہیں۔

۲۴۔حافظ زین الدین عراقی ۲۵۔ مجدالدین محمد ابن یعقوب فیروزآبادی شیرازی صاحب قاموس۔ان کے مولدشریف کا نام ہے "النفحات العنبریہ فی مولدخیرالبریہ" ہے۔

۲۶۔امام محقق ولی الدین ابوذرعۃ العراقی ۲۷۔ابوعبداللہ محمد بن النعمان

۲۸۔جمال الدین العجمی الہمدانی ۲۹۔یوسف الحجازالمصری

۳۰۔یوسف بن علی بن رزاق الشامی

۳۱۔ابوبکرالحجازی ۳۲۔منصوربشار

۳۳۔ابوموسیٰ ترہونی وقیل زرہونی ۳۴۔ الشیخ عبدالرحمٰن بن عبدالملک المعروف بالمخلص

۳۵۔ناصرالدین المبارک الشہیر بابن الطباخ۔انہوں نے اپنے فتاوے میں لکھا ہے کہ مولد شریف کے پڑھنے والے کولباس یعنے پوشاک پہنانی چاہیے۔

۳۶۔امام علامہ ظہیرالدین ابن جعفر یسینی ۳۷۔فاضل عبداللہ بن شمس الدین انصاری

۳۸۔الشیخ الامام صدرالدین موہوب الجزری الشافعی

۳۹۔علامہ ابن حجرعسقلانی ۴۰۔شیخ جلال الدین سیوطی۔مجددمأتہ تاسعہ

۴۱۔محمد بن علی الدمشقی مصنف سیرت شامی ۴۲۔شیخ شہاب الدین قسطلانی شارح بخاری

۴۳۔نورالدین علی حلبی شافعی مصنف سیرت حلبی ۴۴۔ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شارح مواہب وغیرہ کتب احادیث

۴۵۔علامہ علی بن سلطان محمد ہروی معروف بہ ملّا علی قاری

۴۶۔عبدالرحمٰن صفوی شافعی صاحب نزہتہ المجالس ۴۷۔نورالدین ابوسعید بورانی

۴۸۔سید امام جعفر برزنجی۔ان کا مولد شریف نثر عبارت مقفّٰی فصیح مشہور ہے۔دیار عرب میں بہت پڑھا جاتا ہے۔

۴۹۔سید زین العابدین برزنجی۔ان کا مولد شریف منظوم دیار عرب شریف میں رائج ہے۔

۵۰۔شیخ احمد ابن علامہ ابوالقاسم بخاری۔ان کا نسب محمد بن اسمٰعیل بخاری تک پہنچتا ہے۔

۵۱۔شیخ اسمٰعیل حنفی افندی مفسر، واعظ، مصنف تفسیر روح البیان

۵۲۔احمد بن قشاشی مدنی استاد اساتذہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

۵۳۔محمد بن عزب مدنی ۵۴۔شیخ عبدالملک کروی

۵۵۔فاضل ابراہیم باجوری ۵۶۔امیر محمد استاد ابراہیم باجوری

۵۷۔شیخ سقاط استاد الاستاد باجوری ۵۸۔شیخ عبدالباقی پدر و استاد علامہ زرقانی

۵۹۔شیخ محمد ریلی ۶۰۔علامہ احمد بن حجر مؤلف تحفۃ الاخیار بمولد المختار

۶۱۔حافظ بن الحدیث رجب دمشقی حنبلی ۶۲۔ابی زکریا یحیٰی ابن عائذ حافظ کبیر اندلسی

۶۳۔سعید بن مسعود گازرونی۔انہوں نے بھی محسوس دنیا کے بیشتر ممالک کے علما و صوفیہ سے مولد شریف کا ہونا ثابت کیا ہے۔

۶۴۔مولانا زین الدین محمود نقشبندی ۶۵۔علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی شارح شفا وغیرہ۔ان کا ایک رسالہ مولد شریف کے جواز میں ہے۔

۶۶۔حضرت مولانا سید جمال الدین میرک ۶۷۔علامہ محمد رفائی مدنی

۶۸۔قاضی ابن خلکان شافعی ۶۹۔مولانا معین الدین الواعظ الہروی

۷۰۔علامہ ابواسحاق ابن جماعۃ رحمۃ اللہ علیہ ۷۱۔شیخ محمد طاہر محدث مصنف مجمع البحار

۷۲۔شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی ۷۳۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

اب ذیل میں تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری میں میلاد النبی کے استحباب واستحسان کے موضوع پر لکھی جانے والی کتابوں اور منثور ومنظوم میلاد ناموں کی ایک مختصر فہرست ملاحظہ فرمایئے۔ اگرچہ ان دو صدیوں کی چند تصانیف کا ذکر ماقبل میں بھی ہو چکا ہے:

۱۔ احیاء القلوب فی مولد المحبوب — از مولانا عبد الجلیل حسینی حنفی

۲۔ تحفہ سراج — از مولانا محمد سراج الدین اجمیری

۳۔ ترجمہ بیان المیلاد النبوی — از مولانا غلام معین الدین نعیمی

۴۔ چہل حدیث (دوم) — از مفتی خلیل احمد برکاتی

۵۔ خیابان آفرینش — از مولانا امیر احمد مینائی

۶۔ ذکر شاہ انبیاء — از مولانا امیر احمد مینائی

۷۔ الذکر المحمود فی بیان المولد المسعود (پنجابی) — از مولانا امام الدین قادری

۸۔ ذکر میلاد صاحب لولاک — از مولانا عبد الخالق مجددی

۹۔ ذکر ولادت آں حضرت ﷺ — از مولانا عبد الرزاق فرنگی محلی

۱۰۔ رسالہ فی ولادت النبی ﷺ — از مولانا حافظ محمد برکت اللہ فرنگی محلی

۱۱۔ مولد شریف — از مولانا فخر الدین الہ آبادی

۱۲۔ رسالہ میلاد النبی — از مولانا عبد الرزاق فرنگی محلی

۱۳۔ روح العباد فی ذکر المیلاد (پنجابی) — از مولانا محمد عبد الکریم قلعداری

۱۴۔ سراج منیر — از مولانا عمیم الاحسان

۱۵۔ سعید البیان فی مولد سید الانس والجان — از مولانا شاہ احمد سعید مجددی دہلوی

۱۶۔ مولد شریف — از مولانا احمد خاں صوفی کانپوری

۱۷۔ مولود محمود — از مولانا شاہ محمد رکن الدین الوری

۱۸۔ میلاد پاک صاحب لولاک — از مولانا غلام مصطفےٰ کوثر امجدی

۱۹۔ میلاد تحفۃ الرسول — از مولانا شاہ محمد معین آروی

۲۰۔ میلاد الرسول — از الحاج پیر قلندر علی

۲۱۔ میلاد رسول اللہ علیہ وسلم — از مولانا سید حامد علی شاہ راولپنڈی

۲۲۔ میلاد شریف — از مولانا نبی بخش حلوائی

۲۳۔ میلاد شریف — از مولانا محمد سلامت اللہ کشفی

۲۴۔ میلاد شریف — از مولانا محمد باقر

۲۵۔ المیلاد فی القرآن — از مولانا محمد عالم آسی امرتسری

۲۶۔ میلاد مبارک — از مولانا ہادی علی خاں سیتاپوری

۲۷۔ میلاد نامہ — از مولانا میاں علی محمد بسی شریف

۲۸۔ میلاد النبی — از علامہ سید احمد سعید کاظمی

۲۹۔ میلاد النبی ﷺ — از قاضی محمد حبیب الحق

۳۰۔ منطق الہلال بارخ ولادۃ الحبیب والوصال — از امام احمد رضا بریلوی

۳۱۔ نورانی حقائق — از مولانا ابوداؤد محمد صادق

۳۲۔ کفیل بخشش — از مولانا محمد جمیل الرحمٰن رضوی

۳۳۔ محفل میلاد — از مولانا محمد شبیر کوٹلی لوہاراں

۳۴۔ مدنی تاجدار — از مولانا ابوالحسنات سید محمد احمد

۳۵۔ میلاد مصطفےٰ — از مولانا ابوالکلام احسن القادری

۳۶۔ گھر آنگن میلاد (برائے خواتین) — از سید حسنین میاں نظمی مارہروی

۷۳۔ ذکر میلاد مبارک از سید شاہ اولاد رسول مارہروی

گذشتہ دو صدی میں میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر برصغیر میں تحریر کی جانے والی کتابوں کی یہ ایک نامکمل فہرست ہے۔ لیکن اس فہرست سے بھی یہ اندازہ ضرور لگایا جا سکتا ہے کہ برصغیر میں بھی میلاد النبی کے جواز و استحسان کے قائلین کی تعداد ۸۰ر فیصد سے بھی زائد ہے۔

احمد آباد میں حضرت محمد شاہ درگاہ شریف کا کتب خانہ بڑی اہمیت کا حامل ہے پانچ جلدوں میں اس کے ذخیرہ مخطوطات کی ایک فہرست شائع ہوئی ہے عربی، فارسی اور اردو مخطوطات کی اس فہرست میں میلاد النبی کے موضوع پر ایک درجن سے زائد کتب موجود ہیں۔

میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے اب یہ مدعا روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا ہے کہ سواد اعظم اہلسنت و جماعت کے نزدیک عید میلاد النبی ﷺ کی محفلیں سجانا اور بارہ ربیع الاول شریف کے حسین موقع پر جلوس نکالنا جائز و مستحسن ہے۔ مولیٰ تعالیٰ ہمارے قلوب کو حب رسول کے نور سے پرنور فرمادے۔ آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ

ان معاونین کیلئے دعائے خیر کی التماس ہے

الحاج ملک عبدالمجید صاحب پیرڈایز کارپٹ	لاہور
الحاج عزیز خان صاحب قادری	لاہور
پیرزادہ اقبال احمد فاروقی	لاہور
بیگم فیض احمد فاروقی	لاہور
سید منور علی شاہ بخاری	امریکہ
سید افتخار شاہ صاحب	لاہور
نذر محمد زکی صاحب	لاہور
مولانا سراج الدین صاحب	گوجرانوالہ
رانا ٹریڈرز	لاہور

کیا آپ معاون بن کر دعائے خیر میں حصہ لیں گے

مآخذ و مراجع

(۱)

قرآن عظیم

بخاری شریف	از امام محمد بن اسمٰعیل بخاری
مسند احمد	از امام احمد بن محمد بن حنبل
مسند ابوداؤد	از سلیمان بن داؤد الطیالسی
شرح مواقف	از مولانا ابوالعلیٰ
رسالہ اہلسنت و جماعت	از مولوی سلیمان ندوی
جامع الترمذی	از ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
ردالمحتار	از علامہ ابن عابدین شامی
حاشیہ جلالین	از شیخ احمد صاوی
آشوب نجد	از مولانا قطب الدین عبدالولی فرنگی محلی
ماہنامہ عارف لاہور	از محمد فاضل
اقبال کے حضور	از نذیر احمد نیازی
اخبار اہل حدیث امرتسر	از مولوی ثناء اللہ امرتسری
اشاعۃ السنۃ	از مولوی محمد حسین بٹالوی
براہین احمدیہ	از غلام احمد قادیانی
تحفظ ختم نبوت اور جماعت اسلامی	از محمد طفیل رشیدی

تحذیرالناس	ازمولوی قاسم نانوتوی
کفایت المفتی	ازمفتی محمد کفایت اللہ دہلوی
ماہنامہ تجلی دیوبند	از عامر عثمانی
مذاہب اسلام	ازمولانا نجم الغنی رامپوری
تاریخ المذاہب الاسلامیہ	ازپروفیسر محمد ابوزہرہ مصری
نہایات الارب فی غایات النسب	ازمفتی محمد شفیع دیوبندی
ماہنامہ زندگی نوئی دہلی	ازمسعود عالم فلاحی

(۲)

الجامع السنن للترمذی	ازابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی
احیاء علوم الدین	ازامام محمد غزالی
المغنی عن حمل الاسفار	اززین الدین عراقی
المسند امام احمد	ازامام احمد
الصحیح لمسلم	ازمسلم بن حجاج القشیری
غنیۃ الطالبین	ازشیخ عبدالقادر جیلانی
حجۃ اللہ علی العالمین	ازشیخ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی
کیمیائے سعادت	ازامام محمد غزالی
المنحۃ الوھبیہ	ازامام سید طحطاوی
انوار قدسیہ (مترجم)	ازامام عبدالوہاب شعرانی
خلاصۃ العارفین	ازخواجہ بہاؤالحق

الابریز — از خواجہ عبدالعزیز دباغ
حالات مشائخ نقشبندیہ — از خواجہ باقی باللہ
میزان شریعت کبریٰ (اول) — از امام عبدالوہاب شعرانی
کشف المحجوب (اردو) — از حضرت داتا گنج بخش لاہوری
مشکوۃ المصابیح — از شیخ ولی الدین العراقی
مرقات المفاتیح — از ملا علی قاری
شرح مواقف — از شیخ ابوالعلیٰ
تفسیر روح البیان (جلد ۵) — از شیخ اسمٰعیل حقی
دلائل الخیرات شریف — از خواجہ محمد بن سلیمان
مبدا و معاد — از شیخ احمد سرہندی
مکتوبات امام ربانی دفتر اول — از شیخ احمد سرہندی
المقدمۃ السنیۃ — از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
شرح الصدور (اردو) — از علامہ جلال الدین سیوطی
تمھید — از ابوشکور سالمی
اشعۃ اللمعات — از شیخ عبدالحق محدث دہلوی
کنز العمال (جلد ۱۰) — از علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین
السنن للبیھقی — از ابوبکر احمد بن حسین بن علی البیھقی
حدوث الفتن و جہاد اعیان السنن — از مولانا محمد احمد مصباحی
رسالہ ردروافض — از شیخ احمد سرہندی
مولانا انوار اللہ فاروقی — از ڈاکٹر کے محمد عبدالحمید اکبر

اہلسنت کی آواز ۱۹۹۸ء (سالنامہ) از ڈاکٹر سید جمال الدین اسلم
الفقیہ امرتسر ۲۱ راگست ۱۹۴۵ء ص: ۹ ازمولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی
امام احمد رضا ایک ہمہ جہت شخصیت از کوثر نیازی

(۳)

ماہنامہ ''البلاغ'' کراچی فروری ۱۹۶۹ء مضمون از شمس الحق افغانی
تحریک ختم نبوت، مطبوعات چٹان لاہور از آغا شورش کاشمیری
ارواح ثلاثہ ازمولوی اشرف علی تھانوی
تقویۃ الایمان ازمولوی اسمٰعیل دہلوی
سنی دیوبندی اختلافات کا منصفانہ جائزہ از مفتی محمد شریف الحق امجدی
الوہابیہ، تقدیم از مبارک حسین مصباحی
انوار الباری، جلد ۱۱ ازمولوی احمد رضا بجنوری
باغی ہندوستان، تکملہ ازمولانا عبدالحکیم شرف قادری
مقالات سرسید، حصہ شانزدھم از سرسید علی گڈھ
نزہۃ الخواطر از حکیم عبدالحی لکھنوی
تحقیق الفتویٰ فی ابطال الطغویٰ از علامہ فضل حق خیرآبادی
تذکرۃ الرشید از عاشق الٰہی میرٹھی
نیشنل بک ٹرسٹ، خبرنامہ جنوری تا مارچ ۱۹۹۷ء نیشنل بک ٹرسٹ نئی دہلی
العلامۃ فضل حق الخیرآبادی از ڈاکٹر قمر النساء حیدرآباد
تحقیق الحقیقہ از شاہ مخصوص اللہ دہلوی

امتیاز حق، از راجا غلام محمد
سوانح احمد، مطبوعہ دہلی از محمد جعفر تھانیسری
سیرت سید احمد از علی میاں ندوی
الدر المنثور از مولوی عبدالرحیم صادقپوری
تواریخ عجیبہ مطبوعہ فاروقی دہلی از محمد جعفر تھانیسری
مقالات سرسید، حاشیہ از محمد اسمٰعیل پانی پتی
مولانا اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان از مولانا ابوالحسن زید فاروقی
الاقتصاد فی مسائل الجہاد، مطبوعہ وکٹوریہ پریس از مولوی محمد حسین بٹالوی
الحقوق والفرائض از ڈپٹی نذیر احمد

(۴)

ابوالکلام آزاد سوانح وافکار، مطبوعات چٹان لاہور از شورش کاشمیری
آزاد کی کہانی از عبدالرزاق ملیح آبادی
الشہاب الثاقب، مطبوعہ دیوبند از مولوی حسین احمد مدنی
فتاوائے رشیدیہ از مولوی رشید احمد گنگوہی
اشرف السوانح از خواجہ عزیز الحسن غوری
تجلی دیوبند، فروری ۱۹۵۹ء از عامر عثمانی
افکار ملی دہلی جون ۲۰۰۱ء تحریر از راشد علی شاز علی گڈھ
ترجمان دیوبند، اپریل ۲۰۰۱ء از ندیم الواجدی
الدیوبندیۃ، سعودیہ عربیہ از طالب الرحمٰن سلفی

روزنامہ راشٹریہ سہارا دہلی، ۳ مئی ۲۰۰۱ء از مولوی اسعد مدنی

(۵)

نادان وہابی، محبوب المطابع دہلی از خواجہ حسن نظامی دہلوی

اہل حدیث اور انگریز از مولوی بشیر احمد

الرسالہ مئی ۲۰۰۱ء از وحید الدین خاں دہلوی

تقویۃ الایمان از اسمٰعیل دہلوی

تفسیر النسفی جلد ۱ از شیخ عبد اللہ بن احمد نسفی

المواھب اللدنیہ بالمنح المحمدیہ از علامہ احمد بن محمد قسطلانی

تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین از امام احمد رضا بریلوی

تذکیر القرآن، جلد اول از وحید الدین خاں

سنن بیہقی از ابوبکر احمد بن حسین بیہقی

شرح الشفاء اول از ملا علی قاری

جامع الترمذی از بوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

مقدمہ السنن للدارمی از عبد اللہ بن عبد الرحمٰن دارمی

جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ از امام احمد رضا بریلوی

مشکوۃ المصابیح از شیخ ولی الدین عراقی

حاشیہ المواھب اللدنیہ از صالح احمد شامی

تحذیر الناس از مولوی محمد قاسم نانوتوی

کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟ — از مولوی محمد قاسم نانوتوی
مرثیہ مولوی رشید احمد — از مولوی محمود حسن دیوبندی

(۶)

روزنامہ راپتی گورکھپور — ۲۷ رجولائی ۱۹۹۷ء
حدیث کا درایتی معیار — از مولوی محمد تقی امینی
فتاوائے رشیدیہ — از مولوی رشید احمد گنگوہی
براہین قاطعہ — از خلیل احمد انبیٹھوی
تذکیر الاخوان — از مولوی اسمٰعیل دہلوی
محفل میلاد — از ابوبکر جزائری
الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریۃ — از نواب صدیق حسن خاں بھوپالی
مختصر سیرۃ الرسول — از عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی
روزنامہ جنگ لاہور — ۲۷ رجمادی الاولیٰ ۱۴۰۳ھ/تحریر کوثر نیازی
رضائے مصطفیٰ/تحریر — از ڈاکٹر اقبال
ایشیا لاہور، ۲۷ رمئی ۱۹۸۰ء — از ابوالاعلیٰ مودودی
الباعث علیٰ انکار البدع والحوادث — از ابو محمد عبدالرحمٰن
سبل الہدیٰ — از امام سخاوی
انوار آفتاب صداقت — از قاضی فضل احمد لدھیانوی
فیوض الحرمین — از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
اخبار الاخیار — از شیخ عبدالحق محدث دہلوی

انوار ساطعہ — ازمولانا عبدالسمیع رام پوری

ذخائر محمدیہ — از شیخ محمد بن علوی مالکی

ڈائری — از حسن البنا

ماہنامہ طریقت لاہور، مارچ ۱۹۱۷ء

روضۃ النعیم فی ذکر النبی الکریم — ازمولانا عبدالرحیم دہلوی

کیا یہ کتابیں آپ کے زیرِ مطالعہ ہیں؟

حیات اعلیٰ حضرت مکمل ۲ جلدیں

قیمت ۸۰۰

''شارحِ بخاری نمبر'' (مفتی محمد شریف الحق امجدی) مطبوعہ انڈیا

قیمت ۱۲۵

''سیدین نمبر'' مطبوعہ ''الاشرفیہ'' مبارک پور۔ انڈیا

قیمت ۴۵۰

ماہنامہ ''جام نور'' دہلی کا ''جہاد نمبر'' صفحات ۲۰۰

قیمت ۵۰

ماہنامہ ''کنز الایمان'' دہلی کا ''مشائخ دہلی نمبر'' صفحات ۱۱۲۰

قیمت ۴۰۰

اعلیٰ حضرت کی بیشمار تصانیف حاصل کرنے کیلئے

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور